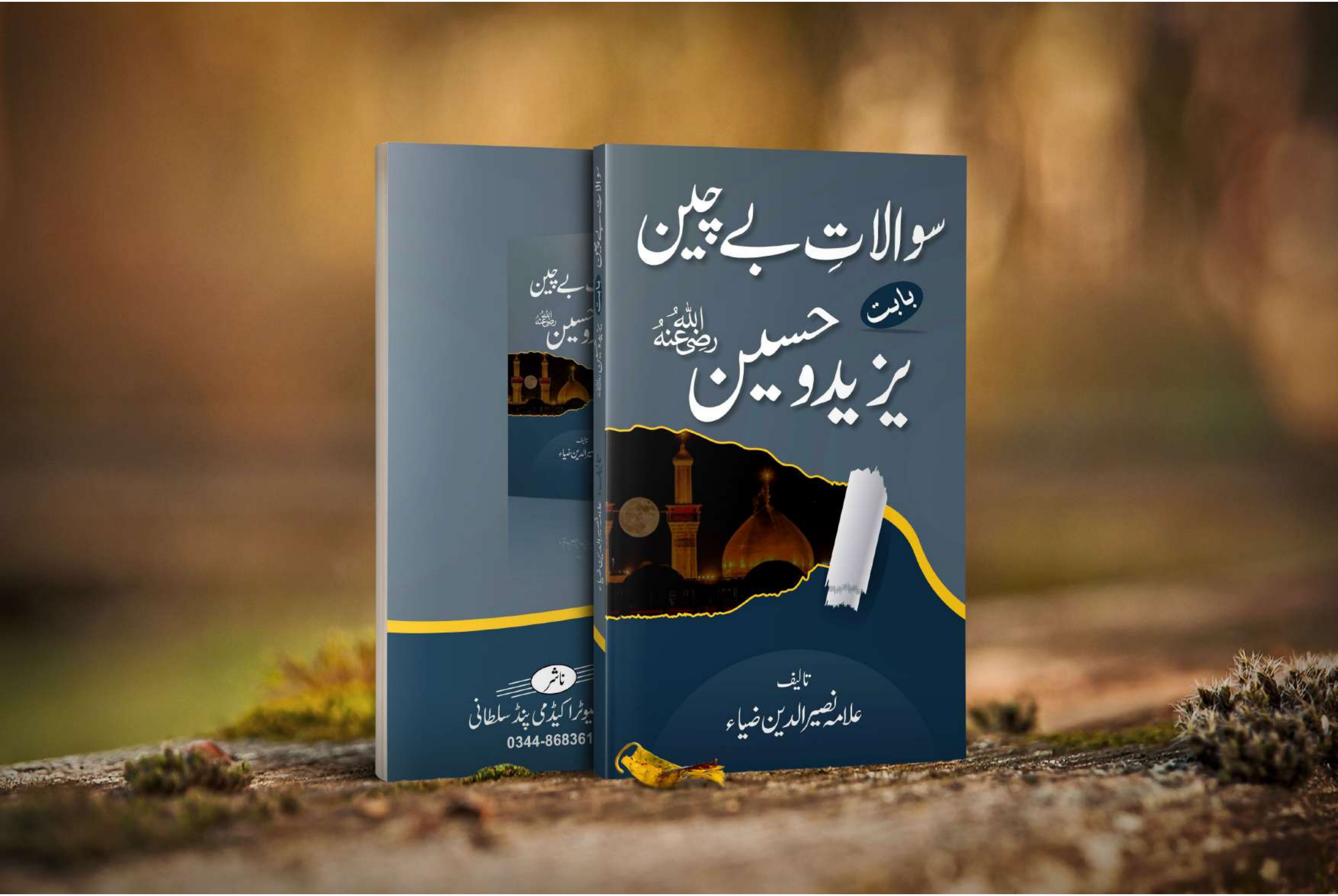

سوالاتِ بے چین
بابت
یزید و حسین رضی اللہ عنہ
تالیف
علامہ نصیر الدین ضیاء
ناشر
اکیڈمی پنڈ سلطانی
0344-868361

# سوالاتِ بے چین

بابت

# حسین رضی اللہ عنہ و یزید

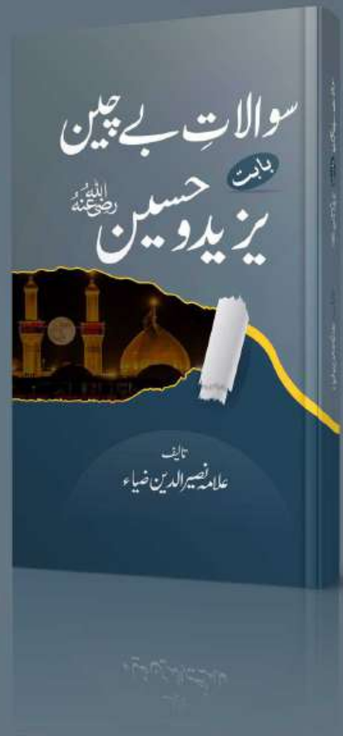


تالیف

علامہ نصیر الدین ضیاء

سوالاتِ بے چین بابت یزید و حسین رضی اللہ عنہ

تالیف: علامہ نصیر الدین ضیاء




ناشر

ویژن کمپیوٹر اکیڈمی پنڈ سلطانی

0344-8683612

# سوالاتِ بے چین

## بابت
## یزید و حسینؓ


﴿تالیف﴾

علامہ نصیرالدین ضیاء



﴿ناشر﴾

ویژن کمپیوٹر اکیڈمی پنڈ سلطانی

**0344-8683612**







| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | سوالاتِ بے چین بابت یزید و حسینؓ |
| تالیف | : | علامہ نصیرالدین ضیاء |
| مرتب | : | عقیل احمد ضیاء |
| ناشر | : | ویژن کمپیوٹر اکیڈمی پنڈ سلطانی |
| سن اشاعت | : | 20 فروری 2021 |

## ملنے کا پتہ

جامع مسجد امیر حمزہؓ کوہاٹ روڈ پنڈ سلطانی

تحصیل جنڈ ضلع اٹک

## فہرست

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆

☆☆☆

☆

## پیش لفظ

راقم الحروف اپنے اساتذہ کرام میں سے سب سے زیادہ حضرت الاستاذ مولانا شیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے مستفید ہوا ہے اس لئے فطرتاً ان کے طرز حیات اور معمولات زندگی سے زیادہ مناسبت ہے۔ استاذِ گرامی کا معمول تھا کہ سوالات کے فوری جوابات بہت کم دیتے تھے زیادہ تر سائل سے کہتے تھے کہ اپنا سوال لکھ کر چھوڑ جائیں اور فلاں وقت آ کر جواب لے لیں۔ جب جواب لکھواتے تو اکثر یہ سعادت راقم الحروف کو نصیب ہوتی۔ استاذِ گرامی کے اس عمل کی پیروی میں راقم کا بھی معمول ہے آنے والے سوالات تحریر کر لیے جاتے ہیں اور اکثر جوابات بھی محفوظ کر لیے جاتے ہیں میرے کچھ اہل علم احباب نے کئی دفعہ اصرار کیا کہ جو سوالات و جوابات سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اور یزید کے متعلق ہیں اگر یہ شائع ہو جائیں تو بہت اچھا ہوگا مگر میں اس کا فیصلہ حتمی فیصلہ کرنے سے قاصر رہا۔۔ گومگو کے اسی عرصہ میں ایک ایسے خاندان جو راقم کی دینی محنت و کاوش کے نتیجے میں شرک و بدعات چھوڑ کر توحید وسنت کی طرف آیا تھا کے چند نوجوان میرے پاس آئے اور انہوں نے جو بات چیت کی اس سے رافضیت ٹپک رہی تھی ان نوجوانوں کی باتیں سن کر اس انقلاب کی وجہ پوچھی تو ان کا جواب تھا کہ ہمارے سارے بزرگ اشاعت التوحید وسنت سے منسلک ہیں، مگر ہم جہاں سروس کرتے ہیں وہاں محکمانہ دوستوں نے ہمیں اشاعت التوحید وسنت کے مراکز سے شائع ہونے والا ایسا لٹریچر دکھایا اور پڑھایا ہے جس میں نواسہ رسول ﷺ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی تضحیک اور یزید کی مدح سرائی موجود تھی۔۔۔

یہی چیز ہمیں اشاعت التوحید وسنت سے متنفر کر کے پہلے مجالس عزا میں اور بعد ازاں رافضیت کی وادیوں میں لے گئی۔ نوجوانوں سے جو جوابی بات چیت ہوئی اس سے قطع نظر اس بات چیت نے راقم الحروف کو سوالاتِ بےچین بابت یزید حسینؓ کو منصۂ شہود پر لانے پر مجبور اور آمادہ کر دیا۔۔

سوالات و جوابات کی ترتیب کے دوران کئی مخلص احباب نے راقم کو بڑی ہمدردی سے سمجھانے کی



کوشش کی کہ یہ قدم نہ اٹھائیں۔۔ ناصبیت و یزیدیت جمعیت اشاعت التوحید وسنت میں بڑے طاقتور پنجے گاڑ چکی ہے۔ نقار خانے میں طوطی کی آواز کوئی معنیٰ نہیں رکھتی راقم اُن احباب کی ہمدردی کو سمجھتا ہے اور قدر بھی کرتا ہے مگر مولانا حسین علی رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کو یزید، ابن زیاد اور شمر کی جماعت بنتے دیکھ کر خاموشی کو جرم سمجھتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔!

عقل مے گوید مرو اندیشہ کُن فرزانہ شو
عشق مے گوید ابشر لا تخف دیوانہ رو

نصیر الدین ضیاء

﴿سوال﴾

ہمارے گاؤں کی مرکزی جامع مسجد میں خطیب محرم الحرام کے دنوں میں یزید کی حمایت میں بہت بولتا ہے میں نے اُسے حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب سابق مہتم دارالعلوم دیوبند کی کتاب شہیدِ کربلا اور یزید دکھائی تو اس نے اپنا موقف سمجھانے کے لیے مجھے اشاعت التوحید والسنہ کے ایک عالم کی تصنیف واقعہ کربلا اور اس کا پسِ منظر دکھائی سوال یہ ہے کہ اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے کیا آپکی ساری جماعت کا یہی موقف ہے؟

﴿الجواب﴾

حاجی صاحب آپ کے خطیب نے جو آپکو کتاب دکھائی ہے وہ اشاعت التوحید والسنّت کے موقف کی ہرگز ترجمان نہیں بلکہ ہماری جماعت تو 31 اگست 1997 دارالعلوم حدیبیہ گوجرانوالہ میں اس کتاب کے جماعتی موقف کے خلاف ہونے کے متعلق قرارداد پاس کر چکی ہے قرارداد مولانا قاضی عصمت اللہؒ، مولانا سید ضیاء اللہ شاہ بخاری، مولانا قاری عطاء الرحمانؒ، مولانا محمد یونس نعمانیؒ، مولانا اشرف علی، مولانا محمد حسین شاہ نیلویؒ، مولانا قاضی عطاء اللہ، مولانا خلیل احمدؒ، مولانا عبداللہ راشدؒ، مفتی محمد جاجرویؒ، مولانا محمد انور بیگؒ اور چند دیگر حضرات کے دستخط موجود ہیں۔

(دیکھئے خس کم ۱۳۷ از محمد افضل ضیاءؒ)

اگر مذکورہ خطیب اشاعت التوحید والسنہ سے وابستگی کے باوجود اس قرارداد سے بے خبر ہیں تو یہ ان کی جہالت ہے اور اگر اس سے باخبر ہونے کے باوجود کتاب دکھاتے پھرتے ہیں تو پھر ان میں یقیناً ناصبیت کے مہلک جراثیم پنپ رہے ہیں (اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے) الحمدُ للہ آپ کے پاس حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ سابق مہتم دارالعلوم دیوبندی کی تصنیف ہے اُسی پر اکتفا کریں



دوسری کتاب محمود احمد عباسی، حکیم فیض عالم صدیقی، ابو یزید محمد دین بٹ اور عظیم الدین صدیقی جیسے شتر بے مہار ناصبیوں کی کتابوں کا چربہ ہے۔

..............................☆☆☆☆..............................

﴿سوال﴾

میں آپکو سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے ایک صاحبزادے کا بیان سنانا چاہتا ہوں صاحبزادہ صاحب نے یزید کی مدح سرائی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

﴿الجواب﴾

بیان سننے سنانے کی ضرورت نہیں ہم حضرت امیر شریعتؒ کے صاحبزادگان کے نظریات سے آگاہ ہیں آپ اس پر غور کریں کیا یہ بات عین قرین عقل وانصاف نہیں کہ صاحبزادگان کی بنسبت حضرت امیر شریعتؒ تقویٰ وللّٰہیت میں فہم وبصیرت اور علم قرآن وسنت میں ان صاحبزادگان سے بہت بلند تھے آپ یہ دیکھیں اور سمجھیں حضرت امیر شریعتؒ سیدنا حسینؓ اور یزید کے حوالے سے کیا رائے رکھتے تھے

### رائے امیر شریعت

(۱)۔انگریزوں نے سکولوں میں اور کالجوں میں ایسی تعلیم جاری کی ہے جس سے ہماری قومی طاقت اور حمیت سلب ہوگئی اور روحانیت کا نام ونشان بھی باقی نہیں خداوند کو سرخ رنگ بہت پسند ہے میں چاہتا ہوں کہ میرے بھی کپڑے سرخ ہوں اور امام حسینؓ کی طرح میں شہید ہوں۔

(مقدمات امیر شریعت ۳۲)

(۲)۔جب موسیٰؑ جوان ہوئے تو اُنہوں نے ایک مصری کو جوشِ جلالت میں مار ڈالا۔ خدا ایسے جلال کو

پسند کرتا ہے خدا سرخ رنگ، سرخ کپڑے، سرخ چہرہ اور سرخ گریبان پر خوش ہوتا ہے میری تمنا ہے کہ میں بھی اپنے کپڑوں پہ سرخ چھینٹے دیکھوں تا کہ مجھے جنت الفردوس میں حضرت امام حسینؓ کی آغوش میں جگہ ملے۔

(مقدمات امیرِ شریعت ۴۹)

(۳)۔ایک مقدمہ کی کاروائی کے دوران چیف جسٹس نے خود حضرت امیر شریعت سے سوالات کیئے۔

ایک سوال یہ تھا کہ آپ نے لالہ موسیٰ میں تقریر کی جسمیں آپ نے کہا کہ انگریزوں کو اُسطرح قتل کر دو جس طرح یزید نے حسینؓ کی فوجوں کو کیا؟

شاہ جی نے جواباً فرمایا۔

اس قسم کے لغو الفاظ میں نے کبھی استعمال نہیں کیئے اور نہ آئندہ زندگی میں کر سکتا ہوں جہاں تک حسینؓ اور یزید کا تعلق ہے آپ کے سوال سے ظاہر ہوتا ہے کہ میں نے اپنے آپ کو یزید کہا اور انگریزوں کو حسینؓ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید نہیں کہہ سکتا۔

چیف جسٹس مسٹر عبدالعزیز۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔! شاہ صاحب کا کیا مطلب ہے؟

میاں عبدالعزیز:۔ ان کا مطلب یہ ہے کہ میں غیر اسلامی الفاظ کبھی استعمال نہیں کرتا کیونکہ یہ الفاظ استعمال کر کے میں اپنے آپکو یزید کہوں گا اور انگریزوں کو حسینؓ۔

نہ ہی میں برداشت کر سکتا ہوں کہ کوئی مسلمان اپنے آپ کو یزید کہے۔

(مقدمات امیر شریعت ۲۵۷)

(۳) حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ نے حضرت خواجہ غلام فریدؒ کی مدح میں ایک نظم لکھی جس میں فرمایا۔

**ہر کہ بد گفت خواجہؒ مارا**
**ہست اور بے گماں یزید پلید**



(علمی وتقریری جواھر پارے ۱۴۸)

عبدالقدوس صاحب!

حضرت امیر شریعت کے ارشادات آپ کے سامنے ہیں ان ارشادات کی روشنی میں صاحبزادگان کے نظریات کو پرکھ لیں الجھن حل ہوجائے گی ایسے موقع پر اکبرالہ آبادیؒ یاد آتے ہیں کیا الہامی شعر کہہ گئے ہیں۔

ہم ایسی کل کتابیں قابلِ ضبطی سمجھتے ہیں
جنہیں پڑھ کر بچے باپ کو خطی سمجھتے ہیں

..........☆☆☆☆..........

﴿سوال﴾

مولانا صاحب آپ نے تفسیر قرآن پڑھاتے ہوئے آجناب نے سورۃ ابراہیم آیۃً نمبر ۲۸ پر کفران نعمت کرنے والوں میں کفارِ قریش ۔ جبلہ بن ایہم کیساتھ یزید کا ذکر بھی کیا میں نے ایک عالم دین دوست سے جو دارالعلوم کراچی کے فاضل ہیں اسکا ذکر کیا تو وہ کہنے لگے ہم نے دورہ حدیث والے سال اپنے استاذ مولانا مفتی تقی عثمانی صاحب سے یزید کے متعلق پوچھا تھا انہوں نے فرمایا تھا کہ کہ سکوت کرنا بہتر ہے ہم تو سکوت کے قائل ہیں۔ (حافظ حبیب الرحمٰن پنڈی سرہال)

﴿الجواب﴾

حافظ صاحب مولانا مفتی تقی عثمانی کے والد ماجد مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے اس موضوع پر مستقل کتاب لکھی ہے اسوۂ حسینی یعنی شہید کربلا صفحات ۱۱۱ مفتی محمد شفیع صاحبؒ نے اس بے مثال کتاب میں مذہبِ اہلسنت کی ترجمانی کا حق ادا کر دیا ہے، آپ بھی استفادہ کریں۔

مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھتے ہیں بالآخر بیعتِ یزید کا قصد کرلیا جاتا ہے اور اسلام پر یہ پہلا حادثہ عظیم ہے کہ خلافتِ نبوت ملوکیت میں منتقل ہوئی ہے شام وعراق میں معلوم نہیں کس کس طرح خوشامد پسند لوگوں نے یزید کے لیے بیعت کا چرچہ کیا اور شہرت دی گئی کہ شام وعراق کوفہ وبصرہ یزید کی بیعت پر متفق ہو گئے۔ اب حجاز کی طرف رخ کیا گیا حضرت معاویہؓ کی طرف سے امیر مکہ ومدینہ کو اس کام کے لیے مامور کیا گیا مدینہ کا عامل مروان تھا اُس نے خطبہ دیا اور لوگوں سے کہا کہ امیر المومنین حضرت معاویہؓ ابوبکرؓ وعمرؓ کی سنت کے مطابق یہ چاہتے ہیں کہ اپنے بعد کے لیے یزید کی خلافت پر بیعت لی جائے عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کھڑے ہوگئے اور کہا یہ غلط ہے یہ ابوبکرؓ وعمرؓ کی سنت نہیں بلکہ قیصر وکسریٰ کی سنت ہے۔

(واقعہ کربلا از مفتی محمد شفیعؒ ۱۲)



اسی کتاب میں بعنوان ہلاکتِ یزید لکھتے ہیں شہادت حسینؓ کے بعد یزید کو ایک دن چین نصیب نہ ہوا تمام اسلامی ممالک میں خونِ شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں اُسکی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ہلاک ہوگیا۔

(واقعہ کربلا از مفتی محمد شفیعؒ)

حافظ صاحب اگر خاموشی اتنی ہی ضروری ہوتی تو حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کبھی خاموشی نہ توڑتے دورۂ حدیث والے سال نہ جانے مولانا مفتی تقی عثمانیؔ نے کیا فرمایا ہوگا اور نیم خوابیدہ طالبعلم نے کیا سمجھا ہوگا۔

﴿لطیفہ﴾

جمیعت اشاعت التوحید والسنہ سے وابسطہ احباب مولانا مفتی محمد شفیعؒ کا ایک فتوٰی بڑے اہتمام سے شائع کرتے رہتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

کیا فرماتے ہین علماء دین مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ زیدؔ عالم دین ہے
اور کہتا ہے کہ حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہؒ گجراتی کے پیچھے نماز نہیں ہوتی اور شیخ القرآن
حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کے متعلق بھی زیدؔ کا یہی خیال ہے زید کہتا ہے یہ حیاتِ نبی ﷺ کے
منکر ہیں آپ جواب دے کر ہمارے شک شبہ کا ازالہ فرمائیں آپ جواب مکمل اور مدلل دیں
آپکی عین نوازش ہوگی
(سائل اختر حسین آزادؔ)

## جواب

از مفتی محمد شفیعؒ صاحب۔

یہ سب انتہائی غلو ہے نماز ان سب کے پیچھے بلا کراہت ہو جاتی ہے۔

(واللہ اعلم بندہ محمد شفیع فتوی نمبر ۴۷ ۱۹۶۹ء)

اشاعت التوحید والسنہ کے احباب جب اس فتوٰی کو شائع کرتے ہیں تو عنوان ہوتا ہے۔
مفتی دارالعلوم دیو بند مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا اعلانِ حق
دیکھئے رسالہ مسلکِ شیخ القرآن وفدائے حق اول ۳۳۷

ہماری گزارش یہ ہے کہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا حضرت سید الموحدین پیرِ طریقت خطیبِ اسلام مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خانؒ کی اقتداء میں نماز کے حوالے جسطرح فتوٰی صحیح سچا پیارا اور درست ہے اسی طرح شہیدِ کربلا میں اُنہوں نے جو کچھ یزید کے حوالے سے لکھا ہے وہ بھی درست اور اعلانِ حق ہے

میٹھا میٹھا ہپ کڑوا کڑوا تھو مناسب نہیں لگتا

..............................☆☆☆☆..............................



## ﴿سوال﴾

ایک خطیب صاحب کہہ رہے تھے کہ واقعہ کربلا کا بخاری شریف میں کوئی ذکر نہیں واقعہ کربلا پر پہلی کتاب اس واقعہ کے سو سال بعد لکھی گئی۔ (مولانا قاضی عبدالحمید ٹھٹہ)

## ﴿الجواب﴾

جسطرح روافض صحابہ کرام خلفائے راشدین کے فضائل کو محو کرنے کے لیے مختلف حیلے بہانے کرتے ہیں اسی طرح نواصب وخوارج سیدنا علی المرتضٰیؓ اور خانوادۂ رسول کریم ﷺ سے وابسطہ کا رہائے نمایاں کی قدر ومنزلت کم سے کم تر کرنے کی غرض سے لاف زنی کرتے رہے ہیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ اگر کسی واقعہ کا ذکر بخاری شریف میں نہ ہو تو کیا اسکا معنٰی یہ ہوتا ہے کہ وہ واقعہ ہوا ہی نہیں اب آیئے بخاری شریف کی طرف صحیح باب مناقب الحسنؓ والحسینؓ میں سیدانس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ:۔

**عَنْ اَنَسٍ، قَالَ: اُتِيَ عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ زِيَادٍ بِرَاْسِ الْحُسَيْنِ رضی الله عنه ، فَجُعِلَ فِي طَسْتٍ، فَجَعَلَ يَنْكُتُ ،وَقَالَ فِي حُسْنِهِ شَيْئًا، فَقَالَ اَنَسٌ: اِنَّهُ كَانَ اَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللّٰهِ صلی الله علیه و آله وسلم، وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ..**

جب سید السادات حضرت حسینؓ کا سر مبارک عبید بن زیاد کے پاس لایا گیا اور ایک طشت میں رکھا گیا تو وہ ایک چھڑی سے آپؓ کی آنکھ اور ناک پر مارنے لگا اور آپؓ کے حسن وخوبصورتی کے بارے میں کچھ کہنے لگا اس پر سیدنا انسؓ نے کہا کہ حسینؓ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سب سے زیادہ مشابہ تھے اور آپ نے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں وسمہ کا خضاب استعمال کر رکھا تھا۔

بخاری شریف کی یہ روایت کیا بتلا رہی ہے اگر واقعہ کربلا نہیں ہوا تو سر اقدس ابن زیاد ملعون تک کیسے

پہنچا منکرینِ شانِ اہل بیت بخاری شریف کی بات کرتے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے دیکھنے والی آنکھ دی تھی آئیں دیکھیں اُنہوں نے واقعہ کربلا کہاں کہاں لکھا دیکھا دور حاضر کے موحدِ اعظم چلاسی بابا فرماتے ہیں۔

**تقویت ہر قلب ازان خونِ حسینؓ است**
ہر دل کی قوت اور شجاعت خون حسین کی عبرت سے حاصل ہوتی ہے
**آں شخص چہ خوش شخص کہ مجنونِ حسینؓ است**
وہ شخص کتنا بہتر شخص ہوگا جو مجنونِ حسین ہوگا
**خواندیم بہ اوراقِ شجر ہائے بہشتی**
ہم نے جنت کے درختوں کے اوراق پر پڑھی
**مکتوب ہمیں قصہ و مضمونِ حسینؓ است**
کہ اُن پر حسینؓ کی یہ پُر درد کہانی مکتوب ہے
**ایں باغ نبی ﷺ تازہ بریں حال نماندے**
نبی کا یہ باغ اسلام اس حال میں تروتازہ نہ رہتا
**اسلام بدانیم کہ ممنونِ حسینؓ است**
ہم سمجھتے ہیں کہ اسلام حسینؓ کا ممنون ہے
**رسمیست عجب دارنِ سر در رہِ خالق**
یہ ایک عجیب رسم ہے راہِ خدا میں سر قربان کرنا
**ایں رسم ز قربانی بے چون حسینؓ است**
یہ رسم بھی حسینؓ کی بے مثال قربانی کی بدولت جاری ہے
**دانی کہ چرا چشم فلک اشک فشاند**
کیا تو جانتا ہے چشمِ فلک کیوں اشکبار ہے یہ بارش کیوں ہے بلکہ غمِ حسینؓ ہے
**دانی کہ چرا پُشتِ فلک اشک نونِ حسینؓ است**
کیا تو جانتا ہے کہ پشتِ فلک حسینؓ کے نون کی طرح کیوں سرنگوں ہے



یہ بھی حسینؓ کے حادثے کی وجہ ہے
**در سینہ ما دل زغمس تازہ گُلِ گشت**
ہمارے سینے میں دل اسکے غم کی وجہ سے ایک تازہ پھول بن گیا
**خوشحال چلاسیت کہ محزونِ حسینؓ است**
چلاسی خوشحال ہے کہ وہ حسینؓ کا مغموم ہے

(مجالس چلاسی ۵۹)

چلاسی بابا کے بعد ذرا امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور لکھنویؒ کی بھی سن لیں ایمان تازہ ہو جائے گا فرماتے ہیں۔۔۔۔۔۔
اگر کوئی نبی آنحضرت ﷺ کے بعد ہوتا اور اس پر کتاب اترتی تو خلیل اللہ و حضرت ایوبؑ کی طرح امام حسینؓ کا بھی ذکر اس میں ہوتا اور یقیناً ان کی نسبت یہ کلمات ارشاد ہوتے **اِنا وَجدنا ئہ صابراً نعمالبعدُ انه اَواب** بے شک ہم نے حسینؓ کو صبر کرنے والا پایا۔

(النجم محرم ۔۱۳۵۵)

چلاسی بابا اور حضرت لکھنویؒ نے بات تو بطریقِ احسن سمجھا دی مگر حصول برکت کے لیے شیخ المحدثین استاذ المفسرین حضرت مولانا سلطان محمود کٹھیالویؒ کی بھی سنتے جائیں
حضرت کٹھیالویؒ فرماتے ہیں۔۔۔۔
سرورِ کائنات کی اہلِ بیت کے باغ کو تباہ و برباد کر دیا گیا اور اہلِ بیت کے معصوم بچوں تک کو شہید کر دیا گیا اور کس دلیری اور بے دردی کے ساتھ شہید کیا گیا معصوم بچوں کو پانی سے ترسا ترسا اور پیاس سے تڑپا تڑپا شہید کیا گیا یہ واقعہ کربلا قیامت سے کچھ کم ہے یہ بھی سب کچھ اُسی اصولِ اساسی کی خلاف ورزی کی بدولت ہوا قربان جایئے اہل بیت پر کہ اُنہوں نے

اپنی جانیں قربان کردیں مگراس اصول اساسی کی خلاف ورزی برداشت نہیں کی یعنی یزید
کی بیعت نہیں کی اوراللہ تعالیٰ اوراپنے نانا حضرت محمد ﷺ سے شاباشی کا سہرا باندھ کر
جنت الفردوس میں جا پہنچے۔

(تبلیغی دستورالعمل ۳۲)

## تعارف حضرت کٹھیالویؒ۔

حضرت نے تمام علوم وفنون سات سال کے مختصر عرصہ میں دارالعلوم دیوبند میں رہ کر شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ سے پڑھے تفسیر قرآن اور حجۃ اللہ البالغہ پڑھنے کے لیے امام انقلاب مولانا عبیداللہ سندھیؒ سے رشتہ تلمذ جوڑا۔ حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانویؒ کے خلیفہ مجاز بنے مدرسہ عالیہ فتح پوری دھلی میں صدر مدرس رہے تقسیم سے قبل 1362 ہجری میں آبائی وطن کٹھیالہ شیخاں میں مدرسہ خادم علوم نبوت قائم فرمایا۔

تفسیر القرآن دورۂ حدیث اور حجۃ اللہ البالغہ خصوصی طور پر پڑھاتے تھے 1965 میں دارفانی سے رحلت کرگئے کٹھیالہ شیخاں کوعام قبرستان میں مدفون ہیں۔ رحمۃ اللہ تعالیٰ رحمۃ واسعۃ کاملہ

..............................☆☆☆☆..............................



﴿سوال﴾

اشاعت التوحید والسنہ کے فلاں فلاں صاحبان یزید کی مدح ثنائی میں بڑے دلدئل دیتے ہیں کیا کسی جماعتی بزرگ کی یزید کی مذمت میں کوئی تحریر آپ دکھا سکتے ہیں۔(مولانا فضل حق حقانی)

﴿الجواب﴾

جمیعت اشاعت التوحید والسنہ کے تمام اکابر چونکہ امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی الوانیؒ سے نسبتِ تلمذ رکھتے تھے باین معنیٰ یہ جماعت حضرت مولانا حسین علی الوانیؒ کی امانت ہےاوران کے نورانی وقرآنی نظریات کی امین ومحافظ بھی۔

مولانا حسین علیؒ سے نسبت کی حامل جماعت میں نواصب کی موجودگی کسی المیے سے کم نہیں مگر یہ دنیا ہے اورایسے گھس بیٹھیئے ہر طبقے اور جماعت میں مل جاتے ہیں۔ جہاں تک جماعت کے کسی بزرگ کی تحریر کا سوال ہےملاخطہ فرمائیں۔

**رائے گرامی محدثِ کبیر مولانا سید بدیع الزمان شاہ بخاریؒ**

شیخ الحدیث دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازارراولپنڈی

حضرت شاہ صاحبؒ کی تحریر بےنظیر کا عنوان ہے یزید نامراد حدیث کی روشنی میں

**(۱)عن ابی هريرهؓ قال حفظت من رسول الله ﷺ وعائين فاما احدهما فبششته واما الآخر فلو بششته قطع هذاالبلعوم .**

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ سے دوقسم کے علوم حاصل کیے ہیں ایک قسم کا علم گر میں پھیلاؤں تو مجھے گلا کٹنے کا خطرہ ہے.

**قال ابو عبدالله البلعو م مجرى الطعام .**

اس حدیث کی شرح میں حافظ ابن حجرؒ رقم طراز ہیں۔

**حمل العلماء الوعاء الذی لمه یشبه علی الاحادیث الی فیها تعییناسامی امراء السوواحوالهم وز منهم وقدکان ابو هریرهؓ یکتی عن بعضه ولا یصرح به خوفاً علیٰ نفسه منهم کقوله اعوذبا لله من رائس الستین واماره العبیان یشیرالی خلافة یزید بن معاویهؓ لانها کانت سنة ستین من الهجرة واستجاب الله دعاء ابی هریره فمات قبلها مسنةٍ .**

ترجمہ: علماء نے اس علم کو جسکو آپؓ نے نہیں پھیلایا ان احادیث پر حمل کیا ہے جن میں بُرے اُمراء کے نام اوران کے حالات اوران کے دورحکومت کا ذکر ہے اور تحقیق ابوھریرہؓ بعض امراء سے کنایہ کرتے اوران کی تصریح نہیں فرماتے تھے کیونکہ آپؓ کوان بُرے امراء سے جان کا خطرہ تھا مثلاً آپؓ یوں کہتے اے اللہ میں سنہ 60 ہجری اور بچوں کی حکومت سے پناہ چاہتا ہوں آپؓ کا اشارہ یزید بن معاویہ کی خلافت کی طرف تھا (لفظ خلافت لغوی معنیٰ میں ہے) جو سنہ 60 میں شروع ہوئی اور حضرت ابوھریرہؓ کی اس دعا کو اللہ نے قبول فرما کران کو یزید کی حکومت سے ایک سال قبل دنیا سے رخصت کر دیا۔

(فتح الباری شرح بخاری ج ا ص ۱۱۵)

**حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ أَبِي بِشْرٍ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ قَالَ كَانَ مَرْوَانُ عَلَى الْحِجَازِ اسْتَعْمَلَهُ مُعَاوِيَةُ، فَخَطَبَ فَجَعَلَ يَذْكُرُ يَزِيدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ، لِكَيْ يُبَايِعَ لَهُ بَعْدَ أَبِيهِ، فَقَالَ لَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبِي بَكْرٍ شَيْئًا، فَقَالَ خُذُوهُ .فَدَخَلَ بَيْتَ عَائِشَةَ فَلَمْ يَقْدِرُوا عَلَيْهِ فَقَالَ مَرْوَانُ إِنَّ هَذَا الَّذِي أَنْزَلَ اللَّهُ فِيهِ }وَالَّذِي قَالَ لِوَالِدَيْهِ أُفٍّ لَكُمَا أَتَعِدَانِنِي .{فَقَالَتْ عَائِشَةُ مِنْ وَرَاءِ الْحِجَابِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ فِينَا شَيْئًا مِنَ الْقُرْآنِ إِلاَّ أَنَّ اللَّهَ أَنْزَلَ عُذْرِي.**

(بخاری ج۲ ۷۱۵)



(2) یوسف بن ماھک سے روایت ہے کہ معاویہؓ نے مروان کو حجاز کا حاکم مقرر کیا تھا مروان نے مسجد نبوی میں خطبہ دیا دوران خطبہ اس نے یزید کا ذکر کیا کہ اُسکی بیعت کی جائے تا کہ وہ اپنے باپ کے بعد حکمران ہو۔ یزید کا ذکر سن کر عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ نے کوئی اعتراض کی بات کی تو مراون نے اپنے رضا کاروں کو کہا اسے پکڑ لو جب وہ پکڑنے لگے تو وہ بھاگ کر اُم المومنین عائشہؓ کے حجرہ میں داخل ہوگئے تو رضا کار پکڑنے پر قادر نہ ہوسکے۔ مروان نے کہا یہ وہی شخص ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ شخص جس نے اپنے ماں باپ سے کہا تم دونوں مجھے وہ دیتے ہو کہ میں دوبارہ اٹھایا جاؤں گا اس کے جواب میں حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہم میں سے کسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ایسا نہیں فرمایا ہاں میری براءت کے متعلق اللہ رب العزت نے قرآن کریم کی کچھ آیات آسمان سے نازل فرمائیں

(بخاری ج۲ ص۷۱۵)

(3). **عن سعیدبن المسیب وقعت الفتنته الاولی یعنی مقتل عثمانؓ فلم تُبق من اصحابِ بدرٍ احداً ثم وقعت الفتنة الثانیة یعنیالحره فلم تبق من اصحاب الحدیبیه**

#(بخاری ج۲ ۵۷۳)

ترجمہ: پہلا فتنہ جس میں شہادت عثمانؓ واقع ہوئی اس فتنہ نے اصحابِ بدر سے کسی کو باقی نہیں رہنے دیا۔ دوسرا فتنہ واقعہ حرہ رونما ہوا تو اس نے اصحابِ حدیبیہ میں سے کسی ایک کو باقی نہ رہنے دیا۔ اس حدیث کے حاشیہ پر مولانا احمد علی سہارنپوریؒ رقم طراز ہیں

ترجمہ عبارت:۔

علامہ طیبیؒ اور ملا علی قاریؒ نہایہ سے نقل کرتے ہیں کہ حرہ مدینہ منورہ کے بالائی حصہ میں ایک زمین ہے جہاں کالے پتھر کثرت سے ہیں۔ یزید کے دور حکومت میں مشہور جنگ حرہ اس وقت ہوئی تھی جس وقت اہلیان مدینہ نے یزید کی بیعت توڑ دی تھی اوراس کے عامل عثمان بن محمد کو جو اس کا چچازاد بھائی تھا وہاں سے نکال دیا تو یزید نے مسلم بن عقبہ کی ماتحتی میں شامیوں کا ایک عظیم لشکر بھیجا جس نے صحابہ کرامؓ

اورتابعین عظام سے سخت ترین جنگ کی اور مدینہ منورہ کولوٹا۔

(حاشیہ بخاری نجاری ج ۲ ص۵۷۳)

(4)۔علامہ ابن اثیر جزریؒ ارقام فرماتے ہیں

**وابـاح مسـلـم امـدينـه ثلاثا يقتلون الناس وياخذ المتاع فافزع من بهامس اصحابه فخرج ابو سعيد الخزرى حتى دخل فى كهف الجبل .**

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر: ج۴ص۱۱۷)

ترجمہ: مسلم بن عقبہ نے یزید کے حکم کے مطابق تین دنوں کے لیے مدینہ منورہ کو مباح کر دیا۔اس کے لشکری لوگوں کو قتل کرتے رہے اور اہلِ مدینہ کا مال ومتاع چھینتے رہے اور مدینہ منورہ میں جو صحابہ اکرام تھے اُنہیں خوفزدہ کیا یزیدیوں کے خوف سے حضرت ابوسعید خذریؓ ان کے چنگل سے نکل کر پہاڑ کی ایک غار میں جا کر چھپ گئے تھے

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر)

**(5) . ان ابو شريح قال لصمروبن سعيد وهو يبعث البعوث الى مكة ائذن لى ايها الاميراحدثك قولاً قام به رسول الله وابصرت عيناتى حنين تكلم به حمدالله واثنىٰ عليه ثم قال انَ مكة حرمهاالله تعالىٰ ولم يحرمها الناسُ فلايحل لامراءٍ يومنُ بالله واليوم الآخران يسفك بها دماً ولايعضد بها شجرةً فان احد ترخص لقتال رسو ل الله ﷺ فقولو قد اذن الله لرسوله ولا قال لكم وانما اذن لى فيها ساعةً من نهارٍ ثم عادت حر متها اليوم كحر متها بالامس وليبلغُ الشاهدُالغائب فقيللابى شريخ ما قال انا اعلم منك يا ابا شريخؓ ان الحرم لاتُعيذُ عاصياً ولا فاراً بدمٍ ولا فاراً نخربة**

ترجمہ:



حضرت ابوشریحؓ نے عمرو بن سعید سے اس وقت کہا جب وہ مکہ کی طرف فوج بھیج رہا تھا کہ اے امیر مجھے اجازت دو کہ میں آپ سے وہ حدیث بیان کروں جو آپ ﷺ نے فتح مکہ کے دوسرے دن بیان فرمائی اس حدیث کو میرے دونوں کانوں نے سنا اسے میرے دل نے محفوظ کرلیا میری دونوں آنکھوں نے نبی پاک ﷺ کو کلام فرماتے دیکھا سب سے پہلے آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان فرمائی پھر ارشاد فرمایا بے شک مکہ کو خود اللہ تعالیٰ نے حرمت والا قرار دیا ہے لوگوں نے اسے حرمت والا نہیں بنایا جو آدمی اللہ اوراور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ نبی ﷺ کی لڑائی کو جواز بنا کر بیت اللہ میں لڑائی کی اجازت چاہے اُس کو کہنا نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ اجازت دی تھی تمہیں اجازت نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھے دن کے صرف تھوڑے سے حصے میں اجازت دی پھر اسکی حرمت کو پہلے کی طرح بحال وقائم کر دیا جو حاضر ہیں وہ غیر حاضر تک یہ پیغام پہنچا دیں۔ابوشریح ؓ سے کہا گیا اسکے جواب میں عمر بن سعید نے آپکو کیا کہا؟ ابوشریحؓ نے فرمایا اس نے کہا میں تم سے زیادہ جانتا ہوں حرم کسی گناہگار خون بہانے والے تخریب کار کو پناہ نہیں دیتا

(بخاری جلد اول: ص۲۱)

حافظ ابن حجرؒ اس روایت پر فرماتے ہیں

ابوشریح مشہور صحابی ہیں اور عمر بن سعید صحابی نہیں اور نہ ہی نیکوکار تابعی تھا بلکہ وہ بری خصائل کا مالک تھا

**ليَست له صحبة وليسَ منلتابعين باحسان** (فتح البارى)

فخر السادات حضرت مولانا سید بدیع الزمان شاہ صاحب بخاریؒ کی تحریر بے نظیر

دیکھیے ماہانہ ضیاء السنہ مئی **1995**

﴿لطیفہ﴾

ہمارے ایک دوست جو دارالعلوم تعلیم القرآن راجہ بازار راولپنڈی دورۂ حدیث کے طالب علم تھے پنڈ سلطانی ایک کانفرنس میں خطاب کے لیے آئے مدرسہ اساس العلوم پنڈ سلطانی حضرت الاستاذ مولانا

شیر محمد صاحبؒ کی خدمت میں برائے ملاقات حاضر ہوئے چند ثانیے بیٹھے تھے کہ نماز مغرب کھڑی ہوگئی اور مہمان خطیب نے اقامت کہنی شروع کردی اقامت کے الفاظ میں ایک ایسی غلطی کر گئے کی حضرت الاستاذؒ نے باآواز بلند فرمایا **لا حولَ و لا قوة الا بالله** بھائی اس کو اقامت نہیں آتی تقریر کیا کرے گا مہمان پر تو سکتہ طاری ہوگیا اور ایک طالب علم نے اقامت دہرائی اور جماعت کھڑی ہوگئی بعد از فراغتِ نماز مہمان خطیب صاحب استاذ گرامیؒ کے قریب ہوئے اور سہمے ہوئے انداز میں استفسار کیا استاذ جی میری اقامت میں کیا غلطی تھی؟

استاذ گرامی نے پُرجلال لہجے میں فرمایا تعلیم القرآن میں کیا پڑھتے ہو۔۔جی دورہ حدیث کررہا ہوں ۔۔بخاری شریف کون پڑھاتا ہے؟ جی استاذ مولانا بدیع الزمان شاہ صاحب۔۔۔۔

فرمایا بھائی مولانا سید بدیع الزمان شاہ بخاری تو حضرت الاستاذ مولانا قاضی شمس الدینؒ صاحب کے لائق ترین شاگرد اور قاضی صاحبؒ کے علوم وفنون کو سب سے زیادہ سمجھنے والے شخص ہیں استاذ قاضی شمس الدین صاحبؒ بخاری کے سبق کے دوران اذان اور اقامت خود کہہ کر سمجھاتے اور سکھاتے تھے مجھے یقین ہے مولانا سید بدیع الزمان شاہ صاحب بخاریؒ نے بھی سکھائی اور سمجھائی ہوگی مگر تو اس دن پگ باندھ کر کسی جلسہ میں تقریر کرنے کے لیے گیا ہوا ہوگا۔تم مدرسے میں ٹھہرو تو تمہیں پتہ چلے ناں کہ اذان کیسے کہنی ہے اور اقامت کا طریقہ کیا ہے، تم جیسے لوگوں نے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ دورہ حدیث کو مذاق بنا کے رکھ دیا ہے۔

برادران گرامی۔آپ لطیفے کا لطف بھی لیں اور حضرت الاستاذ مولانا شیر محمد صاحبؒ فخر السادات حضرت مولانا سید بدیع الزمان شاہ صاحب بخاریؒ کے متعلق جو گواہی دے رہے ہیں ذرا اس پر بھی غور کریں لائق ترین شاگرد اور قاضی شمس الدین صاحب کے علوم وفنون کو سب سے زیادہ سمجھنے والے شاگرد

**این سعادت بزوربازونیست**

مولانا سید بدیع الزمان شاہؒ صاحب کی جو تحریری رائے آپ نے دیکھی اس کے پیچھے یقیناً حضرت قاضی شمس الدینؒ صاحب کی آراء اور تشریحات کا پرتو ہے



## رائے حضرت سند المحدثین قاضی شمس الدینؒ۔

بخاری شریف کی روایت ہے

**عن اسامهؓ بن زيدؓ قال أنَّ النبيَّ صَلَّى اللَّهُ عليه وسلَّمَ أَشْرَفَ على أُطُمٍ مِن آطَامِ المَدِينَةِ، ثُمَّ قالَ: هلْ تَرَوْنَ ما أَرَى؟ إنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ، كَمَوَاقِعِ القَطْرِ.**

البخاری(**1878**)، ومسلم(**2885**)

نبی کریم ﷺ مدینہ کے ایک اونچے محل پر چڑھے پھر صحابہ سے فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ تم لوگ دیکھ رہے ہو صحابہ نے عرض کیا نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں گر رہے ہیں۔

اس حدیث کی تشریح میں حضرت قاضی شمس الدینؒ فرماتے ہیں

(۱) **رأى فى عالم المثال ما سَيَقَعُ بعدهُ ﷺ فى المدينه كما وقع يوم الحره وغيره**

(الہام الباری فی حل مشکلات البخاری **122**)

(۲) اسی طرح بخاری شریف کی روایت ہے۔

**هلكة امتى علىٰ ايدى غلمةٍ من قريش.** قاضی شمس الدین صاحبؒ نے الہام الباری میں اس کا مصداق متعین کرتے ہوئے لکھا **كيزيد و امثاله ومعانيهم**

(الہام الباری ۱۹۱)

(۲) بخاری شریف میں ام المومنین زینبؓ بنتِ جحش سے روایت ہے کہ ایک روز حضور پاک ﷺ گھبرائے ہوئے ان کے پاس تشریف لائے آپ ﷺ فرمارہے تھے۔

**لااله الاالله ويل للغربِ مِن شرٍ قد اقتربَ فُتِحَ الَيوم من روم ياْ جوج وما جوج**

تباہی ہے عربوں کے لیے اس شر سے جو قریب آ گیا ہے آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اتنا کھل گیا ہے اور آپ نے انگوٹھے اور اس کے قریب والی انگلی کو ملا کر حلقہ بنایا۔ زینب بنت جحش نے عرض کیا یارسول اللہ گیا ہم ہلاک ہو جائیں گے باوجود یہ کہ ہم میں صالح افراد بھی ہوں گے نبی پاک ﷺ نے فرمایا **نعم اذا کثُرَ الخبث** ہاں جب خباثت بڑھ جائے گی

استاذ الاساتذہ سند المحدثین حضرت قاضی شمس الدینؒ اس روایت پر بحث کرتے ہوئے الھام الباری میں فرماتے ہیں

**قولہ ﷺ فُتِحَ الیوم مَن رَدمِ یأجوج وما جوج کنا یتہ عن قرب داء الفتن الآتیتہ بعدہ ﷺ مما وقعت فی زمن یزید وامثالہ الیٰ یومنا ھذا او بعدہ الی ماشأاللہ**

(الھام الباری ۱۹۲)

برادران گرامی بخاری شریف کی تین روایات آپ کے سامنے ہیں **اُطم من اطام المدینہ** والی **غلمۃٍ من قریش** والی اور ردم یاجوج مأجوج والی تینوں کی تشریح آپ نے دیکھ لی دو میں حضرت قاضی شمس الدین صاحبؒ نے یزید کا نام لکھا ہے تیسری میں واقعہ حرہ کی وضاحت اور تصریح ہے

**به کلام بیدل اگر رسی مگزر زجادئه منصفی**
**که کسے نمی طلبدز تو صلۂ دگر مگر آفریں**

﴿لطیفہ﴾

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا عبدالسلام صاحبؒ حضروی نے حیات النبی ﷺ کے عنوان سے ایک رسالہ لکھا تھا جس میں حضرت شیخ الحدیثؒ صاحب نے اپنے کچھ تلامذہ اور کچھ علاقائی علماء کے دستخط بھی ثبت کروائے رسالے میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ بھی ایک معاہدے کی پاسداری میں سماع عند قبر النبی ﷺ کے قائل تھے۔

شیخ الحدیث صاحبؒ کے اس رسالے کے جواب میں مولانا عطاء اللہ بندیالوی نے کتابچہ لکھا مسلکِ شیخ القرآنؒ فی حیات سید الانس والجان مولانا بندیالوی نے اس کتابچہ میں مولانا عبدالسلام صاحبؒ کے



موقف کی تردید میں دلائل اکھٹے کیئے ہیں۔

مولانا بندیالوی نے جو آخری دلیل پیش کی وہ ملتان کا تاریخی فیصلہ ہے جو ۱۹۸۴ کو ملتان میں ہوا فیصلے کی عبارت تھی۔

ہمارے شیخ حضرت علامہ مولانا حسین علیؒ اور ان سے تعلق رکھنے والے جمعیت اشاعت التوحید والسنّت کے تمام علماء اور مشائخ کا کتاب وسنت اور ارشاداتِ سلف اور اقوال ائمہ متقدمین حنفیہ کی روشنی میں اپنا مسلک یہ ہے کہ سماعِ صلوۃ وسلام عند قبر النبی ﷺ ثابت نہیں

(دیکھیئے کتابچہ مسلک شیخ القرآن ۴۰)

ملتان والا فیصلہ اپنے کتابچہ میں نقل کر کے مولانا بندیالوی لکھتے ہیں

اس تاریخی فیصلہ پر استاذ العلماء شیخ الحدیث مولانا قاضی شمس الدینؒ کے دستخط بھی موجود ہیں یہ فیصلہ ربیع الاول میں ہوا اور ٹھیک چھ مہینے بعد رمضان المبارک میں حضرت قاضی صاحبؒ انتقال فرما گئے گویا یہ فیصلہ اُن کی زندگی کے آخری ایام کا ہے۔

ہماری گزارش یہ ہے کہ استاذ العلماء حضرت قاضی شمس الدین صاحبؒ کے تائیدی دستخط اگر کسی فیصلے کی وقعت بڑھا دیتے ہیں تو الھام الباری فی حل مشکلات البخاری میں انہوں نے یزید کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بھی تو اتنا ہی قابل احتجاج لائق تمسک اور واجب التسلیم والتعظیم ہے اور ہونا چاہیے۔ یہ بات تو اہلِ دیانت واصحابِ علم کے منصب سے بہت فروتر ہے کہ قاضی صاحبؒ کے دستخطوں سے مزین ہونے والے فیصلے کا وزن تو منوں اور ٹنوں کے حساب سے بڑھ جائے اور الھام الباری کی تحقیقات و تشریحات کو آدمی پر کاہ کی حیثیت نہ دے۔۔

**كُلَّمَا جَائَهُمْ رَسُولٌ بِمَا لا تَهْوَى أَنْفُسُهُمْ فَرِيقًا كَذَّبُوا وَفَرِيقًا يَقْتُلُونَ . يَقُولُونَ إِنْ أُوتِيتُمْ هَذَا فَخُذُوهُ وَإِن لَّمْ تُؤْتَوْهُ فَاحْذَرُوا**

مسلمانوں کا شیوہ تو نہیں مسلمانوں کا شیوہ تو **اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ** ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو فہم سلف کی پیروی نصیب کرے

گنوادی ہم نے جو اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا نے زمیں پر آسمان سے ہم کو دے مارا

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کتنی پیاری نصیحت فرمائی تھی

**مَن كانَ مُسْتَنًّا، فَلْيَسْتَنّ بمن قد ماتَ، فإنّ الحيّ لا تُؤمَنُ عليه الفِتْنَةُ**

ترجمہ: جو شخص سنت پر چلنا چاہتا ہے تو وہ ان بزرگوں کے قدم پر چلے جو فوت ہو چکے ہیں کیونکہ زندہ کبھی فتنہ سے مامون نہیں ہوسکتا (مشکوۃ ج ۳۲)

**زاجتهاد عالمانِ کم نظر**
**اقتداد ابر رفتگاں محفوظ تر**

## تعارف حضرت قاضی شمس الدینؒ (ازقلم محمد اظہار الحق)

زمانہ خاں کر دیتا ہے جسموں کو مٹی کر کے مٹی میں ملا دیتا ہے۔لیکن کبھی کبھی ہانپنے بھی لگ جاتا ہے۔

غالب نے کہا تھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مارا زمانے نے اسداللہ خاں تمہیں

لیکن اسداللہ خان کہاں مرا۔۔ڈیڑھ صدی سے زیادہ عرصہ بیت چکا آج بھی اس کا دیوان سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتابوں میں شمار ہوتا ہے۔ چٹانوں سے ٹکراتے دریائے سندھ سے کچھ میل مشرق کی طرف ایک گوشے میں پڑا ہوا پنڈی گھیب کا خوابیدہ ٹمیالا قصبہ جب بھی وہاں جانا ہوتا ہے اڑتی ہوئی مٹی پر اور چلتی ہوئی ہوا پر لکھا ہوا صاف نظر آتا ہے زمانہ خاک کر دیتا ہے لیکن کہیں کہیں ہانپنے لگ جاتا ہے۔ ایک صدی سے زیادہ عرصہ گزرا جب پنڈیگھیب قصبہ نہیں دارالحکومت تھا اس زمانے میں جو قصبہ یا جو شہر دارالحکومت بنتا تھا تمام پیشوں کے ماہر وہاں منتقل ہو جاتے تھے۔ پنڈیگھیب میں بھی 32 پیشوں کے ماہر رہتے تھے جنہیں بتیس ذاتیں کہتے تھے۔کوزہ گروں سے لے کر زین سازوں تک نعل لگانے والوں سے لے کر شمشیر سازوں تک اور بافندوں سے لے کر کفش دوزوں تک ہر فاتح



یہاں کے جنگجوؤں کا محتاج تھا۔اور ہر طالع آزما اپنے ستارے کو یہاں تلاش کرتا تھا۔

شاسوار یہاں کے ایسے تھے کہ گھوڑا دم توڑ دیتا تھا لیکن خستگی سوار کو چھو نہیں سکتی تھی راتوں کو وہ سفر کرتے تھے تو راستے کا ایک ایک پتھر ان کے حافظوں میں لو دیتا تھا۔سورما ایسا ایسا تھا کہ رات کے آغاز میں روانہ ہوتا پچاس ساٹھ کوس دور جا کر دشمن کو ہلاک کرتا اور صبح دم اپنے بستر میں سویا ہوا ملتا۔۔کیا لوگ تھے چلتے قدموں کی دھمک سے دل دہل جاتے نشانہ باندھتے تو اجل کا فرشتہ اثبات میں سر ہلاتا۔

آج بھی اس دیس میں عام ہے چشم غزال
اور نگاہوں کے تیر آج بھی ہیں دل نشیں

آج بھی یہاں کے اور اس پوری پٹی کے رہنے والے جو دل میں ہو برملا کہتے ہیں ۔۔اور کھردرے انداز میں کہتے ہیں، ملائمت یا منت زاری سے نہیں کہتے مصلحت کا لفظ انکی لغت میں نہیں۔

احسان بھولتے ہیں نہ سبکی اور بے توقیری ساتھ دینے کا فیصلہ کرتے ہیں تو خوف اور موت دونوں کو درمیان سے ہٹا دیتے ہیں۔دشمنی کا فیصلہ ہوتا ہے تو معافی کا کبوتر ہمیشہ کے لیے اڑ کر چلا جاتا ہے اور لکیر پتھر پر اتنی گہری پڑتی ہے کہ کبھی کبھی تو لہو سے بھی نہیں بھرتی۔

اسی خوابیدہ ٹمیالے قصبے کی میں تقسیم کے لگ بھگ ریت کے ٹیلوں میں گری ہوئی اک مسجد میں فقر کا ایک پیکر علم کے جواہر بانٹتا تھا۔علوم اس کے سامنے دست بستہ کھڑے رہتے تھے لغت اس کی کنیز تھی۔

حدیث پر اسے دسترس تھی۔۔۔یوں کہ اطراف واکناف سے علم کے متلاشی آتے تھے اور دوزانوں ہوکر سال ہا سال کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔تفسیر اور تفسیر کی تاریخ اسے ازبر تھی۔عربی ادب اس کی دہلیز پر چوبدار تھا۔علم کی دنیا اسے قاضی شمس الدینؒ کے نام سے جانتی تھی مسجد کے درشت فرش پر وہ بیٹھتا تھا اور فضا میں نظر نہ آنے والے پروں کی پھڑ پھڑاہٹ صاف سنائی دیتی تھی۔

جو جانتے ہیں وہ جانتے ہیں جو نہیں جانتے وہ جان لیں اس عہد کی مسجدوں میں مرمر کے فرش تھے نہ قالین صفیں۔۔۔سنگریزے تھے اور ٹھٹھرتے جاڑوں سے بچنے کے لئے خاص قسم کی خشک گھاس بچھا

دی جاتی تھی جس سے ستھر کہتے تھے کچھ کچھ وہ خوشبودار ہوتی تھی ۔۔ بس ایسے ہی سنگریزے تھے اور اسی قسم کا ستھر تھا جہاں بیٹھ کر قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ علوم اور فنون بکھیرتے تھے ۔

پو پھٹے شروع کرتے تو اشراق کا وقت چاشت میں ڈھل جاتا ۔۔ دن کے زوال سے شروع کرتے تو سورج کے زرد ہونے اور پھر چھپ جانے تک پڑھاتے رہتے تھے ۔

مختلف رنگ اور مختلف زبانوں والے سائل روحوں کے کشکول بھرتے جاتے ۔۔ دودھ اور سندور کا آمیزہ بنائیں تو جو رنگ بنتا ہے وہی رنگ اس نواب کے چہرے کا تھا جو بابا جنگ بہادر خان کہلاتا تھا اور اس مسجد کا مربی اور سرپرست تھا ۔ قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ دور بہت دور وسطی ہند کی اس درسگاہ میں متمکن تھے جو دیوبند کے قصبے میں تھی اور چار دانگ عالم میں جس کا شہرہ تھا ۔ حدیث کے استاذ کی ضرورت پڑی دارالعلوم دیوبند کے ارباب قضا وقدر نے حکم صادر کیا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ یہاں سے پڑھ کر جانے والا قاضی شمس الدینؒ اپنی مادری درسگاہ میں واپس آئے اور نصف دائرے میں دوزانوں بیٹھنے والوں کو تعلیم دے ۔

حکم پنڈیگھیب پہنچا قصبے کے مکینوں کی نیند اور بھوک اڑ گئی ۔۔ انہوں نے فیصلہ کیا کہ کہ کہ اپنے ہاتھوں سے اس لعل کو نہیں گنوا سکتے ۔ نواب جنگ بہادر خان کو فیصلے سے آگاہ کر دیا گیا انکار کی خبر دیوبند پہنچی تو دارالعلوم دیوبند کے سربراہ اس وقت قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ تھے وہ پابہ رکاب ہوئے اور طویل سفر کے بعد اس خوابیدہ ٹیالے قصبے میں بنفس نفیس پہنچ گئے ۔ قاری صاحبؒ نے باشندگان شہر کو جمع کیا اور گفتگو فرمائی ۔

دلیل یہ تھی کہ پڑھاتو قاضی شمس الدین یہاں بھی رہے ہیں اور وہاں بھی پڑھائیں گے ہی ۔ لیکن پنڈی گھیب اور دیوبند میں فرق ہے یہ چھوٹی درسگاہ ہے شائقین کی تعداد محدود ہے دیوبند ایک بڑی عظیم درس گاہ ہے جہاں سائلین کی تعداد کئی گنا زیادہ ہے ۔ خلق نے قاری صاحبؒ کی پذیرائی کی اور قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کو انکے عقیدت مندوں نے دل پر پتھر رکھ کر جدا ہونے کی اجازت دے ۔

سالہا سال دیوبند میں پڑھانے کے بعد قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ واپس ہوئے تو پنڈی گھیب نہ



پلٹے اور گوجرانوالہ میں پڑھانا شروع کر دیا ۔ نان ونمک کے لئے صابن بنانے کا چھوٹا سا کاروبار شروع کر دیا ۔ خوف الٰہی کا یہ عالم تھا کہ تدریس کا معاوضہ معمولی لیتے ۔ کسی اور شہر غالباً فیصل آباد سے زیادہ معاوضہ کی پیشکش ہوئی تیار ہوئے لیکن فوراً اپنا ارادہ منسوخ کر دیا ۔ اٹک پنڈی گھیب کی ہندکو میں بات کیا کرتے تھے کہنے لگے مر جاتا ہے تو کیا جواب دیتا کہ چند روپوں کے اضافے کے لیے تدریس حدیث کی جگہ تبدیل کر لی ۔

انہیں قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اس کالم نگار کے والد دوزانوں بیٹھ کر فیضیاب ہوئے ۔ کیا عقیدت اور کیا سپردگی تھی استاد نے بیٹھنا ہوتا تو سر سے رومال یا دستار اتار کر نشت صاف کرتے ۔ فخر تھا یہ جذبہ تشکر جس نے یہ شعر کہلوایا ۔۔۔

میں ایک ذرۂ ناچیز ہوں ظہور مگر
خدا نے دی ہے مجھے شمس الدین تابانی

پھر استاد کی مسند پر بیٹھ کر پڑھایا نصف صدی تک عید کا اور جمعہ کا خطبہ دیا مسجد سے ایک پائی تک لینا حرام تھی دو وقت کی روٹی کے لئے سرکاری تعلیمی اداروں کی ملازمت کی اور کتابیں لکھ کر گزر اوقات کیا ۔ کیا وسعت بخشی پروردگار نے اس تنگی میں ایک بیٹا سول سروس کی چوٹی تک پہنچا ، دوسرا امریکہ میں تقابل ادیان پڑھا رہا ہے ، اور پوتا ایسا کارڈیالوجسٹ ہے کہ بحرالکاہل کے کناروں پر مریض کھنچے چلے آتے ہیں بخدا یہ فخر ومباہات نہیں تحدیث نعمت ہے ۔

**شکر نعمت ہائی تو ، چندنکہ ، نعمت ہائی تو**
**عذر تقصیرات ما ، چنداں نکہ ، تقصیرات ما**

چٹانوں سے سر مارتے دریائے سندھ سے کچھ فاصلے پر نیم بیدار ٹیالی پنڈیگھیب میں جب بھی کالم نگار جاتا ہے محبت کرنے والے باور کراتے ہیں کہ تمہارے بزرگوں کا فیض ہے کہ ہم سر اٹھا کر سینہ تان کر چل رہے ہیں ۔۔ ورنہ کسی کتبے کے سامنے کسی لمبے چولے والے کے حضور دست بستہ کھڑے ہوتے یا فیض رسانی کے کسی دعویدار کے پاؤں میں بیٹھے ہوتے ۔ قطرے رخساروں پر ڈھلنے لگتے ہیں یہ

سوچ کر کے ہم تو محض نام بیچنے والے ہیں۔

شہرہ آفاق ناول نگار شیر لیٹ برانٹی نے اپنے محبوب (ہنیگر) کو لکھا تھا۔

The poor do not need much to keep them alive.they ask only for crumbs that fall from rich man's table.

افسوس ہم تو علم کے دستر خوان سے بچے کھچے ٹکڑے تک نہ چُن سکے۔اختر ہوشیار پوری نے ہمارے لیے ہی کہا تھا

دامن خالی ہاتھ بھی خالی دست طلب میں گرد طلب
عمر گریزاں عمر گریزاں مجھ سے لپٹ اور مجھ پر رو

بشکریہ روزنامہ دنیا

☆☆☆☆



## ﴿سوال﴾

ہم پیر طریقت حضرت سید عنایت اللہ شاہ بخاری صاحبؒ کے مرید ہیں کیا حضرت پیر بخاریؒ سے یزید کی مذمت کے حوالے سے کچھ منقول ہے (چند شرکائے درس)

## ﴿جواب﴾

صرف آپ نہیں ہم بھی پیر طریقت خطیب اسلام حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ صاحب کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف رکھتے ہیں۔حضرت شاہ صاحبؒ نے چونکہ مستقل تصنیفی کام نہیں فرمایا اسلیئے یزید کے حوالے سے ان کا تحریری موقف ملنا تو بہت مشکل بلکہ ناممکن ہے ہم آپ کے سامنے حضرت شاہ صاحب بخاریؒ کے استاذ گرامی حضرت علامہ انور شاہ صاحب کشمیریؒ کا موقف رکھ دیتے ہیں بات آسان ہو جائے گی حضرت کشمیری کی رائے دیکھنے رہنے سے پہلے یہ بات بھی ذہن میں رکھیں کہ حضرت سید عنایت اللہ شاہ بخاری ہی نہیں بلکہ ہمارے دیگر اکابرین سند المحدثین حضرت قاضی شمس الدینؒ اور حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ نے بھی دورۂ حدیث حضرت علامہ انور شاہ صاحبؒ کشمیری سے پڑھا تھا۔

حضرت شیخ القرآنؒ کے سوانح نگار میاں محمد الیاس رقم طراز ہیں۔۔

اُس زمانے میں علمی اور دینی حلقوں میں علامہ انور شاہ کشمیریؒ کا آفتاب علم نصف النہار پر تھا اور انہیں علم حدیث میں امیر المومنین مانا جاتا تھا،عرب وعجم میں ان کے علمی تبحر اور وسعت ومطالعہ کی دھوم تھی۔

مولانا حسین علیؒ اگر چہ عمر میں ان سے بڑے تھے مگر علوم انوری کے قدرداں تھے چناچہ اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتے تھے کہ علامہ کشمیری سے حدیث پڑھیں۔

مولانا حسین علی کی مجالس میں علامہ کشمیری کے علمی کمالات کا بار بار تذکرہ سُن سن کر مولانا غلام اللہ خان کے دل میں ان کے پاس حاضر ہو کر حدیث پڑھنے کا شوق اور جذبہ جواں ہوتا رہا،ادھر وہ مولانا حسین

علیؒ سے قرآن پاک اور کتب احادیث پڑھ چکے تھے کہ انکے ہم وطن مولانا عبدالقدیر مومن پوریؒ کا خط آیا کہ حضرت علامہ مولانا انور شاہ کشمیریؒ بیمار رہتے ہیں اور ان کی حالت چراغ سحری کی سی ہے اسلئے جلد از جلد اس چشمہ فیض سے فیضیاب ہو جائیں ایسا نہ ہو کہ عمر بھر کفِ افسوس ملتے رہیں چناچہ مولانا غلام اللہ خان نے اپنے شیخ مولانا حسین علیؒ سے اپنے ارادے کا اظہار کیا تو مولانا حسین علی نے خوشی کا اظہار کیا اور فرمایا۔۔۔

اللہ راضی تھیوی ضرور ونج۔شاہ صاحب تے علم دا بلدا ہویا چراغ ہن۔۔اُوتے نرا علم ہن

(حیات شیخ القرآن ۳۲ از میاں الیاس)

## رائے حضرت علامہ کشمیریؒ۔

مشہور حدیث جسمیں صحابی رسول ﷺ ابوشریحؓ یزیدی عامل عمرو بن سعید کو مکہ پر حملہ آور ہونے سے منع کرتے ہیں اور فتح مکہ سے دوسرے دن نبی کریم ﷺ نے حرمتِ مکہ کے حوالے سے جو خطبہ دیا تھا وہ سناتے ہیں اور یزید کا عامل صحابیؓ رسول سے کہتا ہے **انا اَعلمُ منک یا ابا شریحؓ**

اس پر العرف الشذی میں بحث کرتے ہوئے حضرت کشمیری فرماتے ہیں،

**لا یتمسک بقوله هذا فانه عامل یزید و یزید فاسق بلاریب و فی شرح الفقهالاکبر لملد علی قاری روی عن احمد بن حنبلؒ أن یزید کافر و کان عمر بن سعید جمع العساکر لیکر علی ابن الزبیرؓ معاوناً لیزید علی عبدالله بن الزبیر وفی تذکره ابن سعید هذا ان رجلا اشتراه النبی ﷺ من جده و اعتقه و کان لهذا المعتق حفید فدعاه عمر بن سعید وسأله لمن انت المولی قال انا مولی رسول الله ﷺ فقام علیه عمر وبسوطه و ضربه ، ثم دعا ه بعد مدة وسأله کماکان سأل کان حال هذا الرجل هذا فکیف یتسدل بقوله قوله، انا اعلم منک. کلامه کذب لأن ابا شریحؓ یروی خطبته ﷺ لفظاً لفظاً و انه صحابی و کیف یبلغ عمر و بن سعید مرتبته**



(العرف الشذی برحاشیہ ترمذی ج اول ۳۲۰)(باب ماجاء فی حرمتہ مکہ)

حضرت کشمیریؒ کی رائے مبارک کا خلاصہ یہ ہے کہ عمر بن سعید نے صحابی رسول حضرت ابوشریحؓ سے جو کج بحثی کی ہے وہ ہرگز ہرگز قابل تمسک نہیں۔کیونکہ عمرو بن سعید یزید کا عامل تھا اور یزید فاسق بلا ریب تھا۔شرح فقہ اکبر میں امام احمد بن حنبلؒ سے یزید کے متعلق فتوٰی کفر بھی منقول ہے۔

عمرو بن سعید تو وہ ظالم تھا جس نے ایک آدمی کو اس لیے سزا دی کہ اُس نے اپنے آپ کو مولی رسول اللہ ﷺ کہا تھا ایسا شخص صحابیؓ رسول کے سامنے کہتا ہے انا اعلم منک حالانکہ صحابی رسول ابوشریحؓ لفظاً لفظاً حضور نبی کریم ﷺ کا خطبہ سنا رہے ہیں۔

حضرت علامہ کشمیریؒ نے فیض الباری شرح بخاری کتاب الصلوۃ میں بھی ایک جگہ یزید کا ذکر کیا ہے حجاج کے تذکرے میں فرماتے ہیں

**وهو اظلم هذه الامة وعن احمدؒ فی روایته انه کفره کما کفر یزید ایضاً**

(فیض الباری کتاب الصلوۃ ۵۲)

برادرانِ گرامی۔چونکہ آپ نے سوال حضرت سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کے حوالے سے کیا تھا اسلیے تھوڑا اساذ کر اُس عقیدت کا بھی دیکھ لیں جو پیر بخاریؒ کو حضرت کشمیریؒ سے تھی پیر بخاریؒ کی سوانح میں لکھا ہے۔

فرماتے تھے جب میں حضرت علامہ کشمیریؒ کی خدمت میں حاضر ہوا تو جاتے ہی کشمیری زبان میں چند باتیں کیں آپؒ بڑے خوش ہوئے اور شاداں وفرحاں مجھے مہتمم صاحب کے پاس لے گئے اور فرمایا یہ ہمارے ایک طالب علم آئے ہیں انکو داخل فرمالیں مہتمم صاحب نے فرمایا حضرت یہ پنجابی طالب علم چند دن رہ کر چلے جاتے ہیں ان کو فرمائیں پہلے اسباق پسند کر لیں۔حضرت کشمیری نے فرمایا ان کو سبق پسند آئیں یا نہ آئیں ہمیں تو یہ پسند ہیں۔

آخری امتحان کے حوالے سے پیر بخاریؒ نے سوانح نگار کو بتایا تحریری امتحان کی بہ نسبت حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے سامنے تقریری اور زبانی امتحان بڑا مشکل ہوتا تھا۔کچھ تو آپ کا رعب وجلال اور

دوسرا سوچنے کا موقع کم ملتا تھا چنانچہ ہمارا تقریری امتحان ہوا تو ہم بہت سے طالعلم شاہ صاحب کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے شاہ صاحب نے بخاری شریف کھولی دستور یہ تھا کہ کتاب جہاں سے کھل جاتی وہی جگہ بیان کرنا پڑھتی تھی چنانچہ ہمارے امتحان میں کتاب البیوع سامنے آ گئی۔

کتاب البیوع جس طرح فقہ میں مشکل ہے اس طرح حدیث میں بھی مشکل ہی شمار کی جاتی ہے چنانچہ حضرت نے ایک حدیث پڑھنے اور بیان کرنے کا حکم دیا چنانچہ میں نے تقریر کی تو شاہ صاحبؒ زیر لب مسکرائے اور بڑے ہی خوش ہوئے میں نے جب اس حدیث سے مذہب حنفیہ کی تائید میں استنباط و استخراج کیا تو حضرت علامہ کشمیری کی خوشی کی انتہا نہ رہی یہی وجہ تھی کہ دوسرے طلباء کو مناسب نمبر دیے گئے لیکن میرے نام کے آگے **51/50** لکھا گویا اصل نمبروں سے بھی ایک نمبر زیادہ دیا اور مہتمم صاحبؒ سے اسی وقت فرمایا ایسے طالب علم کبھی اگلے زمانے میں ہوتے تھے

(سوانح پیر بخاریؒ ۲۲ از علامہ عنایت اللہ گجراتی)

برادران گرامی۔۔۔۔۔!

آپ کے سوال کے جواب میں بندہ نے جو کچھ عرض کیا ایک دفعہ پھر اس پر غور فرمائیں حضرت کشمیریؒ کو امیر المومنین مانا جاتا تھا عرب وعجم میں حضرت کشمیریؒ کے علمی تبحر کی دھوم تھی حضرت مولانا حسین علی عمر میں بڑے ہونے کے باوجود اپنے شاگردوں کو ہدایت کرتے تھے کہ حدیث حضرت انور شاہ کشمیریؒ سے پڑھیں حضرت کشمیریؒ کے علمی کمالات کا مولانا حسین علیؒ کی مجلس میں بار بار تذکرہ ہوتا تھا۔

مولانا غلام اللہ خانؒ نے حضرت کشمیری کے ہاں داخلہ لینے کی خواہش ظاہر کی تو مولانا حسین علیؒ بے حد خوش ہوئے استاذ الاساتذہ سند المحدثین حضرت قاضی شمس الدینؒ، حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور پیرِ طریقت سید الموحدین حضرت سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ تینوں اکابرین نے دورۂ حدیث حضرت علامہ مولانا کشمیریؒ سے کیا۔ ایسی ہستی العرف الشذی شرح ترمذی میں فرما رہی ہے ویزید فاسق بلا ریب حضرت کشمیریؒ کی اس تحقیق اور وضاحت کے بعد بھی اگر کوئی اپنے آپ کو ان کے تلامذہ سے بھی منسوب کرتا ہے اور یزید کی تعریف وتوصیف میں زبان وقلم کو استعمال کرتا ہے تو ہم



بجز اس کے کہا کہ سکتے ہیں

اس قدر بھٹکا حیاتِ نوعِ انساں کا یقیں
کارواں کو اعتماد راہنماء جاتا رہا

بقول دشمن پیمان دوست شکستی
یسیں از کہ بریدی وبا کہ پیوستی

............................☆☆☆☆............................

﴿سوال﴾

یزید کے متعلق حضرت امام الموحدین مولانا حسین علی الوانیؒ کی کوئی تحقیق یا تحریر ملتی ہے یا نہیں؟ (حافظ عبدالوحید توحیدی)

﴿الجواب﴾

یزید کے متعلق مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلویؒ ، مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیعؒ، امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، استاذ المحدثین مولانا سلطان محمود کٹھیالویؒ، مولانا سید بدیع الزمان شاہ بخاریؒ، سندالمحدثین حضرت قاضی شمس الدینؒ اور حضرت علامہ محمد انور شاہ کشمیریؒ کی علمی وتحقیقی آراء پہلے گذر چکی ہیں آپ نے حضرتؒ کے حوالے سے سوال پوچھا پہلے ایک واقعہ سن پڑھ لیں اس واقعہ سے آپکو حضرتؒ صاحب کے ذوق سے آگاہی ہو جائے گی اور اگلی بات بآسانی سمجھ آجائے گی۔

میاں محمد الیاس نے حضرت مولانا حسین علیؒ کی جو سوانح عمری لکھی ہے اسکے مقدمہ میں ایک واقعہ بعنوان محبت رسول ﷺ درج ہے مولانا عبدالرحمٰن شاہ راوی ہیں۔ (مولانا جامعہ ضیاء العلوم سرگودھا، جامعہ مدینہ چنیوٹ مدرس رہے)

فرماتے ہیں مولانا حسین علیؒ نے جب قرآن کی تفسیر پڑھانے کا کام شروع کیا میں اس وقت واں بھچراں میں تھا اور شرکیہ عقیدے کا حامل تھا مجھے مولانا حسین علیؒ سے انتہائی نفرت تھی اور میں ان کا شدید ترین مخالف تھا میں سمجھتا تھا کہ وہ گستاخِ رسول ہیں بے ادب اور انبیاء کرام کی توہین کرتے ہیں۔

میرا ایک دوست میرے پاس آیا اس نے مولانا حسین علیؒ سے ملاقات کرنی تھی اس نے مجھے بھی ساتھ چلنے پر مجبور کیا۔ میں نے انکار کیا کہ وہ گستاخ رسول ﷺ ہے میں اسکی شکل بھی نہیں دیکھنا چاہتا۔

میرے دوست کا تقاضا شدت اختیار کر گیا تو میں اسکا دل رکھنے کے لیے تیار ہو گیا جب ہم حضرتؒ کے ڈیرے پر پہنچے تو مولانا صاحبؒ مصلی پر بیٹھے تھے اور طلبہ ننگی زمین پر پڑھ رہے تھے مولانا صاحبؒ



غائبانہ مجھ سے متعارف تھے میرے دوست نے مصافحہ کیا پھر میں آگے بڑھا تو میرے دوست نے میرا تعارف کروایا حضرت یہ عبدالرحمٰن شاہ ہے مولانا صاحبؒ مجھے ملے اور مصلے کے ایک کونے میں ہو کر مجھے اپنے پاس بٹھا لیا میرے دوست نے کہا حضرت یہ ہمارا مخالف اور مشرک ہے آپ اسکی اتنی عزت افزائی فرما رہے ہیں مولانا نے سن کر فرمایا

کچھ بھی ہے ہمارے نبی ﷺ کی اولاد تو ہے اس نسبت سے ان کا احترام ضروری ہے

(سوانح از میاں الیاس ۴۱)

توحیدی صاحب غور فرمائیں حضرت مولانا حسین علیؒ کے ڈیرے پر جانے والا یہ شخص ان کا مخالف بھی ہے اور مشرک بھی مولانا حسین علیؒ نسبتِ رسول کریم ﷺ کے سبب کتنی عزت افزائی فرما رہے ہیں ذرا تصور کریں مولانا صاحب کے دل میں ان کی محبت کتنی ہو گی جنہیں نبی کریم ﷺ نے کاندھوں پہ اٹھایا تھا گود میں کھلایا تھا لعابِ دہن منہ میں ڈالا تھا نام خود تجویز فرمائے تھے اور جن کے متعلق فرماتے تھے

**هُمارَ يحانتایَ فی الدنیا** اب آتے ہیں آپ کے سوال کی طرف

رائے حضرت **حسین علی صاحبؒ**۔

فرماتے ہیں

**اعلم ان الولاية تشترط له الحريه والوقرشية ولابد يكون مسلماً وان يكون غير فاسق فان تغلب احد فان علم احد الاستمكان منه والقدره عليه فلا تباه يعو مثل الحسينؓ وابن الزبيرؓ لكن علما بعد قتالهما انهما غير مستمكنان فلا يقال انهما غير شهيدان فان لم يعلم الاستمكان وجب البيعة على المعروف خوفا من الفتنة مثل بيعته عبداللهؓ بن عمرؓ**

(تقریر الجنجوھی علی المسلم ۳۷)

مولانا حسین علیؒ فرماتے ہیں حصول خلافت کی اہلیت کی کچھ شرائط ہیں آزاد اور قریش سے ہونا مسلمانی تو

بنیادی شرط ہے اس کے ساتھ غیر فاسق ہونا اگر کوئی بروز قبضہ کرلے تو وہاں کے باشندگان کے پاس دو راستے ہیں اگر وہ سمجھتے ہیں کہ ہم مقابلے کی قدرت رکھتے ہیں تو نااہل کی بیعت نہ کریں جیسے حسینؓ اور ابن زبیرؓ نے نہیں کی۔اور اگر وہ سمجھیں کہ ہمارے پاس استمکان وقدرۃ کا فقدان ہے تو فتنے کے خوف بیعت علی المعروف کرلیں جیسے عبداللہ بن عمرؓ نے کرلی تھی۔

تقریر الجحو ہی کے اس مقام کو بطریق احسن سمجھنے کے لیے حضرت گنگوہیؒ کی اردو تصنیف ہدایۃ الشیعہ کا مطالعہ بہت مفید رہے گا ہدایۃ الشیعہ میں فرماتے ہیں

مگر اجماع جیسا پانچ پہلوں پر ہوا تھا یزید پر کون سا اجماع اہل حق ہوا تھا وہ تو متغلب بروز ہوگیا تھا اور اجماع عوام کچھ معتبر نہیں اسکو اس پر قیاس کرنا کمال بلادت ہے۔اُس اجماع کو حضرت امیرؓ نے جائز رکھا اسکو حضرت حسینؓ اور عبداللہ بن زبیر نے ردکیا۔کجا زمین کجا آسمان ہوش درکار ہے۔

بحث کے اختتام پر فرماتے ہیں اب حقیقت خلفائے خمسہ کی اور تغلب یزید پلید کا مثل آفتاب روشن ہوگیا اگر کور باطن نہ سمجھے تو کسی کا کیا قصور۔۔۔۔۔

**گرنہ بیند بروز شپرہ چشم**
**چشمۂ آفتاب راچہ گناہ**

(تالیفات رشیدیہ ۵۹۴)

## تعارف حضرت گنگوہیؒ

حضرت مولانا حسین علیؒ کے سوانح نگار میاں محمد الیاس لکھتے ہیں امیر المومنین فی الحدیث والفقہ مولانا رشید احمد گنگوہیؒ ان خاصان خدا میں سے تھے جن سے علماء اور عوام کی کثیر تعداد نے استفادہ کیا اوران کا فیض اب تک جاری ہے ۱۸۲۸ میں گنگوہ میں پیدا ہوئے۔علوم اسلامی کی تکمیل مولانا مملوک علی نانوتویؒ سے کی۔حدیث شاہ عبدالغنیؒ مہاجر مدنی اوران کے بڑے بھائی شاہ احمد سعید مجددی دہلویؒ سے پڑھی حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ کے ہاتھ پر بیعت طریقت کی اور ہندوستان میں ان کے نائب وخلیفہ اعظم ہوئے۔تصوف وسلوک میں اپنے اعلیٰ مقام اور رسوخ کی وجہ سے اس دور کے قطب الارشاد مانے



جاتے تھے مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مذاہب اربعہ کے فقیہ تھے۔حنفی فقہ پر سند اور اتھارٹی تھے کچھ عرصہ درسی کتابیں بھی پڑھائیں مگر زندگی کے آخری تیس سالوں میں حدیث رسول ﷺ کا درس دیا۔آپ کا درس محققانہ اور فقیہانہ ہوتا تھا۔آپؒ نے ۱۸۵۷ میں جہاد آزادی اور ازاں بعد جہاد شاملی میں بھی حصہ لیا اور اسی جرم کی پاداش میں سنت یوسفی بھی ادا کی۔

۱۸۶۷ میں دارالعلوم دیوبند آپ ہی کی سرپرستی میں قائم ہوا۔تادم آخرین دارالعلوم کی سرپرستی کرتے رہے ۱۹۰۵ میں وفات پائی مولانا گنگوہیؒ علم وعرفان کا مینارۂ نور، امیر المومنین فی الحدیث اور قطب الارشاد تھے۔علماء امت کی ایک بڑی جماعت نے ان سے فیض اٹھایا ان کے تلامذہ نے سیاستِ ملی آزادی وطن اور تبلیغ واشاعتِ اسلام میں شاندار خدمات سرانجام دیں اور اگلی صدی پر سیاسی اور علمی طور پر گہرے نقوش چھوڑے۔چودویں صدی ھجری کے نصف اول کے اکابر علماء کی اکثریت بشمول شیخ الھند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، مولانا حسین علیؒ واں بھچراں، مولانا اشرف علیؒ تھانوی، مولانا فخر الحسنؒ گنگوھی، علامہ انور شاہ کشمیریؒ، مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، مولانا خلیل احمدؒ سہارن پوری، مولانا عبدالرحمٰنؒ رائے پوری اور مولانا محمد الیاس دہلویؒ آپ ہی کے دامن معرفت سے وابستہ تھے

(سوانح مولانا حسین علیؒ ۵۰)

مزید دیکھیے

شیخ الحدیث مولانا عبدالسلامؒ حضروی فرماتے ہیں قدرتی اور فطرتی بات ہے کہ ان اکابر سے محبت و عقیدت ہر اس شخص کو ہوگی جو ان کے علمی فیض سے بہرہ مند ہوا ہے۔ہم نے شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کو بارہا دیکھا کہ جب بھی حضرت گنگوہیؒ کا تذکرہ ہوا تو ان پر رقت طاری ہوگئی اور حضرت گنگوہیؒ کے متعلق شیخ القرآنؒ فرماتے تھے ان میں امام اعظم ابوحنیفہؒ کی فقاہت رچ بس گئی تھی اور علم حدیث اور علم وفقہ کے ساتھ تفسیر میں بھی انہیں گہرا لگاؤ تھا۔انہوں نے توحید وسنت کے احیاء اور استیصال شرک و بدعت کے لیے جو خدمات سرانجام دیں تاریخ دیوبند ان کے لیے تا قیامت درخشندہ وتابندہ رہے گی اور میرے شیخ حضرت مولانا حسین علیؒ کا فیض اُنہی کا مرہونِ منت ہے چونکہ حضرت شیخ القرآنؒ علوم

قرآن میں ایک واسطے سے حضرت گنگوہیؒ سے سلسلہ فیض کے تاب دار موتی بنے تھے اس لیئے حضرت گنگوھیؒ کے ذکر پر آنسوؤں کا سیلاب بہ پڑتا۔

سوانح مولانا عبدالسلام (از راشد علی زئی ۱۵۵)

بات مولانا حسین علیؒ سے انکے استاذِ گرامی حضرت گنگوھیؒ کی طرف چلی گئی واپس حضرتؒ کی طرف آیئے مولانا خلیل احمد آف واں بھچراں مولانا سید محمد حسین شاہ نیلویؒ کیخدمت میں گئے حضرت نیلویؒ کو سخت بخار تھا اُٹھنے سے قاصر تھے مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے حضرت مولانا حسین علیؒ کا ایک علمی قصہ سنایا۔ حضرت نیلوی کے چہرے پر تازگی کے آثار شروع ہو گئے حتیٰ کہ اٹھ کر تکیے کے ساتھ بیٹھ گئے اور فرمایا مولانا آپ کے اس قصے نے تو میرا بخار تقریباً ختم کر دیا ہے اگر آج رات آپ یہیں ٹھہر جائیں تو اور اسی طرح کے واقعات سنائیں تو ہوسکتا ہے صحت مکمل بحال ہو جائے۔ مولانا خلیل احمدؒ فرماتے ہیں کہ میں نے نبض پر ہاتھ رکھا تو حیرانگی کی کوئی انتہا ہی نہ رہی کہ واقعی بخار اتر چکا تھا اسی طرح کا واقعہ مولانا شمس الحق قائد آبادی نے بھی لکھا ہے

(رسالہ ضیائے توحید سرگودھا جولائی 2013)

برادران گرامی کتنے عظیم تھے حضرت مولانا حسین علیؒ اور کتنے عظیم ترین ہوں گے انکے استاذ حضرت گنگوھیؒ جن کے خوشبودار تذکروں اور قصوں سے بخار اتر جاتے تھے۔ اللہ کرے حضرت گنگوھیؒ کی یزید کے متعلق تصریحات اور مولانا حسین علیؒ کی تقریر الجنجوھی علی المسلم میں درج عبارات سے ہمارے ان مہربانوں کا (جو اُن حضرت کا نام عقیدت سے لیتے ہیں) یزیدیت وناصبیت کا بخار اتر جائے اور ان کو احساس ہو جائے کہ جب وہ یزیدی تلوار اٹھا کر اکابرین امت کے سر قلم کرتے ہیں تو اسکی زد میں حضرت گنگوھیؒ جیسی ہستیاں بھی آ جاتی ہیں

یوں نہ نکلو سب پہ برچھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر
الاماں! قہر الٰہی تھا یہ غصہ اس کا



آج قاتل نے نہ اپنا پرایا دیکھا

﴿سوال﴾

بعض حضرات کو یزید کی تعریف سے تکلیف کیوں ہوتی ہے؟ (شریک درس)

﴿الجواب﴾

آپ بعض حضرات کی بات کرتے ہیں سیدانس بن مالکؓ فرماتے ہیں رسول ﷺ نے فرمایا۔

**إِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ عَزَّ وَجَلَّ ,وَاهْتَزَّ الْعَرْشُ**

(مشکوۃ ۴۱۴)

فاسق کی مدح سے اللہ تعالیٰ غضب ناک ہوتے ہیں اور عرش مُعلیٰ بھی کانپ جاتا ہے۔

**بلرزد عرش از مدحِ شقی**
**بد گماں گردد زمدحش متقی**

آپ کا سوال بعض حضرات کے حوالے سے تھا اُن بعض میں سے چند کا تذکرہ خالی از فائدہ نہ ہوگا

**الف. حدثنا موسى بن اسمائيل قال حدثنا ابو عوانه عن ابى بشرٍ عن يوسف بن ماهک قال كا مروان على الحجاز استعمله ، معوٰهٔ فخطب فجعل يذكر يزيدَ ينَ معوٰية لكى يبايع له بعد ابيه فقال له عبدالرحمٰن بن ابى بكر شيأً فقال خذو ه فدخل بيت عائشه فلم يقدرو فقال مروان ان هذا الزى انزل الله فيه والذِى قالَ لوالديه وراءِ الحجاب ما انزل الله فينا شيأً من القرآن الا اَنَ الله اَ نزل عذرى**

(بخاری ثانی ۷۱۵)

ب۔ محدث احمد بن حجر الھیتمی مکی لکھتے ہیں۔

**قال نوفل بن ابى الفرات كنت عند عمر بن عبدالعزيز فذكر رجل يزيد فقال امير المومنين . فا مربه فضرب عشرين سوطا.**

عمر بن عبدالعزیز کے سامنے ایک آدمی نے یزید کو امیر المومنین کہا آپؒ نے اس یزیدی کو سزا دینے کا حکم

فرمایا سوا اسے بیس کوڑے مارے گئے

(صواعق محرقہ ۲۲۱) (تہذیب التہذیب جلد ۱۱:۳۶۱)

ج۔ شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہؒ مجموعۃ الفتاوٰی میں یزید پر تفصیلی بحث فرماتے ہوئے اختتام اس نصیحت پر کرتے ہیں

**اَما تَرک مُجسته یزید** سے محبت ہرگز نہ رکھنا **لانَ المحبة الخاصه انما تکونُ للبیینس والصدِّیقین والشهداء والصالحین ولیسَ واحداً منهم وقد قال النبی ﷺ المرءُ مع من اَحبَ ومن اٰمن با لله والیوم الآخر لایختار اَن یکون مع یزید ولا مع امثاله .**

محبت مخصوص ہے انبیاء، صدیقین، شہداء، اور صالحین کی ساتھ اور یزید ان میں سے کسی ایک طبقے سے بھی تعلق نہیں رکھتا اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ آدمی جس سے دنیا میں محبت کرے گا قیامت کے دن اسی کے ساتھ اٹھایا جائے گا اور جس کا اللہ اور آخرت پر ایمان ہے وہ کبھی پسند نہیں کرے گا کہ یزید کے ساتھ اُٹھے۔

(مجموعہ الفتاوٰی ج لد۴ :۴۸۴)

(د) اشاعت التوحید والسنہ کے ترجمان جریدے ماہ نامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے مدیر پروفیسر قاضی محمد ضیاء الحق فرماتے ہیں

ایام حج میں حرمین سے روانہ ہوئے
یہ کربلا کا سفر سمجھے تو کوئی راز حسینؓ

صعوبتیں یہ سفر کی یزیدیوں سے قتال
قیام دیں کے لیے ساری تگ وتازِ حسینؓ

فدا تھے بھائی بھتیجے ابوبکرؓ عمرؓ عثمانؓ



جانثار وفا کیش و جانبازِ حسینؓ

شہزادہ اکبر و اصغر حسینی سرمایہ
قاسم بن حسن بھی تھے ایک نازِ حسینؓ

وفا کے پیکرِ محسوس حضرت عباسؓ
لڑے عدو سے جو مثلِ شاہبازِ حسینؓ

حُر یزید کے لشکر کو چھوڑ کر آیا
حسینی سنگت میں آکر ہوا پاکباز حسین

یزید و شمر کے نام ہوگئے گالی
شہید ہوکے ہوئے جگ میں سرفرازِ حسینؓ

(دیکھیئے ماہ نامہ تعلیم القرآن راولپنڈی جنوری 2008)

برادرانِ گرامی۔ حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کی العرف الشذی کے حوالے سے بات گذر چکی ہے (**ویزید فاسق بلاریب**) اور سیدنا انسؓ بن مالک والی روایت بتلا رہی ہے کہ فاسق کی جب تعریف ہوتی ہے تو اللہ کا عرش کانپ جاتا ہے اور یزید کی مدح کرنے والے کی سزا بیس کوڑے ہے۔

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یزید سے قطع محبت لازم ہے۔

مولانا قاضی ضیاء الحق فرماتے ہیں یزید وشمر کے نام ہوگئے گالی

جب ایسے کی کوئی بدنصیب تعریف کریگا تو بعض حضرات جن کے دلوں میں اولادِ رسولؐ کی محبت ہے ان

کو تکلیف تو ہوگی یقیناً اس تکلیف پر اللہ تعالیٰ ان بعض حضرات کو بہت بڑا اجر دے گا ان بعض حضرات کے پیش نظر سورہ ھود کی آیت ۱۱۳ ہے فرمایا

**ولا تَر کَنو االِیَ الـذین َظلمو فتمسَکُمُ النارُ وما لکُم من دون الله من اولیاء ثُمَ لا تُنصَرون َ.**

ترجمہ: اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں پھر تو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے (شیخ الہندؒ)

**خلاف پیغمبر کسے راہ گزید**
**ہر گز بمنزل نخواهد رسید**

☆☆☆☆



**《سوال》**

آپ گاہے گاہے یزید کے ساتھ بد بخت کا لفظ استعمال کر جاتے ہیں فلاں حضرت صاحب تو یزید کی بڑی صفائیاں دیتے ہیں یزید کے نام کے ساتھ بد بخت بولنا اور لکھنا آپکی اختراع ہے یا اسلافِ امت میں سے کسی اور نے بھی یہ لفظ استعمال کیا ہے حوالہ درکار ہے۔ (شریک درس)

**《الجواب》**

سوال میں آپ نے جن صاحب کی طرف اشارہ کیا ہے وہ صرف یزید کی طرف صفائیاں نہیں دیتے بلکہ وہ تو اس معاملے میں اتنے دریا دل اور دلیر و بے باک ہیں کہ فرماتے ہیں۔

قتل حسین کے جرم میں خیموں کو آگ لگانے کے کردار میں پانی بند کر کے ظلم ڈھانے میں معصوم بچوں کو ذبح کرنے کے جرم میں نہ یزید ملوث ہے نہ ابن سعد اس میں نہ شمر کا ہاتھ ہے نہ ابنِ زیادہ کا

قاتل کی یہ دلیل مصنف نے مان لی
مقتول خود ہی گرا تھا خنجر کی نوک پر

تیغ مصنف ہو جہاں دار و رسن ہوں شاہد
بے گناہ کون ہے اس شہر میں قاتل کے سوا

کپڑے بدلنے میں مصروف ہے قاتل
اسے مقتول کے گھر برائے تعزیت جانا ہے

شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی رحلت کے بعد ماہ نامہ تعلیم القرآن راولپنڈی کے اسوقت کے مدیر نے شیخ القرآن نمبر شائع کیا تھا۔ کہ مولانا غلام اللہ خان اگر کربلا میں ہوتے تو شمر کو زندہ نہ جانے

دیتے اس فارمولے کے برعکس یہاں سماں یوں نظر آتا ہے کہ یہ صاحب اگر کربلا میں ہوتے تو جو کام شمر نے کیا ہے وہ شاید یہ صاحب اپنے ہاتھوں سے سرانجام دیتے اور پھر دربار یزید میں حاضر ہو کر کہتے

**املاء رکابی فضةً و ذهباً.**

**قتلتُ خير الخلق اباً و اماً**

ترجمہ: میری جھولی سونے اور چاندی سے بھر دے میں نے ایسا شخص کو قتل کیا ہے جو ماں باپ کی طرف سے بہترین مخلوق تھا۔

اب آتے کے سوال کی طرف یزید کے ساتھ لفظِ بد بخت ہماری اختراع نہیں بلکہ محبوبِ صمدانی امام ربانی مجدد الف ثانی حضرت شیخ احمد فاروقیؒ سرہندیؒ کی اصطلاح ہے حضرت مجدد صاحب کا حوالہ دیکھنے پڑھنے سے پہلے ایک بات اور سماعت فرمائیں ایمان تازہ ہو جائے گا۔

**الف۔**

حضرت شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ لکھتے ہیں شعبان ۱۳۵۵ نومبر ۱۹۳۶ کے اواخر میں شیخ مولانا حسین علیؒ کی خدمت میں حاضر ہوا حضرتؒ کے ہاں دورۂ تفسیر ہمیشہ کی طرح جاری تھا اس میں شرکت کے علاوہ حضرت شیخ نے فوائد حسینیہ شروع کروایا اور ساتھ بیعت لے کر ذکر واذکار کے طریقے بتلانے لگے اور جابجا حضرت مجددؒ کے مکتوبات پڑھانے لگے۔

(بقیۃ الآثار ۴۰)

مزید دیکھیئے حضرت پنج پیریؒ ایک اور جگہ فرماتے ہیں میں نے حضرتؒ سے صحاح ستہ، ہدایہ، مکتوب الشیخ مجدد الف ثانی امام ربانی اور مثنوی مولانا رومؒ جبکہ ذکر اذکار میں حضرت صاحبؒ کا رسالہ فوائد حسینیہ پڑھا

(بقیۃ الآثار ۲۹)



ج۔

اور دیکھیں استاذ المحدثین حضرت مولانا نصیر الدین غورغشتویؒ فرماتے ہیں۔

ہمارے پیرومرشد حضرت مولانا حسین علیؒ اپنے اساتذہ اکرام اور مشائخ عظام کے انتہائی متبع تھے ایک مرتبہ ایک مولانا صاحب نے حضرتؒ کے ساتھ ملاقات کے دوران واں بھچراں میں اشارہ بالسبابہ پر بحث کی اور احادیث سنائیں تو حضرت صاحبؒ پیرومرشد نے مکتوب امام ربانیؒ کھول کر اس کو دکھائی اور فرمایا کہ ہمارے حضرات نقشبندیہ منع کرتے ہیں۔

(مجالس غورغشتویؒ ۱۵۴ از مولانا محمد امیر بجلی گھرؒ)

د۔

مبلغ قرآن ڈاکٹر غلام مرتضی ملکؒ شہید کے تذکرے میں ڈاکٹر اسرار احمدؒ مرحوم فرماتے ہیں۔ میں نے مولانا داؤد غزنویؒ سے مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات مانگے تو چونک گئے اور کہنے لگے یہ کتاب اگر مجھ سے میرا بیٹا ابوبکر مانگتا تو میں نہ دیتا آپ سے انکار نہیں کرسکتا۔

(سوانح ڈاکٹر غلام مرتضی)

برادران من۔۔!

یہ گزارشات کرنے کا مقصد یہ ہے کہ آپ اندازہ کرسکیں اور حوالہ پڑھنے سے پہلے جس کتاب لاجواب کا حوالہ ہے اسکی حیثیت اور قدر و منزلت ذہن نشین فرمالیں۔

حضرت مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں۔۔۔۔۔

اور کمبخت یزید اصحاب سے نہیں ہے اسکی بدبختی میں کس کو کلام ہے جو کام اس بد بخت نے کیا ہے کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔

(مکتوبات حصہ اول ۱۲۸)

راقم الحروف عرض کرتا ہے آپ خود مجدد صاحبؒ کے الفاظ اور ارشاد گرامی کو دوبارہ سہ بار پڑھیں انشاء اللہ شفائے کاملہ نصیب ہوگی۔

**ثُمَ ار جِعِ البصر کَرَتینِ ینقلِب الیکَ البصَرُ خاسئاً وھو حَسیرہ .**

ترجمہ: پھر لوٹا کر نگاہ کردو۔دو۔بار۔لوٹ ائے گی تیرے پاس تیری نگاہ۔ردھوکر۔تھک کر

(حضرت شیخ الھندؒ)

..............................☆☆☆☆..............................



﴿سوال﴾

۱۴ اکتوبر ۲۰۲۰ اتوار کے درسِ قرآن میں آنجناب نے سورہ مائدہ آیۃً نمبر ۱۰۰

**قُل لا یستوَی الخبیثُ و الطَیبُ ولو اعجبَک کثرہ الخبیث**

کی تشریح وتفسیر کرتے ہوئے جسطرح خبیث کا مصداق یزید اور طیب کا مصداق حسین بن علیؓ کو بنایا گیا یہ تفسیر من گھڑت نہیں یہ مضمون ومفہوم اور تفسیر محتاج دلیل ہے حوالہ چاہیئے۔(مولانا عبدالمجید)

﴿الجواب﴾

اللہ تعالیٰ تفسیر بالرائے سے محفوظ فرمائے الحمد للہ ایسی بات نہیں آپ اس آیۃ مبارک کی تشریح وتفسیر کے لیے مدراک التنزیل کا مطالعہ فرمائیں لکھا ہے۔

**وقیل َھو عام فی حلال المال وحرامه و صالح العمل وطالحه جیدالناس ورد یئھم .**

(مدارک حصہ اول وکشاف)

مدراک کی اس عبارت کو سامنے رکھ کر ذرا یزید کے متعلق حضرت کشمیریؒ،حضرت گنگوھیؒ،حضرت مولانا حسین علیؒ،حضرت مجدد الف ثانی،شیخ احمد فاروقی سرہندیؒ،حضرت قاضی شمس الدینؒ،شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ،سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ،حضرت قاضی ثناءاللہؒ پانی پتی،امام ابن جوزیؒ جیسے اساطین علم قرآنی کی اراء دوبارہ دیکھیں تو یہ بات یقیناً سمجھ آجائے گی کہ حسینؓ ابن علیؓ جید الناس کے سرخیل اور یزید کمبخت جو اصحاب سے نہیں اور اسکی بدبختی میں کس کو کلام وہ یقیناً ردی لوگوں میں سے نمایاں ترین آدمی تھا اب یقیناً آپ کو **لا یستَوی الخبیث والطیب ولو اعجبَک کثرۃ الخبث** کی تفسیر سمجھ آگئی ہوگی بقول حضرت اقبالؒ

**نہ ساقی نی از پیمانہ گفتم**
**حدیثِ عشق بے باکانہ گفتم**

**شنیدم آنچه از پاکان امت**
**تُرا با شوخئی رندانه گفتم**

چونکہ تفسیر مدارک التنزیل کا حوالہ ہم نے عرض کیا اس لیئے مدارک کے متعلق ایک اور بات خالی از فائدہ نہ ہوگی ایمان تازہ کریں۔

## حضرت الشیخ مولانا غلام حبیب ویسہ کی رائے۔

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا غلام الحبیب صاحب آف ویسہ (اٹک) فرماتے ہیں۔

مجھ سے میرے استاذ شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ پنج پیری پوچھا کرتے تھے درس قرآن کے لیئے مطالعہ کرتے ہو۔ میں عرض کرتا تفسیر جوھر القرآن دیکھتا ہوں ۔شیخ پنج پیریؒ فرماتے وہ تمہارے باباجی کی تفسیر ہے وہ تو ضرور دیکھنا ہے۔لیکن اگر قرآن سیکھنا ہے تو تفسیر نسفی (مدارک التنزیل) حرفاً حرفاً پڑھا کرو۔

(ماہنامہ التوحید والسنہ دسمبر ۲۰۱۶)

وہ جنس نہیں ایمان جسے لے آئیں دکان فلسفہ سے
ڈھونڈے سے ملے گی عاقل کو یہ قرآن کے سپاروں میں

(مولانا ظفر علی خانؒ)

اور قرآن کو سمجھنے کے لیئے بقول حضرت پنج پیریؒ تفسیر مدارک التنزیل للنسفیؒ کو حرفاً حرفً پڑھنا پڑیگا۔

تھیں میری اور رقیب کی راہیں جدا جدا
آخر کو ہم دونوں درِ جاناں پہ جا ملے

..........☆☆☆☆..........



## ﴿سوال﴾

حامیان یزید اس بات کو بڑے تکرار سے بیان کرتے ہیں کہ یزید نے حضرت ابوایوب انصاریؓ کا جنازہ پڑھایا تھا۔

## ﴿الجواب﴾

دریافت طلب امر یہ ہے کہ یہ جنازہ یزید نے کربلا اور واقعہ حرہ سے پہلے پڑھایا تھا یا بعد؟ اگر کربلا اور توہین مدینہ منورہ کے بعد پڑھایا تھا تو دلیل درکار ہے

**نگفتی ندارد کسے باتو کار**
**ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار**

اگر پہلے پڑھایا تھا تو عرض ہے کہ یزید نے ایک صحابی کا جنازہ پڑھایا تھا اور نواسۂ رسول ﷺ جگر گوشہ بتول سیدنا امام حسینؓ سمیت واقعہ حرہ کے دوران کئی صحابہ کے جنازہ نکالے بھی تھے شہدائے کربلا اور شہداء حرہ کو سامنے رکھیں تو بات سمجھ آجائے گی۔

حافظ ابن کثیر واقعہ حرہ کے تذکرے میں لکھتے ہیں

**وقد خطأ يزيد خطأً فاحشاً فى قله المسلم بن عقبه أن يبيح المدينه ثلاثهايام ( مع ما انضم الى ذالك من قتل خلق من الصحابه وابنائهم وقد تقدم انه قتل الحسين واصحابه على يدى عبيد الله بن زياد)**

**وقد وقع هذه الثلاثة أيام من المفاسد العظيمة فى مدينة النسوية مالا يحد ولا يوصف مماله لا يعلم الاالله عزوجل وقد أراد بارسال مسلم بن عقيه توليد سلطانه وملكه و دوام ايامه من غير منازع فعاقبه الله بنقيض قصده وحال بينه و بين ما يشتهيه فقصمه الله قاصم الجيابره واخذه أخذ عزيز مقدر**

**وكزالك أخذ لربك اذا اخذالقُرىٰ وهى ظالمة ان اخذه اليم شديد (هود ۱۰۲)**

(البدایہ والنہایہ ج ۸ ۳۱۳)

حافظ ابن کثیرؒ کی مذکورہ عبارت جہاں ظلم یزید کو آشکارا کر رہی ہے وہیں اسکے المناک انجام کو بھی ظاہر کر رہی ۔قبل ازیں رائے حضرت قاضی شمس الدینؒ میں ام المومنین زینبؓ بن جحش کی روایت جسمیں یاجوج ماجوج کی دیوار کھلنے اور روایت اسامہ بن زیدؓ میں رسول کریم ﷺ کا مدینے والوں کو آنے والے بارش کے قطروں کے مثل فتنوں سے آگاہ کرنے کے حوالے سے گزر چکا ہے کہ قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں

**رأى فى عالم المثال ما سيقع بعده ﷺ فى المدينه كما وقع يوم الحره وغيره**

(الہام الباری فی حل مشکلات البخاری ۱۲۲ )

ب ۔ دوسری گذارش ہمارا حامیان یزید سے سوال کہ حضرت ابوایوبؓ انصاری کا جنازہ تو آپ حضرات کے ممدوح ومحبوب نے پڑھایا مگر جس دن سیدنا معاویہؓ کا جنازہ تھا اس دن یزید کہاں تھا؟ ہماری نظر سے حامیان یزید کی جتنی تحریرات گذری ہیں اس حوالے سے سکوتِ مرگ والی کیفیت نظر آتی ہے حقیقت کیا ہے حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں۔

**فحينَ حضرت معاويه الوفاة كان يزيد فى الصيد**

(البدایہ والنہایہ جلد ۸: ۱۶۸)

یہ الفاظ پڑھ کر خیال آتا ہے محبانِ یزید کتنے بدنصیب ہیں جسکی مدح میں جسکی صفائیاں دینے میں صرف ایڑی چوٹی کا نہیں اور بھی بہت سارے مقامات کا زور لگا رہے ہیں اُس نے سیدنا معاویہؓ جیسی ہستی سے وفا نہیں کی قیامت والے دن انکے کیا کام آئے گا۔۔دیدہ باشد

**اَلْاَخِلَّآءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِيْنَ(٦٧)**

**يَوْمَ نَدْعُو كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ فَمَنْ أُوتِيَ كِتَابَهُ بِيَمِينِهِ فَأُولَٰئِكَ يَقْرَءُونَ كِتَابَهُمْ وَلَا يُظْلَمُونَ فَتِيلًا (۱۷)وَمَن كَانَ فِي هَٰذِهِ أَعْمَىٰ فَهُوَ فِي الْآخِرَةِ أَعْمَىٰ وَأَضَلُّ سَبِيلًا**



**ولنعم ما قيل:**

**فسوف ترى اذا انكشف الغبار**
**افرس تحت رجلك ام حمار**

**بوقت صبح شود همچوں روز معلومت**
**که باکه باخته عشق در شب دیجور**

(ج) اب آیئے حضرت ابوایوب انصاریؓ کے جنازے کی طرف امام ابوبکرؒ الرازی الجصاص تفسیر احکام القرآن میں فرماتے ہیں

**فان قيل ههل يجوز الجهاد مع الفساق؟**

**قيل له.ان كل احد من المجاهدين فانما يقوم بفرض نفسه.فجائز له ان يجاهد الكفار و ان كان امير الجيش و جنوده فساقاً وقد كان اصحاب النبى ﷺ يغزون بعد الخلفاء الاربعه مع الامراء الفساق و غزا ابو ايوب الانصارى مع يزيد اللعين.**

(احکام القرآن جلد ۳:۱۷۵)

حاصل کلام یہ ہے کہ مجاہد اپنے نفس پر عائد فریضہ انجام دے رہا ہوتا ہے۔امیر لشکر نیک ہو یا بد اسکی امارت وقیادت میں کفار سے جہاد کیا جائے گا۔نبی اکرم ﷺ کے اصحابؓ خلفاء اربعہؓ کے بعد فاسق امراء کے ماتحت جہاد پر جاتے تھے جیسے حضرت ابوایوب انصاریؓ یزید لعین کی قیادت میں جہاد پر گئے تھے۔

برادران گرامی امام ابوبکر جصاصؒ کی وضاحت سے مسئلہ آپکو سمجھ آ گیا ہوگا حضرت ابوایوب انصاریؓ اپنی ذات پر عائد فریضہ سرانجام دے تھے۔جو امیر لشکر اور تھا جیسا بھی تھا جنازہ کی امامت تو اسی نے کرنی تھی۔فاسق کے مصلیٰ امامت پر کھڑے ہو جانے سے حضرت ابوایوب انصاریؓ کی شان میں کوئی کمی نہیں ہوئی جبکہ جنازہ پڑھانے والے کی شان میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔

بقول قاآنی۔۔

**گرچہ فروتر نشست است قاآنی**
**نے اورانگ ونے ترا ادب است**
**قل ھواللہ کہ وصف خالق ما است**
**زیر تبت یدا ابی لھب است**

## تعارف امام ابوبکر جصاصؒ

شیخ القرآن مولانا محمد طاہرؒ پنج پیری فرماتے ہیں۔۔

احمد بن علی ابوبکر رازی حنفی انہوں نے ابوسہل زجاج اور ابوالحسن کرخی سے انہوں نے ابوسعید بردعی سے انہوں نے موسیٰ بن نصیر رازی سے انہوں نے امام محمد سے سماع کیا۔

بغداد میں مقیم ہو گئے تھے اور وہاں کے علماء نے ان سے فیض حاصل کیا۔ اپنے زہد کی وجہ سے مشہور تھے اور اپنے عہد میں امام ابوحنیفہؒ کے پیروکاروں کے امام تھے۔

(نیل السارین فی طبقات المفسرین)

سید مشتاق علی شاہ نے تعارف فقہ میں کتاب میں چوتھی صدی کے علماء کے تذکرہ میں لکھا ہے

جصاص ابوبکر احمد بن علی رازیؒ ابوسہل الزجاج سے فقہ اور ابوحاتم عثمان دارمی سے حدیث پڑھی۔ آپ کو اصحاب تخریج میں شمار کیا گیا ہے مگر آپ کو طبقہ مجتہدین فی المسائل میں کہنا بجا ہے آپ کی عمر 65 برس تھی۔

(تعارف فقہ، حصہ چہارم صفحہ 17)

## ایک لطیفہ

حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد وفات النبی ﷺ کے مسئلہ میں حیات دنیاوی حسی کا قول کرنے والے علماء جو دلائل دیتے ہیں ان میں سے ایک دلیل یہ ہوتی ہے کہ نبی کریم ﷺ وفات کے بعد آپ ﷺ کی ازواج سے نکاح کی ممانعت وارد ہوئی ہے یہ ممانعت اس لئے ہے کہ آپ ﷺ قبر مبارک میں حیات



ہیں، حیات دنیوی کی وجہ سے ازواج بدستور آپ ﷺ کے نکاح میں ہیں۔ اس دلیل کے جواب میں استاذ العلماء شیخ التفسیر والحدیث مفتی سید محمد حسین شاہ نیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

حرمت نکاح کی وجہ امہات المومنین کا ماں ہونا ہے ماں سے نکاح کی حرمت جیسے والد کی زندگی میں ہے ایسی ہی والد کی وفات کے بعد بھی حرمت ہے تو یہ بھی حیات النبی ﷺ کی دلیل نہیں بن سکتی۔

دوسری بات یہ ہے کہ ازواج مطہرات کا امہات المومنین ہونا حقیقۃً نہیں ہے جو من کل الوجوہ مائیں ہوں بلکہ ازواج امہاتہم کا مطلب ہے کامھاتم یعنی آپ ﷺ کی بیویاں وجوب تعظیم کے لحاظ سے مومنین کی مائیں ہیں البتہ تعظیم کی ایک نوع تحریم بھی ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ولا تنکحو ازواجہ من بعدہ ابداً کیونکہ یہ بھی ایک فرد اسی نادانستہ ایذاء رسول ﷺ کی ہے اور اس ممانعت میں رسول ﷺ کے کمال شرف واحترام کا اظہار ہے۔ یہاں پہنچ کر حضرت نیلویؒ نے اپنے موقف پر دلیل پیش کی ہے فرماتے ہیں۔۔

چنانچہ امام ابوبکر رازی الجصاص رحمۃ اللہ علیہ نے احکام القرآن میں لکھا ہے

**فیہ وجھان: احدھما انھن کا الامھات لھم فی وجوب الاجلال و التعظیم . والثانی تحریم نکاحھن ولیس المراد انھن کالا مھات فی کل شئی.**

(ندائے حق جلداول:۷۳۱)

ہماری گزارش یہ ہے کہ امام ابوبکر جصاصؒ کی رائے جس طرح مسئلہ حیات النبی ﷺ میں لائق تمسک، قابل احتجاج اور واجب الاتعظیم ہے یزید کے فاسق ولعین ہونے کے حوالے سے بھی اتنی ہی وزن دار اور شاندار ہے اور ہونی چاہیے۔

چند امتیازی مسائل میں ہمارے حضرات صفحہ بصفحہ امام ابوبکر جصاص اور تفسیر احکام القرآن کے حوالے پیش کرتے ہیں مگر یزید اور حسینؓ کے معاملے میں جصاص کا حوالہ آئے تو ارشاد ہوتا ہے وہ معتزلی عقائد سے متاثر تھے۔

ذراسی بات پر اے داغ تم ان سے بگڑ بیٹھے
اسی کا نام الفت ہ محبت اس کو کہتے ہیں

..........☆☆☆☆..........

﴿سوال﴾

میرے پاس اشاعت التوحید والسنہ پاکستان کا ترجمان رسالہ ہے جسکی مجلس ادارت اور مجلس مشاورت میں اشاعت التوحید واسنہ کے نامی گرامی علماء کے نام مرقوم ہیں ۔رسالے میں اصحابؓ رسول ﷺ کے وکلاء صفائی کے عنوان سے مضمون ہے۔مضمون میں مجدد الف ثانیؒ ، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ، قاضی ثناء اللہؒ عثمانی پانی پتی ، مولانا نانوتویؒ ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ، مولانا عبدالشکور لکھنویؒ ،مولانا منظور احمد نعمانیؒ ، مولانا دوست محمد قریشیؒ ،مولانا نوالحسن شاہ بخاری کے ساتھ ایک اور شخصیت کا ذکر بڑے بلند الفاظ سے کیا گیا ہے مضمون نگار کے الفاظ ہیں حکیم فیض عالم صدیقی شہید اس میدان میں پورا انسٹیوٹ تھے ان کی تصانیف نے وکالت صحابہؓ کا حق ادا کر دیا روافض کے جارحانہ رویہ نے ان کا قلم متشدد بنایا تھا مگر حقیقت یہ ہے کہ اس ایک شخص نے بہت زیادہ کام کیا۔

(رسالہ ضیائے توحید اپریل ۲۰۱۳)

سوال یہ ہے کہ یہ حکیم کون تھے انکی تصانیف کہاں سے ملتی ہیں اور انکی تعداد کیا ہے؟

﴿الجواب﴾

جن حکیم صاحب کے بارے آپ سوال کر رہے ہیں انکو کلائے اصحاب رسول ﷺ میں شامل کرنا اور پھر



حضرت مجدد الف ثانیؒ ،حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ ،حضرت قاضی پانی پتیؒ ، حضرت نانوتویؒ ، حضرت گنگوہیؒ ، حضرت لکھنویؒ جیسی جلیل القدر عظیم المرتبت شخصیات کیساتھ اس پکے ناصبی خارجی گستاخِ اہل بیت کا ذکر اوراسکی شان میں اتنے بلند الفاظ کا استعمال ظلم عظیم اور کذب مبین ہے

**قَدبَدَتِ البَغضَآءُ مِن اَفوَاهِهِم وَمَا تُخفِی صُدُورُهُم اَکبَرُ**

ہمارے کتب خانے میں حکیم مذکور کی تین تصانیف موجود ہیں

(۱)حقیقت مذہب شیعہ

(۲)اختلاف امت کا المیہ

(۳)حسن بن علی

تینوں تصانیف سیدنا علیؓ کی توہین اور حسنین کریمینؓ کی گستاخیوں سے لبریز ہیں چند جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں۔۔۔۔

حسنؓ و حسینؓ کو صحابہ میں شمار کرنا سبائیت ہے

(حسن بن علی ۲۳)

علی و فاطمہ کے تعلقات خوش گوار نہ تھے

(حسن بن علی ۳۳)

حضرات حسنین کی عمروں میں بالکل معمولی یعنی سال بھر کا فرق تھا مگر ایک بھائی میں تحمل بُردباری پیش بینی، عاقبت اندیشی اور جزورسی کے اوصاف بدرجہ اتم موجود تھے مگر دوسرا بھائی کسی مقام پر بھی اپنے بڑے بھائی کی طرح تدبر و تعقل کے اس مقام تک نہ پہنچ سکا جسکا حامل اسکا بڑا بھائی تھا یہی وجوہات تھیں کہ بڑے بھائی نے میانوں سے نکلی ہوئی ہزاروں تلواریں پھر میانوں میں کرنے کے اسباب بہم پہنچا کر اک عالم کیلئے امن چین کی فضا سازگار کے اسباب بہم پہنچائے مگر دوسرے بھائی نے سینکڑوں بزرگوں عزیزوں دوستوں کے سمجھانے کے باوجود وہ راستہ اختیار کیا جو آگے چل کر کربلا کے المیہ کی شکل میں آج تک پوری ملت کے لیے صرف تشتت وافتراق کا سبب ہی بنا بلکہ ہزاروں سے متجاوز مخلوق کے

خون بہانے کا ذریعہ چلا آ رہا ہے۔ اسکی سب سے اہم وجہ سیدنا حسنؓ کا سیدنا ذوالنورینؓ سے متعلق ہو کر اپنے گھریلو ماحول کو ترک کر دینا تھا۔ جہاں سیدہ فاطمہ کے انتقال کے بعد ہر ذہن، ہر خیال اور ہر طبقہ کی خواتین کا شانۂ علی کی زینت بن چکی تھیں اور سیدنا حسینؓ آخر تک اسی ماحول میں رہے اور اس کے اثر سے آخر تک اپنا دامن نہ چھڑا سکے۔

(کتابچہ حسن بن علی صفحہ ۴۸)

حسنؓ کو اپنی ماں کا دودھ پینے کا موقع نہیں ملا تھا آپؓ کی پرورش دوسرے دودھ پر ہوئی تھی اسلئے صحت کے لحاظ سے آپؓ کمزور تھے اور کماحقہٗ نشوونما نہ پا سکے تھے اور اس پر کثرت سے حرم کی زندگی کے دلدادہ تھے جس کی وجہ سے بعض روایات کے مطابق آپ کو آخری ایام میں سل کا عارضہ لاحق ہو گیا تھا۔

(کتابچہ حسن بن علی صفحہ ۸۰)

حکیم مذکور کی دوسری تصنیف حقیقت مذہب شیعہ کے چند حوالے۔۔۔

علی کی خلافت برائے نام تھی۔

(صفحہ ۲۶)

صحابہ میں سے کسی نے علی کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی

(صفحہ ۶۵)

یہود و مجوس نے علی کی آڑ میں حضرت عثمانؓ کو شہید کر دیا

(صفحہ ۷۱)

واقعہ حرہ معمولی قسم کا پولیس ایکشن تھا۔

(صفحہ ۳۶۶)

یوم حرہ سوائے چند مفسدہ پرداز و کے کوئی بھی یزید کے خلاف نہ نکلا۔۔

(صفحہ ۳۸۵)



سیدہ سکینہ بنت حسین کو زینب کے بعد دنیائے روافض نے کربلا کی دوسری ہیروئن بنا کر پیش کیا۔۔

(صفحہ ۱۲۰)

لاحول ولاقوۃ الا باللہ

حکیم مذکور کی تیسری کتاب اختلاف امت کا المیہ کی جھلکیاں۔۔

فقہ حنفیہ اسفار لہوالحدیث۔

(صفحہ ۱۶)

ابو حنیفہ مجوسی النسب تھے چہ عجب عصبیت ورثہ میں پائی ہو

(صفحہ ۳۸)

ابو حنیفہؒ کے علم سیکھنے کا مقصد دین شہرت طلبی تھا

(صفحہ ۳۳)

ابو حنیفہ اندھوں میں کانا راجہ

(صفحہ ۳۶)

اللہ کے نیک بندوں نے لفظ وہابی حکومت ہند سے کٹوایا

(صفحہ ۱۳۹)

علمائے دیوبند سے مولانا محمود الحسنؒ نے اپنے طور پر تحریک چلائی مگر اپنی موقتہ حکومت کا صدر ایک ہندو راجہ مہندر پرتاب کو بنایا **لا تتخذ والکافرین اولیاء من دون المومنین** پھر آگے چل کر یہ لوگ عطاء اللہ شاہ بخاری کے وجود میں سٹیج نمودار ہوئے یا مولانا حبیب الرحمٰن کے جبہ و دستار میں، دیوبند کے صدر اعلیٰ کی حیثیت میں حسین احمد مدنی کی شکل میں سامنے آئے یا ابوالکلام آزاد بن کر مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہے۔

(اختلاف امت ۲۱۳)

مزید دیکھیئے؟ حکیم مذکور لکھتے ہیں

دیوبندیوں کی علمیت چونکہ اہل حدیث علماء کی رہین منت تھی اس لیئے وہ کسی حدتک مشرکانہ اعمال سے بچے رہے مگر بریلویوں نے شرک و بدعت کی تمام حدود پھاند ڈالیں آگے چل کر دیوبند بھی حیاتی ومماتی کے چکر میں پھنس گئے اور سیاسی طور پر ہر مقام پر چڑھتے سورج کے سامنے ڈنڈوت کرنے سے اپنے آپ کو نہ بچا سکے جماعت اسلامی تبلیغی جماعت ہزاروی گروپ حسین علی آف بھچر واں کے عقیدت مند قاری طیب کی یزید دشمنی کے نظریات کے حامل حیاتیے مماتیے درخواستیے بنوریے غرضیکہ ان گنت نظریات میں بٹے ہوئے سبھی دیوبند کہلاتے ہیں

(اختلاف امت ۹)

ناصبی وخارجی دشمن اہل بیت تبرائی حکیم کی جتنی خرافات آپ نے دیکھی پڑھی ہیں یہ محتاج تشریح نہیں ہر بات واضح ہے۔۔۔بقول اکبرالہ آبادیؒ

حضرت کی ہرزہ لافی کچھ مستند نہیں ہے
کہنے کی ایک حد ہے بکنے کی حد نہیں

عیاں راچہ بیاں

▯

ایسے شخص کا تعارف بطور وکیل صحابہؓ کروانا اور اسکا ذکر مجدد صاحبؒ اور حضرت شاہ ولی اللہؒ جیسے اساطین رشد وہدایت کے ساتھ کرنا ظلم اور کذب مبین نہیں تو اور کیا

▯

کچھ شرم ہوتی ہے کچھ حیا ہوتی ہے
کسی کو معلوم بھی ہے یہ کیا ہوتی ہے



مضمون نگار سمیت رسالہ ضیائے توحید کی مجلس ادارت ومجلس مشاورات میں جتنے حضرات کے نام درج ہیں ان سب کی شرعی اخلاقی قانونی ذمہ داری ہے کہ حکیم مذکورہ کی کتابوں کے ان حوالہ جات کی تحقیق و پڑتال کریں اگر حوالہ جات درست نکلیں (انشاءاللہ درست نکلیں گے) تو ایسے گستاخ خارجی کی مدح سرائی پر قارئین رسالہ سے معذرت اور بارگاہ خداوندی سے معافی طلب کریں دنیا کی زندگی چندروزہ ہے آخرت کا معاملہ بڑا نازک اور حساس ہے۔

**اِقْتَرَبَ لِلنَّاسِ حِسَابُهُمْ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ مُّعْرِضُونَ**

**اصل دین آمد کلام الله معظم داشتن**
**پس حدیث مصطفیﷺ بر جان مسلم داشتن**

ولنعم ما قال السعدیؒ

**ندیده چه سختی رسد بجان کسے**
**که ازدهانش بدر میکتد دندانے**
**قیاس کن که چه حالت بود دراں ساعت**
**که از وجود عزیز ش بدر رود جانے**

(گلستان ۱۱۶)

﴿لطیفہ﴾

استاذنا المکرّم امام الصرف والنحو حضرت مولانا شیر محمدؒ صاحب نے ابتدائی فارسی کتب موضع ڈھرنال تحصیل فتح جنگ مولانا غلام رسولؒ نامی استاد سے پڑھیں تھیں۔ سناتے تھے کہ ایک دن میں کتبِ روافض میں سے کسی کتاب کا مطالعہ کر رہا تھا کہ مقامی سرداروں میں سے ایوب خان نامی ایک سردار میرے پاس آبیٹھا اور پوچھنے لگا کہ یہ کتاب کس فرقے کی ہے اس میں کیا لکھا ہے میں نے تحریف قرآن کے حوالے سے چند باتیں سنائیں اس پر کوئی خاص اثر نہ ہوا عقیدہِ امامت سے ختم نبوت تک کچھ باتیں سنائی اس نے ہوں ہاں کردی۔۔خلفاء ثلاثہ کی اہانت پرمبنی کچھ عبارات بتائیں وہ کہنے لگا چلو جی ان کی مرضی۔۔

آخر میں میں نے بتایا کہ سردار صاحب اس کتاب میں پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی بھی توہین کی گئی ہے یہ بات سن کر سردار صاحب کا رنگ فق ہوگیا کانوں کو ہاتھ لگانے لگے اور کتاب لکھنے والے کو جی بھر کر مغلظات سے نواز کر بولے۔۔اوئے اس لعین نے سب سے بڑی ہستی کو بھی نہیں چھوڑا۔۔۔

## کاشکہ ایں را مادر نہ زادے

اس لطیفہ کی روشنی میں ہم ضیائے توحید کے ذمہ داران سے عرض کرتے ہیں کہ حکیم فیض عالم کے بکواسات حضرت علیؓ، حضرت حسینؓ، حضرت حسنؓ، امام ابوحنیفہؒ کے حوالے سے اگر عندکم چنداں قابل اعتراض نہیں تو کم از کم آپ حضرات یہ تو دیکھیں کہ

اس نے امام الموحدین حضرت مولانا حسین علی نوراللہ مرقدہ کا ذکر کس انداز میں کیا ہے

جو ظالم ہمارے حضرت کا ذکر حسین علی آف واں بھچھراں کے الفاظ وانداز میں کرتا ہے آپ اس کو مجدد الف ثانیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی فہرست میں ڈال کر سادہ لوح طلباء کو کیا سکھانا چاہتے ہیں؟

**گر ہمیں مکتب و ہمیں ملاں**
**کار طفلاں تمام خواہد شد**

آپ حضرات میں سے اکثر پیر طریقت خطیب اسلام مولانا سید عنایت اللہ شاہؒ بخاری کے مرید ہوں گے ذرا ان کی بات سنیے شاہ صاحب مولانا میرانی کو خیر المدارس ملتان میں ہونے والی ایک اجلاس کی کاروائی یوں سناتے ہیں۔۔

اس بحث کے دوران پورے مجمع سے اس مسئلے پر کوئی دلیل تو بن نہ سکی تو ان میں سے بعض ساتھی بے جا الزام تراشیوں پر اترے آئے مولانا محمد علی صاحب جالندھری نے کہا کہ آپ کے بزرگ مولانا حسین علیؒ نے اپنی تفسیر بلغۃ الحیران میں یہودیانہ تاویلیں کی ہیں یہ سن کر میرا خون کھول گیا اور مجھ سے برداشت نہ ہوسکا میں نے کہا جس سے ہم نے اللہ کی کتاب اور نبی کریم ﷺ کی صحیح سنت سمجھی آج اگر



کوئی ہماری موجودگی میں انہیں محرف قرآن کہہ کر ہماری غیرت کو للکارے تو ہم نگاہیں نیچی کر کے مسکرائیں ایسا مجھ سے نہ ہوسکا میں نے اٹھ کر اسکو تھپڑ مار دیا اور کہا صرف ایک مقام تحریفی بتائیں بھلا کوئی حقیقت ہوتی تو بتاتے فریق ثانی سے مولوی منور حسن صدیقی مجھ پر حملہ آور ہونے کے لیے اٹھے تو ہمارے ساتھیوں میں سے کسی نے اس کے گلے پر ہاتھ رکھ روک دیا

(تذکرہ البخاری از میرانی ۳۸)

**یا سر کشی زمانہ را تدبیر**
**یا گردنِ روزگار راز تبخیر**
**ایں زاغ و شان بسے پرید ند بلند**
**سنگے چوبے گزے خدنگے تیر**

(سلطان ابوسعید)

مزید دیکھیے

حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی سوانح عمری میں لکھا ہے ان کے ایک دوست کے داماد نے حضرت مدنیؒ کے بارے میں کوئی سخت جملہ کہہ دیا غصے سے مولاناؒ کے کان سرخ ہوگئے اپنا عصا اٹھا کر اس کے منہ پر دے مارا اور انتہائی غصے سے کہا کتے کے بچے غلام اللہ کی زندگی میں اور اس کے سامنے مدنیؒ پر بھونکتے ہو پھر اس پر چانٹوں، مکوں، ٹھڈوں اور عصاء کی بارش کر دی۔

(حیات شیخ القرآن از میاں الیاس 134)

**محتسب خم شکست و بندہ سرش**
**سن بالسن والجروح قصاص**
**حافظ شیرازیؒ**

حضرت سید عنایت اللہ شاہ بخاریؒ اور حضرت شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کے ان جذبات کو سامنے رکھ کر ذرا حکیم فیض عالم ناصبی خارجی کے تبصرے جو اس نے شیخ الہند مولانا محمود الحسنؒ، سید عطاء اللہ شاہ

بخاری اور شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ پر کیے ہیں بغور پڑھیں۔۔بطور خاص حکیم مذکور کا جملہ کہ مسلمانوں سے کٹ کر کفر کا دامن ہی تھامے رہے۔۔۔بار بار دیکھیں اور ان حضرات کے حوصلے کو داد دیں جو اس حکیم کو شہید قرار دے کر نئی نسل کو بتا رہے ہیں کہ ان کی تصانیف نے وکالت صحابہؓ کا حق ادا کر دیا۔۔انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگرعرض کریں گے تو شکایت ہوگی

حضرت شاہ جیؒ اور حضرت شیخ القرآنؒ زندہ ہوتے تو فرماتے

**وفا آموختی از ما بیکار غیر کردی**
**گوہرے ربودی از ما نثار غیر کردی**

آخر میں بطور عبرت ایک بات دیکھتے جائیں حکیم فیض عالم جامع مسجد الحدیث جہلم کا خطیب تھا۔یہ جب 1982 میں اپنے انجام بد کو پہنچا تو علامہ احسان الٰہی ظہیر رحمۃ اللہ علیہ سمیت کئی مشائخ نے اس کے لئے دعائے مغفرت کرنے سے انکار فرما دیا۔۔

(دیکھئے گلستان رسالت کے دو پھول از عبدالمنان راسخ)

ہوئے جو مر کے رسوا کیوں نہ ہوئے غرق دریا
نہ کہیں سے جنازہ اٹھتا نہ یہ رسوائیاں ہوتیں

☆☆☆☆



**﴿سوال﴾**

میں نے ایک خطیب صاحب کا لیکچر سنا یزید کی واقعہ کربلا کے حوالے سے بے گناہی کے دلائل میں فرما رہے تھے کہ شہادت حسینؓ کے بعد اہل بیت کا قافلہ دمشق سے مدینہ روانہ ہوا تو یزید نے خاندان علیؓ کے تمام لوگوں کو کپڑے دیے تھے۔(شریک درس)

**﴿الجواب)**

دربار یزید کے نمک حلال یہ خطیب صاحب بڑے دور کی کوڑی لائے ہیں اگر یزید اور عبید اللہ بن زیاد ،عمر بن سعد اور شمر زندہ ہوتے تو مذکورہ خطیب کو اس لیکچر پر بڑا معقول معاوضہ ملتا۔۔لیکن انکی بدقسمتی کہ ان کے مذکورہ قدردان اپنے اپنے انجام کو پہنچ چکے ہیں۔اس بدقسمتی کے ساتھ ساتھ خطیب مذکور کی ایک خوش قسمتی بھی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ جنت مکانی ہوگئے اگر زندہ ہوتے تو نہ جانے ایسے دشمنان اہل بیت وکیلانِ یزید کو کتنے کوڑے مرواتے۔۔

الٰہی تیرا قہر اُن پر گرے برق بلا ہوکر
جو دیں دھوکہ مسلمانوں کو انکے رہنما ہو کر

آپ خطیب صاحب کو چھوڑیں فی قلوبھم مرض۔

**ریش سفید شیخ میں ھے ظلمت شب**
**اس مکر چاندی پہ نہ کر نا گمانِ صبح**
**فزادھم اللہ مرضاً**

آپ ذرا سوچیں کیا خونِ پاک حسینؓ کی قیمت چند جوڑے کپڑے دینے سے ادا ہوگئی؟

یزید کی روحانی اولاد یہ تاثر دے رہی ہے کہ اہلِ بیت کے بقیہ افراد نے کپڑوں کی صورت میں خون بہا لے لیا تھا بس معاوضہ ہوگیا اور معاملہ ختم شد۔۔

یزید کے قصیدہ خواں خطیب کیا جانیں حسینؓ کی قدر و قیمت کیا تھی۔

مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے

عمرو بن سعد جو حضرت حسینؓ کے مقابلے پر لشکر کی کمان کر رہا تھا اس کو قتل کر کے اس کا سر مختار کے سامنے لایا گیا اور مختار نے اس کے لڑکے حفص کو پہلے سے اپنے دربار میں بٹھا رکھا تھا جب یہ سر مجلس میں آیا تو مختار نے حفص سے کہا کہ تو جانتا ہے یہ سر کس کا ہے اس نے کہا ہاں اور اس کے بعد مجھے بھی اپنی زندگی پسند نہیں اس کو بھی قتل کر دیا گیا اور مختار نے کہا کہ عمر بن سعد کا قتل تو حسینؓ کے بدلے میں ہے اور حفص کا قتل علی بن حسینؓ کے بدلہ میں۔۔۔

اور حقیقت یہ ہے کہ پھر بھی برابری نہیں ہوئی اگر میں تین چوتھائی قریش کو بدلہ میں قتل کر دوں تو حسینؓ کی ایک انگلی کا بھی بدلہ نہیں ہو سکتا۔۔

(شہید کربلا ۱۰۵)

بقول بابا بلھے شاہ

اک اکھ دا مل سوا لکھ بھلیا
پورا یارا تولاں تے کئی بن سی

خالد بن غفرانؒ تابعی ہیں امام بیہقیؒ نے نقل کیا ہے کہ جب امام حسینؓ کا سر مبارک دمشق لایا گیا تو یہ روپوش ہو گئے احباب و اصحاب انہیں تلاش کرتے رہے ایک ماہ بعد انہیں ڈھونڈ نکالا، روپوشی کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے فرمایا

**اما ترون ما نزل بنا** پھر مندرج ذیل اشعار پڑھے

جاء و براسک یا ابن بنت محمد
تزملا بدمائہ تزمیلاً
اے محمدﷺ کی بیٹی کے بیٹے وہ تیرا خون آلود سر لپیٹ کر لائے
کانک یا ابن بنت محمد
قتلو جهاراً عامدین رسولاً



اے محمدﷺ کے نواسے تیرے قاتلوں نے گویا عملاً رسول اللہﷺ کو قتل کیا ہے

قتلوک عطشاناً ولم ترقبو
فی قتلک التنزیل ولا تاویلاً
تجھے پیاسا قتل کیا اور تیرے قتل میں تنزیل تاویل کا پاس نہیں رکھا
یکبرون بان قتلت وانما
قتلوبک التکبیر و التهلیلاً

تیرے قتل پر نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہیں، بے شک انہوں نے تو تکبیر و تہلیل کو قتل کر دیا ہے۔

(تہذیب ابن عساکر جلد 5 ص 85)

مزید دیکھیئے

**اخرج احمد عن ابن عباسؓ انه قال رایت النبیﷺ فی ما یری النائم ذات یوم بنصف النهار اشعث اغبر بیده قارورة فیها دم فقلت بابی انت و امی ما هذا قالﷺ هذا دم الحسین و اصحابه لم ازل القتطه منذالیوم.**

ابن عباسؓ نے پیغمبر خداﷺ کو ایک دوپہر خواب میں دیکھا بال پریشان غبار آلود۔ آپﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک شیشہ ہے اس میں خون ہے۔ ابن عباسؓ نے خواب میں عرض کیا میرے ماں باپ آپﷺ پر قربان یہ کیا حال ہے اور آپﷺ کے ہاتھ میں کیا ہے؟

جواب ملا یہ حسینؓ اور اس کے ساتھ شہید ہونے والوں کا خون ہے جو میں شروع دن سے جمع کر رہا ہوں۔

برادران گرامی یہ خواب نقل کر کے حضرت شاہ اسماعیلؒ شہید فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امام حسینؓ کے شہید ہونے سے حضرت پیغمبر خداﷺ کی روح مبارک کو کمال تشویش ہوئی اور گھبرا گئے اور یہاں جو حضرت امام پر رنج اور تکلیف ہوئی اسکا حال دریافت کر کے عالم ارواح میں حضرتﷺ کو

رنج ہوا اور مغموم ہوئے تو مسلمان کو چاہئے کہ جب امامؓ کا حال سنے تو افسوس کرے اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھے اور جانے کہ ابن زیاد، عمرو بن سعد، شمر اور خولی وغیرہ مردودوں نے باجازت یزید پلید کے حضرت امام کو رنج پہنچایا، نہایت بری حرکت کی۔

(تذکیر الاخوان بقیہ تقویۃ الایمان ص ۱۵۹)

اسی لیے تو حضرت ابراھیم نخعیؒ فرمایا کرتے تھے کہ اگر میں قاتلانِ حسینؓ میں شامل ہوتا اور میری مغفرت بھی ہوجاتی اور مجھے جنت میں داخلہ بھی مل جاتا جب بھی میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے نہ آتا مجھے حیا آتا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے روبرو ہوں۔

اے کربلا کی خاک اس احسان کو نہ بھول
تڑپی ہے تجھ پہ لاش جگر گوشۂ بتول

اسلام کے لہو سے تیری پیاس بجھ گئی
سیراب کر گیا تجھے خونِ رگ رسول

کرتی رہے گی پیش شہادت حسینؓ کی
آزادی حیات کا یہ سرمدی اصول

چڑھ جائے کٹ کے سر ترا نیزے کی نوک پر
لیکن یزیدیوں کی اطاعت نہ کر قبول

تھی داستان دراز بھی اور دلگداز بھی
لیکن کہاں سے دل کہ دیا جائے اس کو طول

مولانا ظفر علی خانؒ



## ایک لطیفہ

ہمارے علاقہ کے عظیم عالم دین مولانا محمد نواب الحسنؒ سنایا کرتے تھے کہ علوم دینیہ سے فراغت کے بعد میں میر پور آزاد کشمیر فرائض منصبی ادا کر رہا تھا کہ جنڈ کے کچھ پراچگان تبلیغی جماعت کے ساتھ وہاں گئے متاثر ہوئے تعلق استوار ہوگیا۔ وہ مجھے مجبور کرکے پراچہ مسجد جنڈ بطور خطیب لے آئے۔ یہاں جب میرے قدم جمنے لگے تو لانے والوں میں سے کچھ حضرات سے تعلقات خراب ہو گئے اور انہوں نے مجھے پراچہ مسجد سے نکالنے کی سعی لاحاصل شروع کر دی جب ان کے تمام حربے ناکام ہو گئے تو انہوں نے علاقہ کی ایک دینی وسیاسی تنظیم سے معاملات طے کئے کہ ہم پراچہ مسجد اسٹام پیپرز پر آپ کی تنظیم کے حوالے کرتے ہیں آپ نواب الحسن کو نکالنے میں ہماری مدد کریں۔

مذکورہ تنظیم کے لوگ ترتیب بنانے میں مصروف ہوگئے۔ اسی حوالے سے مذکورہ تنظیم کے ایک اجلاس میں تنظیم کے ایک دانشور قسم کے ذمہ دار نے فرمایا۔ ہم میں سے کوئی آدمی مولانا نواب الحسن صاحب کی بے توقیری نہیں چاہتا۔ ہم مؤدبانہ انداز میں ان کو مسجد سے فارغ کریں گے اور بوقت روانگی مٹھائی کا ڈبہ اور کپڑوں کا ایک جوڑا بھی پیش کریں گے۔

کتنا سخی ہے میرے شہر کا حاکم
چھین کر آنکھیں چراغ بانٹتا پھرتا ہے

مسجد مدرسہ چھین لیں گے مٹھائی کا ڈبہ اور کپڑوں کا جوڑا دیں گے۔ بعینہ یزید نے بھی اہل بیت کے قافلے سے حسینؓ کو چھین لیا۔ کپڑوں کا ایک ایک جوڑا دے دیا۔

بے حیا باش ہر چہ خواہی کن

آپ کے سوال کے جواب کو حکیم الامۃ علامہ اقبالؒ کے کلام پہ ختم کرتے ہیں۔

نظر اللہ پہ رکھتا ہے مسلمان غیور
موت کیا شے ہے فقط عالم معنیٰ کا سفر

ان شہیدوں کی دیت اہل کلیسا سے نہ مانگ
قدر و قیمت میں ہے خون جن کا حرم سے بڑھ کر

آہ اے مرد مسلماں تجھے کیا یاد نہیں
حرف لا تدع مع اللہ الٰھاً آخر

اقبالؒ

دیتی نہ ایک بال بھی جنت سے تول کر
پوچھو دل بتولؓ سے قیمت حسینؓ کے

..............................☆☆☆☆..............................



﴿سوال﴾

مرے ایک عزیز کا یہ کہنا کہاں تک درست ہے کہ ہم یزید اور حسینؓ دونوں سے محبت کرتے ہیں اور کریں گے کیونکہ ہر دو صحابی زادے اور آپس میں بھائی بھائی تھے (حافظ حبیب الرحمٰنؒ۔ پنڈی سرہال)

﴿الجواب﴾

یہ مغالطہ بڑے بڑے حضرات کو لگا ہے ہماری گذارش یہ ہے کہ یزید کی طرح مختار ثقفی بھی صحابی زادہ تھا اس کو بھی شامل کر لیں لسان المیزان میں حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں۔

**المختار بن ابی عبیدالثقفی الکذاب لا ینبغی أن یروی عنه شیاً لانه ضالُ و مُضل کان زعم ان جبریلً ینزل علیه وهو شر من الحجاج او مثلهٔ ووالدهٔ ابو عبیدهؓ من خیار الصحابه**

(لسان المیزان ج۶ ص۷)

ترجمہ: مختار بن ابی عبید ثقفی کذاب اس لائق نہیں کہ اس سے کوئی روایت نقل کی جائے وہ گمراہ کرنے والا تھا۔ اس کا دعویٰ تھا کہ جبریلؑ اس کے پاس آتے ہیں وہ حجاج سے زیادہ شریر یا بالکل اس جیسا تھا۔ اس کا باپ اونچے مرتبے والے صحابہؓ میں سے تھا۔

قوت المغتذی حاشیۂ ترمذی میں ہے۔

**المختار بن ابی عبیده بن مسعود الثقفی کان ابوهٔ من اجلّة الصحابة ولد المختار عام الحجرة الیس لهٔ صحبة ولا روية کانَ مشهوراً بالسضل والعلم الی ان فارقَ عندالله بن زبیرؓ وطلب الامارة ورغبَ فی الدنیا کان یبطن من الفساد فی الرای والعقیده والهویٰ**

ترجمہ: مختار بن ابو عبیدہ ثقفی کا باپ ابو عبیدؓ بن مسعود ثقفی اجلّہ صحابہ میں سے ایک تھے۔ مختار ہجرت

والے سال پیدا ہوا لیکن نہ اُسے نبی پاک ﷺ کی صحبت نصیب ہوئی نہ دیدار عبداللہؓ بن زبیرؓ سے الگ ہونے تک علم وفضل میں مشہور تھا۔ پھر جب اس نے عبداللہ بن زبیرؓ سے بغاوت کردی اور طلب امارت کے لیے دنیا میں غرق ہوگیا تو اس کے اندر جو خبث چھپا تھا وہ ظاہر ہوگیا اس کے خیالات عقیدہ اور خواہش نفس فساد کے منبع بن گئے۔

(قوت المغتذی حاشیہ ترمذی ج ۲ ص ۴۵)

مختار ثقفی، یزید اور سیدنا حسینؓ سے ذرا اوپر چلیں قابیل اور ہابیل بھی آپس میں بھائی بھائی تھے۔ سیدنا یوسفؑ اور برادرانِ یوسفؑ بھی بھائی بھائی تھے۔ بقول مولانا الطاف حسین حالیؔ

آرہی ہے چاہِ یوسف سے صدا
دوست یاں کم ہیں اور بھائی بہت

فرمان باری تعالیٰ ہے دیکھئے سورہ مائدہ آیت کریمہ ۱۰۰

**قُل لا یستوی الخبیثُ والطیّبُ ولو اعجبکَ کثرَۃُ الخبیث.**

تو کہہ دے کہ برابر نہیں ناپاک اور پاک اگرچہ تجھ بھلی لگے ناپاک کی کثرت۔ ترجمہ شیخ الہندؒ

**اَفَنَجعَلُ المُسلمینَ کَالمُجرمین ۰ مالکمُ کیف تحکمون**

کیا ہم کردیں گے حکم برداروں کو برابر گناہ گار کے کیا ہوگیا تم کو۔ کیسی ٹھہراتے ہو بات۔

حضرت شیخ الہندؒ



بقول شاعر

ایک ہی بھاؤ میں اٹھنے لگیں ہیرے کنکر
میرے شہر کے عادل یہ مساوات نہ کر

؎ کچ ون منکا تے لعل وی منکا ہکا رنگ دوہاں دا
جے کر چڑھے صراف دی منڈی فرق سوکوہاں دا

☆☆☆☆

**﴿سوال﴾**

حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کی کتاب شہید کربلا و یزید کی تردید میں یہ کتاب مولانا حبیب الرحمٰن اعظمیؒ کی شائع ہوئی ہے۔ بعنوان تبصرہ بر شہید کربلا و یزید اسے ملاحظہ فرمائیں۔ سوال یہ ہے کہ اس تبصرے پر آپ کا کیا تبصرہ ہے؟ (مولانا عبدالمتین)

**﴿الجواب﴾**

اعظمی صاحب کی کتاب کی حقیقت سمجھنے کے لیے بطور مشتے نمونہ از خروارے آپ دو باتیں ذہن میں رکھیں۔ ص۲۴ پر آں موصوف رقم طراز ہیں۔

دنیا میں ایک حافظ ابن حجرؒ ہی حدیث کے شارح اور اس فن کے متبحر عالم نہیں گزرے ہیں بلکہ اور حضرات کو بھی یہ سعادت نصیب ہوئی ہے بالخصوص ہمارے اور آپ کے علمی مورث اعلیٰ اور واقعی حکیم الاسلام شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جو علم دقائق و اسرار کتاب وسنت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ آپ نے ذرا زحمت کر کے یہ کیوں نہیں معلوم کیا کہ وہ کیا فرماتے ہیں۔

(تبصرہ بر شہید کربلا و یزید ص۲۴) ۱

اعظمی صاحب نے یہاں حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کے ساتھ حافظ ابن حجرؒ کو بھی نشانے پہ لیا ہے اور بڑے جلال بھرے انداز میں فرما رہے ہیں کہ دنیا میں ایک حافظ ابن حجرؒ ہی حدیث کے شارح نہیں گزرے۔ ہماری گزارش یہ ہے کہ اگر کسی محدث ومفسر کی علمی تعبیر وتشریح کو مرضی کے مطابق نہ پا کر ٹھکرا دینے کا یہ اصول اور ضابطہ جو مولانا اعظمی صاحب قائم فرما رہے ہیں۔ مستقل اپنا لیا جائے تو پھر تو پورا اسلامی تفسیری، تاریخی، لٹریچر دریا برد ہو جائے گا۔

جس بھی محقق کی تحقیق جس بھی محدث کی تشریح اور جس بھی مفسر کی تفسیر کا حوالہ آئے گا فریق ثانی کے پاس جناب عالی کا قائم کردہ اصول اور ضابطہ موجود ہوگا اور وہ بڑی بے نیازی اور ڈھٹائی سے کہہ دے گا کہ دنیا میں ایک یہی تو محدث مؤرخ ومفسر نہیں گزرے۔ فلاں کی رائے یوں ہے اور فلاں کی یوں



ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپتے ہیں مرغ قبلہ نما آشیانے میں

یزید کی محبت میں یہاں تک چلے جانا بہت خطرناک ہے بقول حسن ظہیر راجہ

پہلے تو کشتیوں پہ کیا اس نے ہاتھ صاف
دریا پھر اس کے ساتھ کنارے بھی لے گیا

برادرانِ گرامی!

یہ خدا کا شکر ہے کہ مولانا اعظمی صاحب نے حکیم الامۃ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کو اپنا اور حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کا مورث اعلیٰ تسلیم کیا ہے۔ للہ الحمد کے کچھ تو قدرے مشترک ہے۔ ہماری طالب علمانہ رائے اور تبصرہ یہ ہے کہ یزید کے معاملے میں شیخ المشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ہی کی مان لیتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ صاحب کا حوالہ سننے سے پہلے ذرا ایمان کی تازگی اور حصول برکت ونزولِ رحمت کے لیے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور ان کی اولاد کے متعلق نواب صدیق حسن خانؒ کے الفاظ دیکھیں۔

**ھر یکے از ایشاں بے نظیرے وقت و فریدِ دھر ووحید عصر در علم و عمل و عقل و ورع و تقویٰ و دیانت و امانت و مراتبِ ولایت بود۔ وھمچنیں اولادِ اولاد، این سلسلہ از طلائے ناب است**

(اتحاف النبلاء ص۴۳۰)

مزید دیکھئے حضرت شاہ عبدالعزیزؒ صاحب نے فرمایا میں نے اپنے والد ماجد جیسا قوی الحفظ نہیں دیکھا۔ سننے کا انکار تو نہیں کر سکتا لیکن مشاہدہ میں نہیں آیا۔ علوم وکمالات کے ماسوٰی ضبط اوقات میں

بھی اپنی مثال نہیں رکھتے تھے اشراق کے بعد جونشست رکھتے تو دوپہر تک نہ زانو بدلتے نہ کھجاتے نہ تھوکتے ہرفن میں ایک ایک آدمی کو تیار کر دیا تھا۔اس فن کے طالب کو اسی کے سپرد فرما دیتے اور خود بیان حقائق ومعارف اور انکی تدوین وتحریر میں مصروف رہتے۔حدیث کا مطالعہ اور درس فرماتے تھے جس چیز کا کشف ہوتا تھا اس کو لکھ لیتے بیمار بہت کم ہوتے تھے۔جد بزرگوار اور عم محترم لوگوں کا علاج کرتے تھے۔والد صاحبؒ نے اس شغل کو موقوف کیا البتہ طب کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے طبیعت میں بچپن سے لطافت ونظافت تھی۔اشعار صوفیانہ کم پڑھتے۔کبھی کبھی ضرور کوئی شعر پڑھتے۔

(تاریخ دعوت وعزیمت حصہ پنجم از مولانا سید ابوالحسن علیؒ ندوی)

## رائے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ

کتب احادیث میں حضرت حذیفہؓ کی مشہور روایت جسمیں انہوں نے نبی کریم ﷺ سے خیر اور شر کے متعلق دریافت کیا پر بحث کرتے ہوئے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں۔

**اَقُولُ الفتنة التی تلکون العصمة فیها السیف ارتدادالعرب فی أیا م ا بوبکر واما امارة علیٰ اقذاء فالمشاجرات التی وقعت فی أیام عثما ن و علیؓ وهد ته علی دَخَن الصلح الذی وقع بینَ معاویةؓ والحسنؓ بن علیؓ ودعاةُ الضلال یزید بالشام و مختار بالعراق و نحوذالک حتی استقرالامر علی عبدالمالک**

### مفہوم عبارت

وہ فتنہ جسمیں بچاؤ تلوار ہوگی وہ ابوبکرؓ کے زمانے میں عربوں کا ارتداد ہے اور ناخوشی کی حکومت وہ باہمی نزاع ہے جو حضرت عثمانؓ اور علیؓ کے ایام میں ہوا اور کدروت کے ساتھ مصالحت اور وہ صلح ہے جو معاویہؓ اور حسن بن علیؓ کے مابین ہوئی اور گمراہی کے داعی شام میں یزید اور عراق میں مختار اور ان جیسے تھے یہاں تک کہ معاملہ عبدالملک پر ٹھہر گیا۔

(حجۃ اللہا لبلاغہ ج۲ ص۶۳۵)



اسی طرح حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے اسی کتاب میں ایک جگہ فضل وبعضِ القرون علیٰ بعضٍ پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے۔

**ومن القرونِ الفاضلة اتفاقاً من هو منافق او فاسق و منها الحجاج و یزید بن معاویه و مختار و غِلـمةمن قریش الذین یهلکون الناسَ وغیرَهُم ممن بیَّنَ النبیﷺ سوءَ حالهم**

(حجۃ اللہ البلاغہ ج۲ ص۶۵۰)

برادرانِ گرامی ایک دفعہ پھر مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی کے وہ الفاظ پڑھیں جن میں آں جناب نے حضرت قاری محمد طیب صاحبؒ کو طعنہ دیا ہے کہ قاری صاحبؒ کا مطالعہ حافظ ابن حجرؒ کی تحقیقات و تشریحات تک محدود ہے اور انہوں نے مورث اعلیٰ واقعی حکیم الاسلام شیخ الامشائخ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جو علم دقائق واسرار کتاب وسنت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔ان کی کتابیں دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔اب آپ کے سامنے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی دو عبارتیں ہیں جن میں وہ فرماتے ہیں کہ دعاۃ الضلال کا مصداق بھی یزید ہے اور منافق وفاسق کے زمرے میں بھی یزید دیگر منافقین وفساق کے ساتھ کھڑا ہوا ہے۔حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی تحقیق کے بعد فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔

**لیهلکَ من هلکَ عن بینّةٍ ویحیٰی مَن حی عن بینّة.** انفال آیت ۴۲

ترجمہ: تاکہ مرے جس کو مرنا ہے قیام حجت کے بعد اور جیوے جس کو جینا ہے قیام حجت کے بعد

(حضرت شیخ الہندؒ)

## تعارف کتاب حجۃ البالغہ

حضرت مولانا سیر ابوالحسن علی ندوی رقم طراز ہیں۔۔

شاہ صاحبؒ کی سب سے معرکۃ الآراء کتاب اور علمی کارنامہ حجۃ البالغہ ہے جس میں دین ونظام شریعت

کا ایک ایسا مرطوب جامع اور مدلل نقشہ پیش کیا گیا ہے جس میں ایمانیات، عبادات، معاملات، اخلاق، علم الاجتماع وتمدن، سیاست واحسان کو ایک ایسے ربط وتعلق اور صحیح تناسب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہار کے موتی اور ایک زنجیر کی کڑیاں معلوم ہوتی ہیں اور ان میں اصول وفروغ مقاصد ووسائل و دائمی وموَقت کا فرق نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے پاتا جوان بہت سی تصنیفات وتحقیقات کی قدیم کمزوری ہے جو کسی غلو یا ناانصافی کے ردعمل یا کسی جذبہ یا جوش کے ماتحت لکھی گئی ہیں اس ربط وتناسب کی وجہ (شاہ صاحبؒ کی فطری سلامت وطبع واعتدال کے علاوہ) ان کا علم حدیث کا گہرا اور وسیع مطالعہ اور وہ مخصوص مزاج ہے جو حدیث اور سیرت کے اشتغال یا مزاجِ نبوی ﷺ سے مناسبت رکھنے والے کسی عالم ربانی کی صحبت وتربیت میں پیدا ہوتا ہے۔

اسلام کی یہ مربوط وجامع ترجمانی جو حجۃ اللہ کے صفحات میں دیکھنے میں آتی ہے بہت کم دینی تصنیفات میں نظر آئے گی۔ اس طرح حجۃ اللۃ البالغہ اس دور عقلیت کے لیے ایک نیا علم کلام بن گیا ہے جس میں ایک حق پسند وسلیم الطبع انسان کے لیے (جس کو علمی استعداد اور دقت نظر کا بھی کچھ حصہ ملا ہو) تشفی کا وافر سامان ہے۔ ہمارے علم میں کسی مذہب کی تائید اور اس کی حکیمانہ توجیہہ وتشریح میں (ان زبانوں میں جن سے ہم واقف ہیں) اس پایہ کی کتاب نہیں لکھی گئی۔

(تاریخ دعوت وعزیمت جلد۵ ص۲۱۶)

**تاقیامت در کفِ خاکے کہ نقشِ پائے اوست**
**دل ثبد آئینہ بالد گل دمد جاں بشگفد**
عبدالقادر بیدلؒ

حضرت ندویؒ نے حجۃ اللہ البالغہ کے تعارف میں جو الہامی الفاظ لکھے ہیں بار بار پڑھیئے۔ حجۃ اللہ البالغہ کی یہ شان کیوں نہ ہوتی حضرت شاہ صاحبؒ فرماتے ہیں

**ثم رأیتُ الامامین الحسن والحسین فی منام وانا یومئذِ بمکۃ کَانَّھُمَا اَعطیانی قلمًا**



**وقالا ھذا قلم جدنا رسول اللہ ﷺ**

(حجۃ اللہ البالغہ جلد اول ص۴۰)

حسنؓ وحسینؓ کے مبارک ہاتھوں کو چوم کر رسول اللہ ﷺ سے نسبت کا حامل قلم جب حضرت شاہ ولی اللہ جیسی مقدس ہستی کے ہاتھوں میں آیا تو اس سے ایسا شاہکار ہی نمودار ہونا چاہیئے تھا۔ حضرت شاہ ولی اللہ کی ذات سبحان اللہ حضرت کا مبارک قلم اور تحقیقات ماشاء اللہ

**ما تماشہ کناں کوتاہ دستِ**
**تو درختِ بلند و بالائی**

راقم الحروف اس موقع پر اہل علم ساتھیوں سے عرض کرتا ہے کہ آپ محمود عباسی، حبیب الرحمٰن کاندھیالوی، عظیم الدین صدیقی، محمد دین بٹ، حکیم فیض عالم جیسے نواصب کی کتابوں کے چربے اپنے اپنے ناموں سے شائع کرنے والے محبانِ یزید کی اوقات بھی دیکھیں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کا مرتبہ ومقام اور حوالہ بھی دیکھیں۔ انشاء اللہ شفائے کاملہ نصیب ہوگی۔

جب سلسلۂ توحید کے دلائل، شرک کی اقسام اور انکی تردید مطلوب ہوتو ہم سامنے دھرے میز پر مکے مار مار کہیں ذرا اُٹھاؤ شاہ ولی اللہؒ کی مایہ ناز تصنیف حجۃ اللہ البالغہ اور جب یزید وحسینؓ کا مقابلہ ہوتو ہم حجۃ اللہ البالغہ کو چھوڑ کر محمود عباسی اور فیض عالم کی بدبودار، ناصبیت وخارجیت کی شاہکار کتابیں بغل میں داب لیں۔ بقول شاعر

اس کا کیا کہنا ہے واعظ کے ٹھکانے ہیں بہت
یہ کسی مسجد میں جا بیٹھے گا میخانے کے بعد

یہ طریقہ اہلِ علم وتقویٰ کو توزیب نہیں دیتا۔

**بقول دشمن پیمانِ دوست شکستی**
**ببیں ازکہ بریدی و با کہ پیوستی**

بقول احمد فرحاد

یہ جنگ فیصلہ کن موڑ پہ ہے اُس سے کہو
ہوا کی صف میں چلا جائے یا چراغ بنے

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہوجا
یا سرا سر موم ہوجا یا بالکل سنگ ہوجا

مذبذبین بینَ ذالِکَ لا الیٰ ھولاء ولاالیٰ ھولاء مسلمانوں کا شیوہ نہیں مسلمانوں کا شیوہ تو وَتَّبع سَبِیلَ مَن انابَ اِلَی (لقمان ۱۵) ہے۔

**ھزار خویش کہ بیگانہ از خدا باشد**
**فدائے یك تن بیگانہ کہ آشنا باشد**

سعدیؒ

..............................☆☆☆☆..............................



﴿سوال﴾

آپ کی ترغیب کے نتیجے میں بندہ نے شیخ القرآن مولانا طاہر پنج پیری کی تصنیف نیل السائرین منگوائی۔ ماشاءاللہ بے مثال علمی کاوش ہے۔مگر صفحہ 463 پر امام غزالیؒ کے حوالے سے یزید کو بڑے وثوق سے قتل حسینؓ سے بری الذمہ ٹھہرایا گیا ہے امام غزالیؒ کی کتاب احیاءعلوم الدین کس پائے کی کتاب ہے جس کے حوالے سے اتنا بڑا دعویٰ اتنے وثوق سے کیا گیا ہے؟ (قاری رحمت دین)

﴿الجواب﴾

امام غزالیؒ کے حوالے سے یہ بات حضرت پنج پیریؒ نے تو نہیں لکھی یہ نیل السائرین پر تحقیق وتعلیق کرنے والے حاشیہ نگار نے لکھی ہے۔حاشیہ نگار نے تحقیق وتغلیط کے نام سے جسطرح مصنف کتاب کی کاوش کی تردید وتغلیط کی ہے وہ قابل افسوس بھی ہے اور قابل احتجاج بھی۔نیل السائرین پر موجود اس تحقیق و تعلیق کو دیکھ کر وہ بات سمجھ آتی ہے جو ۱۲ اکتوبر ۱۹۸۹ بروز پیر جامعہ اسلامیہ تعلیم القرآن سیدو شریف سوات میں اشاعت التوحید والسنہ کی مرکزی مجلس شوریٰ کے اجلاس سے صدارتی خطبہ مرشدنا و مرشد الموحدین خطیب اسلام حضرت سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے فرمائی تھی۔شاہ صاحب کے الفاظ تھے

جماعت کی بنیاد حضرت مولانا حسین علیؒ کے مسلک پر ہے۔حضرتؒ نے بیت اللہ شریف میں خواب دیکھا کہ مختصر سی قرآن پاک کی تفسیر لکھی ہے پھر انہوں نے تفسیر بے نظیر لکھی اور اپنی زندگی میں دو دفعہ چھپوا کر خود علماء اور تلامذہ میں تقسیم کی۔مولانا حسین علیؒ نے تفسیر چھوانے کا کام کسی مولوی کے سپرد محض اس لیے نہ کیا کہ کہیں کوئی ادخال نہ کردے۔

(نغمۂ توحید گجرات نومبر ۱۹۸۹ص ۵۳)

حضرت پیر بخاریؒ کے اس ارشاد گرامی کو سامنے رکھ کر ذرا غور فرمائیں مصنف یعنی حضرت شیخ القرآن پنج پیریؒ شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ کی قابل قدر تصانیف کا تعارف کروا رہے ہیں اور بتلا رہے ہیں کہ

انہوں نے لعنت بر یزید کے جواز میں ایک رسالہ تحریر فرمایا ہے اب تحقیق وتعلیق کا تقاضہ یہ تھا کہ اس موضوع پر حضرت شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ کے جو دلائل تھے ان کو مختصراً سہل کر کے لکھا جاتا اور قارئین کو بتایا جاتا کہ ان دلائل کی وجہ سے شیخ سمنانیؒ نے رسالہ لکھا مگر حاشیہ نگار نے تو بالکل برعکس سماں باندھا ہے اگر یہ تعلیق ہے تو تغلیط کسے کہتے ہیں؟ حاشیہ نگار سے ہماری گزارش ہے کہ

**رمز آشنائے معنیٰ ہر خیرہ سر بنا شد**
**طبع سلیم فضل است ارث پدر بنا شد**

عبدالقادر بیدل

**چوں بشنوی سخن اھل دل مگو که خطا است**
**سخن شناس نۂ دلبرا خطا ایں جا است**

آپ کا سوال تھا احیاء علوم الدین کس پائے کی کتاب ہے

الف: شیخ الحدیث والتفسیر مفتی سید محمد حسین شاہ نیلویؒ لکھتے ہیں امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم میں ہے۔

**مَن یستمدُّ بہٖ فی حیاۃِ یستمدُّ بہٖ وفاتہ** دینوی زندگی میں جس سے مدد مانگی جاتی ہو اُس کی وفات کے بعد بھی اس سے مدد مانگی جا سکتی ہے حالانکہ یہ بات صریح غلط ہے مشہور محدّث ونقاد امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال میں تحریر فرمایا ہے کہ احیاء العلوم میں موضوع احادیث بکثرت پائی جاتی ہیں۔ اس لئے امام غزالی کی یہ کتاب غیر معتبر ہے۔

(رسائل نیلوی ج ۳ ص ۵۴۰)

ب: شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ فرماتے ہیں کہ

میں کہتا ہوں امام غزالی پر اللہ رحم فرمائے یہ اس کی کم جدوجہد کا نتیجہ تھا کہ اُس نے قرآن وسنت کو ہاتھ نہیں ڈالا تھا۔ آخری عمر میں اس نے بخاری شریف پڑھی تھی مؤرخین ذکر کرتے ہیں **مات الغزالی و**



**البخاری علیٰ صدرہ** امام غزالی جب فوت ہو رہے تھے تو بخاری شریف اس کی سینے پر رکھی ہوئی تھی آخری عمر میں اس نے حدیث سیکھنا شروع کیا تھا۔

(التوحید والسنہ پنج پیر دسمبر ۲۰۱۴)

## ج: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ کی رائے گرامی

امام عمر بن محمد اشبیلی اشعری نے اپنی کتاب لحن العوام میں فرمایا ہے کہ امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم کے بعض مواضع ایسے ہیں کہ جو شخص تمام علوم میں ماہر اور ذوقِ سلیم نہ رکھتا ہو اس کے لیے ان کا مطالعہ سخت مضر ہے۔

(کشکول ص ۱۶۱)

نیل السائرین پر تعلیق کے عنوان سے حاشیہ لکھنے والے صاحب اپنی دیگر تصانیف میں صحیح بخاری اور ترمذی کی روایات کے پرخچے اڑا دیتے ہیں مگر حیرت ہے یزید کی حمایت اور دفاع میں امام غزالیؒ اور احیاء العلوم کو حرف آخر بناتے ہیں۔ یزید کے بارے امام احمد بن حنبلؒ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، شیخ اشرف جہانگیر سمنانیؒ، حضرت قاضی ثناء اللہؒ عثمانی پانی پتی، حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، حضرت قاضی شمس الدینؒ کی آراء آپ کے سامنے ہیں دوسری طرف امام غزالی اور احیاء العلوم کی عبارتیں، فیصلہ آپ خود کریں۔ بقول مرشد رومیؒ

**یك سبد پرنان تُرا بَر فرقِ سر**
**تو همی جوئی لبِ نان در به در**

یزید کے دفاع میں احیاء العلوم کی عبارت پیش کرنے والے نیل السائرین کے حاشیہ نگار نے اپنی ایک اور تصنیف میں خطیب بغدادیؒ اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی پر بڑی سخت تنقید فرمائی ہے۔ رقم طراز ہیں

خطیب بغدادی نے نقل کیا ہے

**اَعْرَفُ قَبْرَ مَعْروف الکرنی منذُ سَبعِینَ سَنَۃًما قَصَدہ' مھمُومُ الَّا فرّج اللہُ ھمّہٗ**

اس کا ترجمہ مولانا محمد تقی عثمانی نے ان الفاظ میں کیا ہے ابو عبداللہ بن محاملی فرماتے ہیں میں معروف کرنی

کی قبر کے بارے میں ستر سال سے جانتا ہیں جوکوئی غم زدہ وہاں پہنچ کر اللہ سے دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

(جہان دیدہ ص ۱۲۷، تحقیقی جائزہ ص ۱۳۰)

حاشیہ نگار نے یہاں خطیب بغدادیؒ اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کو حضرت علامہ اقبالؒ کے کچھ اشعار کا مصداق ٹھہرایا ہے ہماری گذارش یہ ہے کہ کیا احیاء العلوم جیسی غیر معتبر کتاب کے حوالے دے کر یزید کا دفاع کرنے والوں پر علامہ اقبالؒ کے یہ اشعار صادق آتے ہیں یا نہیں آتے تو کیوں اور آتے ہیں تو سنیئے

**مے شود هر مو درازے خرقه پوش**
**آه ازیں سودا گرانِ دین فروش**
**با مریداں روزوشب اندر سفر**
**از ضرورت هائے ملت بے خبر**
**واعظاں هم صوفیاں منصب پرست**
**اعتبار ملّت بیضا شکست**
**واعظ ما چشم با بت خانه دوخت**
**مفتئ دینِ مبیں فتویٰ فروخت**

افسوس ہر لمبے بالوں والا شخص خرقہ پہن کر دین فروشی کا کاروبار کرتا ہے۔شب و روز مریدوں کیساتھ پا بہ رکاب رہتا ہے اور قوم وملت کی ضروریات سے بے خبر رہتا ہے۔صوفیاء اور واعظین دین سب مطلب پرست ہیں اور ملّت بیضاء کے اعتبار کو پارہ پارہ کئے ہوئے ہیں۔ واعظ نے اپنی نظر بت خانہ پر جمائی ہوئی ہے اور دین مبین کا مفتی فتویٰ فروش ہے۔

اگر خطیب بغدادی کی عبارت کا ترجمہ کرنے والا دین فروش اور فتویٰ فروش تک کے القابات کا حقدار ٹھہرتا ہے تو احیاء العلوم جس میں موضوع احادیث کی بھر مار ہے کہ حوالے دینے والا کیا ٹھہرتا ہے۔



واعظ بھی اسی بت کو خدا مان رہا ہے
اس شہر میں اب کون مسلمان رہا ہے؟

بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سنے
ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سنے

اور ہاں علامہ اقبالؒ کے اشعار خطیب بغدادی اور مولانا محمد تقی عثمانی پر چسپاں کرنے والا حاشیہ نگار علامہ محمد اقبالؒ ہی کے اشعار میں یزید کا تعارف بھی دیکھ لیں اور سیدنا امام حسینؓ کا مقام بھی پہچان لیں۔

**آن امام عاشقاں پورِ بتولؓ**
**سرو آزادے زبُستانِ رسولﷺ**

**الله الله بائے بسم الله پدر**
**معنئ ذبیح عظیم آپد پسر**

**بهراں شهزادهٔ خیر الملل**
**دوشِ ختم المرسلین نعم الجمل**

**سرخ رو عشقِ غیور از خونِ او**
**شوخئ ایں مصرعه ازز مضمونِ او**

**درمیانِ امت آں کیواں جناب**
**همچو حرفِ قل هوالله در کتاب**

**موسیٰؑ و فرعون و شبیرؓ و یزید**
**ایں دو قوت ای از حیات آمد پدید**

**زنده حق از قوت شبیری است**
**باطل آخر داغ حسرت میری است**

**ما سویٰ الله را مسلماں بنده نیست**
**پیشِ فرعونِ سرش افگنده نیست**

**خونِ او تفسیرِ ایں اسرار کرد**
**ملت خوابیده را بیدار کردا**

**تیغ لا چوں از میاں بیروں کشید**
**از رگِ اربابِ باطل خوں کشید**

**نقشِ الاالله بر صحرا نوشت**
**سطرِ عنوانِ نجات ما نوشت**

**رمزِ قرآں از حسینؓ آموختیم**
**ز آتشِ او شعله ها اندوختیم**

مولانا محمد تقی عثمانی زہدمجدہ، کومخاطب کر کے علامہ اقبالؒ کے اشعار پیش کرنے کا مقصد یقیناً یہی تھا کہ وہ اپنی غلطی کا احساس کریں اور اپنی بات اور مؤقف سے رجوع کریں۔

جنابِ عالی سے بھی گزارش ہے کہ علامہ اقبالؒ کے مذکورہ سبق آموز ایمان افروز اشعار بغور پڑھیں اور دفاع یزید والے مؤقف سے توبہ ورجوع کر کے نواسۂ رسول سیدنا امام حسینؓ کی فضیلت کو موضوعِ سخن بنائیں اس میں دونوں جہانوں کا فائدہ ہے مولانا تقی عثمانی کا ویکارڈ اس حوالے سے شاندار ہے
دیکھئے کتاب مفتی صداقت علی، ص ۱۳۰

جہاں تک امام غزالی کی عبارت ہے حاشیہ نگار سے صرف یزید کی حد تک حسبِ ضرورت عبارت پیش کی ہے اور **یاایُّھاالذ ینَ آمنو لا تقرَبُو الصلوہ** تک پڑھا ہے۔ **وانتُم سکاریٰ** چھوڑ دیا ہے۔ ہم آپ کے سامنے امام غزالیؒ کی پوری عبارت رکھتے ہیں بات سمجھنے میں آسانی رہے گی۔

**فقد قال حجة الاسلام سی حیاء فان قیل هل یزو لن یزید لکونہٖ قاتل الحسین او اٰمرً بہٖ قلنا هذا ممالم یثبت اصلاً فلا یجوزان یقال انَّہ' قتله او اَمَرَبہٖ فَضلاً عن لغبه ولّانه لا یجوز نسبته مسلم الی کبیرة من غیر تحقیق بل لا یجوز ان یقال انّ ابن**



**ملجم قتلِ علیًّا ولا ابو لؤلؤ قتل عمرؓ فان ذالک لم یثبت فتواتراً ولا یجوز ان یُرمیٰ مسلمٌ بفسق و کفر مِن ُتحقیق**

(شرح فقہ اکبر ص ۸۷)

دیکھا آپ نے امام غزالیؒ کی خیال کے مطابق جس طرح یزید کا قاتل حسینؓ نہیں اسی طرح یہ بھی جائز نہیں کہ ابن ملجم کو سیدنا علیؓ کا قاتل کہا یا سمجھا جائے۔

اسی طرح ابولؤلؤ مجوسی کو قاتلِ عمرؓ کہنا یا سمجھنا بھی جائز نہیں کیونکہ ان سب کا قاتل ہونا تواتر سے تو ثابت نہیں ہے الغرض جس عدالت سے یزید کو بری کروایا گیا تھا اس نے تو ابن ملجم اور ابولؤلؤ مجوسی کو بھی بری کر دیا ہے۔ کیا محبانِ یزید امام غزالی کے فتوے کی روشنی میں یزید کے ساتھ ابن ملجم اور ابولؤلؤ کا بھی دفاع کریں گے۔

وہ خود بتائیں کہ روشن ہے آفتاب کہاں
مجھے یہ ضد بھی نہیں کہ دن کو رات کہوں

غمِ جہاں ہو لبِ یار ہو کہ دستِ عدو
سلوک جس سے کیا ہم نے عاشقانہ کیا

☆☆☆☆

﴿سوال﴾

ہم چونکہ مسجد امیر حمزہؓ پنڈ سلطانی درسِ قرآن کی محافل کے مستقل سامع ہیں اس لیے یزید کے حامی ہم سے چھیڑ چھاڑ کرتے رہے ہیں۔اسی سلسلے میں ایک رسالہ ضیائے حدیث ہمیں دیا گیا جس میں حافظ بشیر صدیق کا مضمون ہے۔وہ لکھتے ہیں

یزید کے نیک اور صالح ہونے کی گواہی تو سیدین حسن وحسینؓ کے علاتی بھائی محمد بن حنیفہ نے بھی دی ہے۔عبداللہ بن مطیع اور اس کے کچھ ساتھی محمد بن حنیفہ کے پاس گئے اور کہا کہ آپ یزید کی بیعت اتار پھینکیں کیونکہ وہ شراب پیتا ہے اور نمازوں کی پرواہ نہیں کرتا۔محمد بن حنیفہ نے کہا کہ میں نے یزید میں کوئی ایسی بات نہیں دیکھی بلکہ وہ نماز کے پابند متبع سنت اور خیر کے متلاشی ہیں۔گویا ان لوگوں کو منہ کی کھانی پڑی اور خالی ہاتھ واپس لوٹنا پڑا۔ (رسالہ ضیائے حدیث لاہور ستمبر ۲۰۱۹ء)

یہ عبداللہ بن مطیع کون تھے؟ (ٹیلر ماسٹر عبدالوھاب)

﴿الجواب﴾

آپ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں کہ حامیانِ یزید صرف چھیڑ چھاڑ تک محدود ہیں ورنہ ان کی فطرت اور تاریخ تو چھیڑ چھاڑ نہیں بلکہ چیر پھاڑ ہے بات سمجھ نہ آئے تو واقعۂ کربلا اور واقعہ حرہ کی تفصیلات دیکھ لیں۔دو جھلکیاں دیکھیں۔حافظ ابنِ کثیرؒ لکھتے ہیں

**قال المدائن و اباح مسلم بن عقبه المدينة ثلاثة ايام يقتلون من وجدو من الناس ويـاخذون الاموال فارسلت سعدى بنت عوف المرّية الى مسلم بن عقبه تقول له انا بنتُ عمك فمر اصحابك الايتعرضو لا بلنا بمكان كذا و كذاء فقال لا صحابه لاتبدؤ و لابأُخزا بلها اولاً**

سعدی بنت عوف نامی عورت نے یزیدی کمانڈر مسلم بن عقبہ سے اپنی رشتہ داری یاد کروا کر درخواست کی کہ اپنے ساتھیوں سے کہو ہمارے اونٹ جو فلاں مقام پر ہیں نہ پکڑیں یزیدی سپہ سالار نے درخواست



سن کر اپنے لشکر والوں کو حکم دیا۔سب سے پہلے اس کے اونٹ پکڑنا۔

(البدایہ والنہایہ ج۸ص۳۱۱)

مزید دیکھیں

**وجاته امراة فقالت انا مولا تك و ابنى فى الاسبار ى فقال عحلوه' لها، فضُربت عنقه وقال اعطوها رأسه**

ایک عورت آئی اور اپنی رشتہ داری بتا کر درخواست کی کہ میرا بیٹا تیرے پاس قید ہے اللہ کے لیے اسے چھوڑ دے۔یزیدی سپہ سالار نے یزیدی لشکر کو کہا کہ جلدی کرو اس کا بیٹا اس کے حوالے کرو انہوں نے اس گردن ماری تو مسلم بن عقبہ نے بیٹے کا سر ماں کے حوالے کر دیا۔

(البدایہ ج۸ص۳۱۱)

**نیشِ عقرب نہ از پئے کین است**
**ولے مقتضائے طبیعتش این است**

جہاں تک سوال ہے عبداللہ بن مطیعؓ کون تھے یہ صغار صحابہؓ میں سے مولود بعہدِ نبی ﷺ ہیں نبی کریم ﷺ نے ان تحنیک بھی فرمائی تھی اور نام بھی رکھا تھا حافظ ابنِ کثیرؒ نے واقعہ حرہ کے ضمن میں لکھا ہے

**ان اهل المدينةلما خلعو يزيد بن معاويه وَوَلَّو علىٰ قريش عبدالله بن مطيع وعلى الانصار عبدالله بن حنظله بن ابى عامر**

(البدایہ والنہایہ، ج۸ص۳۰۷)

واقعہ حرہ کے دوران یہی عبداللہ بن مطیعؓ قریش کے امیر تھے ان کے سات بیٹے واقعہ حرا میں شہید ہوئے تھے جب کہ محمد بن حنیفہ عہد فاروقی کے اختتام سے دوسال پہلے پیدا ہوئے اس لحاظ سے ان کی پیدائش سنہ۲۱ کے آخر یا سنہ۲۲ کے شروع میں ہوئی۔

(سیر الصحابہ حصہ تابعین از شاہ معین الدین ندوی)

خلاصہ کلام یہ کہ عبداللہ بن مطیعؓ صحابی ہیں جبکہ محمد بن حنیفہؒ تابعی ہیں اور رسالہ ضیائے حدیث کا مضمون

نگار تسلیم کر رہا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مطیعؒ نے محمد بن حنفیہ سے کہا کہ یزید شراب پیتا ہے، نمازوں کی پرواہ نہیں کرتا محمد بن حنفیہؒ اُن کے سامنے اپنا مشاہدہ بیان کر رہے ہیں جو انکی معلومات کے برعکس ہے۔
محمد بن حنفیہؒ نے جو بیان کیا اور دیکھا وہ پہلے کی بات ہے عبداللہ بن مطیعؒ جو فرما رہے ہیں یہ بعد کی بات ہے۔ نیز اس بات پر توجہ فرمائیں صحابی کی جرح کے مقابل تابعی کی تعدیل کیا معنیٰ رکھتی ہے؟
جتنے حامیان یزید محمد بن حنفیہ کی اس گواہی کو مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں ہمارا اُن سے سوال آپ حضرات آج تک تو شان صحابہؓ، ناموسِ صحابہؓ اور دفاعِ صحابہؓ کے بزعم خویش ٹھیکیدار تھے آپ حضرات کے ساتھ وکیل صحابہ کا ٹائٹل چسپاں تھا مگر یہ کیا ہوا جب یزید کا معاملہ آیا تو آپ حضرات نے صحابیؓ کی بات کو پرِ کاہ جتنی بھی اہمیت نہیں دی اور تابعی کی گواہی کو صحابیؓ کی جرح پر فوقیت دینے لگے۔

تھا کچھ ابھی بیان ابھی کچھ بیان ہے
گویا تیری زباں کے نیچے زبان ہے

حامیانِ یزید جب وکیلِ صحابہؓ کہلا کر لوگوں کو سمجھاتے ہیں کہ صحابیؓ کی بات ٹھیک نہیں محض سنی سنائی بات ہے، صحابی کی رائے لائق اعتناء نہیں۔
حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیبؒ کی تردید میں کتاب لکھنے والے مولانا حبیب الرحمٰن اعظمی حضرت عبداللہ بن مطیعؒ کی بات نقل کر کے لکھتے ہیں
بس یہ ہے کل ثبوت یزید کے فسق و فجور کا اور یہ ہے اس ثبوت پر حضرت علی المرتضیٰؓ کے فرزند امام ربانی حضرت محمد بن حنفیہ کی شرعی جرح اور یہ ہے ان کا قرآنی فتویٰ یزید کو فاسق و فاجر کہنے کے جواز و عدمِ جواز کے باب میں۔

(تبصرہ بر واقعہ کربلا، ص۴۹)

﴿لطیفہ﴾

ایک وکیل صاحب مؤکل کی ضمانت کروانے کی خاطر عدالت میں کھڑے ہوئے۔ جج صاحب نے



فائل دیکھی اور وکیل سے استفسار کیا کہ آپ اس آدمی کی ضمانت چاہتے ہیں۔ وکیل نے اثبات میں جواب دیا۔ جج صاحب بولے ضمانت منظور کی جاتی ہے۔ وکیل صاحب یہ سن کر خوش ہونے کی بجائے پریشان ہو گئے اور منہ بسور کر بولے۔
مائی لارڈ۔ میں نے ساری رات مطالعہ کیا ہے اور ضمانت کے حق میں دلائل اکٹھے کیے ہیں آپ نے بغیر بحث کروائے ضمانت منظور کر دی میری تو ساری رات کی محنت رائیگاں گئی۔
جج صاحب نے ضمانت کا حکم تحریر ہونے سے رکوا دیا اور بولے۔ دلائل شروع کریں۔ دلائل اتنے بھونڈ تھے، دلائل پیش کرنے کا انداز اتنا احمقانہ تھا کہ مخالف وکیل نے دلائل کے تار و پود بکھیر دیئے۔
نتیجۃً جج نے ضمانت منسوخ کر کے مؤکل کو جیل روانہ کر دیا۔
یہی حال ان نام نہاد وکلائے صحابہؓ کا ہے جو صحابی کی رائے کو مخدوش قرار دیکر تابعی کی رائے کو اس پر ترجیح دے رہے ہیں۔
بقول اکبر الہ آبادیؒ،

جس طرف اُٹھ گئی ہیں آہیں ہیں
چشمِ بد دور کیا نگاہیں ہیں

..........☆☆☆☆..........

﴿سوال﴾

آپ نے یزید کے متعلق تفسیر مظہری کے جو حوالے دیئے تھے ایک عالم دین کا کہنا ہے کہ اس تفسیر کی کوئی حیثیت نہیں، سوال یہ ہے کہ اس کے مصنف کس پائے کے تھے اور تفسیر کیسی ہے؟

﴿الجواب﴾

عالم دین نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر بات کی ہے ایسے علماء دین کے اقوال زریں سن کر مولانا مفتی زر ولی خانؒ کی وہ بات سمجھ آتی ہے کہ سر پر پٹیلا باندھ لینے سے آدمی تھوڑا عالم بن جاتا ہے۔

جہاں تک تفسیر مظہری اور صاحب تفسیر مظہری حضرت قاضی ثناء اللہ عثمانی پانی پتیؒ کا معاملہ ہے دیکھئے شیخ القرآن مولانا محمد طاہر پنج پیریؒ حضرت قاضی صاحب پر لکھتے ہیں

عثمانی النسل اور شیخ جلال الدین کبیر الاولیاء کی اولاد میں سے تھے۔ سلسلہ نسب بارہ واسطوں سے شیخ جلال الدین تک پہنچتا ہے۔ ان کا نسب سیدنا عثمان ذوالنورینؓ تک پہنچتا ہے۔ پانی پت میں پیدا ہوئے اور اپنے شہر کے فضلاء سے علم حاصل کیا پھر دہلی گئے اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ سے فقہ اور حدیث کا علم حاصل کیا۔ بارہ سال کی عمر میں حصول علم سے فارغ ہوگئے۔ اس کے بعد شیخ محمد عابد کی خدمت میں اسرار طریقت سیکھے اور فنائے قلب کے درجے تک پہنچ گئے۔ اسکے بعد حضرت مرزا مظہر جانِ جاناں کے حلقہ طریقت میں شامل ہوگئے اور طریقہ مجددیہ کے آخری مقام تک ترقی کر گئے۔۔

چونکہ شیخ ان سے بہت محبت کرتے تھے اس لیے وہ ان کو عَلَمُ الھدیٰ کے لقب سے بلایا کرتے تھے اور کہا کرتے تھے کہ ان کی نیکی، تقویٰ اور دیانت کی وجہ سے ان کی ہیبت میرے دل پر چھائی رہتی ہے آپ شریعت کو رواج دینے والے طریقت کو منور کرنے والے اور ملکوتی صفات سے متصف ہیں اور فرشتے انکی تعظیم کرتے ہیں، فرماتے تھے اگر جناب باری تعالیٰ نے کوئی ہدیہ طلب کیا تو میں انہیں اس کی جناب میں پیش کروں گا۔

(نیل السائرین، ص۶۲۳)



۲: میاں محمد الیاس رقم طراز ہیں

اس عہد کی دوسری شخصیت حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی کی ہے۔ آپ شیخِ زماں، امامِ وقت، مجتہد عصر، مفسر قرآن، محدث فقیہ، باکمال محقق اور شیخ طریقت تھے۔ ۱۱۴۶ میں پیدا ہوئے کچھ کتابیں اپنے شہر پانی پت میں مختلف اہل علم پر پڑھیں اور دلی کا رختِ سفر باندھا جہاں امام الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ کے دامن سے وابستہ ہوگئے اور ولی اللہی علوم ومعارف سے اپنا دامن بھر لیا۔ مجددی سلسلہ طریقت میں اس عہد کے سب سے بڑے شیخ مرزا محمد مظہرؒ جانِ جاں کے ہاتھ پر بیعت کی اور ان کے خلیفۂ اعظم ہوئے۔ پانی پت میں عہدہ قضاء پر کام کیا۔ درس وتدریس کی علاوہ تصنیف وتالیف سے خاص شغف تھا۔ ان کی علمیت اسی عہد میں مسلمہ تھی شاہ عبدالعزیزؒ انہیں بیہقئ وقت اور مرزا مظہر جانِ جاناں انہیں عَلَمُ الھدیٰ کے القاب سے یاد کرتے تھے۔ حقائق ومعارف کے بیان میں شاہ ولی اللہؒ کے تمام تلامذہ سے فائق تھے۔ انہوں نے تفسیر، حدیث، فقہ اور اصلاحِ امت کے عنوان سے کئی کتابیں لکھیں۔ وہ اپنے استاد شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی طرح مجتہدانہ ذوق کے مالک تھے۔ آئمہ اربع کی فقہ پر عبور حاصل تھا۔ توحید وسنت کے داعی اور شرک وبدعت کے قاطع تھے۔ اپنے عہد میں فقہ حنفی کے امام تھے۔ ۱۲۲۵ میں وفات پائی۔ قاضی صاحب کی مرتبہ تفسیر مظہری (عربی) ام التفاسیر میں سے ایک تھے۔

(رسالہ ضیائے توحید اپریل ۲۰۱۳)

رائے حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ:

سورۃ ابرھیم آیت کریمہ " الم تَرَ الی الذینَ بَدَّلُو نِعۡمَۃَاللہ کفراً وَّ اُحَلُّو قَوۡمَھُم دارلبَوار . جَھَنَّم یَصۡلونَھَا وَبِئسَ القرار ۔ تو نے نہ دیکھا جنھوں نے بدلا کیا اللہ کے احسان کا ناشکری اور اتارا اپنی قوم کو تباہی کے گھر میں جو دوزخ ہے بیٹھیں گے اس میں اور برا ٹھکانا ہے۔

(شاہ عبدالقادر دہلویؒ)

تفسیر مظہری میں اس آیت پر قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں۔

حتیٰ اسلم، ابو سفیان و معاویه و عمرو بن عاص و غیر هم ثم کفر یزید و من معه بما انعم الله علیهم وَالتَصبو العداوة ال البنیﷺ وقتلوا حسیناً ظلماً .

(تفسیر مظہری جلد۵،ص۲۷۱)

ابوسفیانؓ سیدنا معاویہؓ بن ابی سفیانؓ اور عمرو بن عاصؓ وغیرہ مسلمان ہو گئے تھے پھر یزید نے اس نعمت کے حوالے سے کفرانِ نعمت کا مظاہرہ کیا۔ آل نبی ﷺ سے عداوت کی اور سیدنا حسینؓ کو ظلم کے ساتھ قتل کیا۔

سورۃ نور آیت استخلاف پر بحث کرتے ہوئے حضرت قاضی صاحبؒ فرماتے ہیں۔

**ومَن کفَرَ بعدَ ذالِکَ فأُلئکَ هم الفٰسِقُوْن.**

**قال اهلُ التفسیر اوّلُ من کفر هٰذا لنعمتَ و جَهد بها الذینَ قتلوُا عثمانؓ فلما قتلوة غیر الله ما بهم وداخلو علیهم الخوف حیَ صَارو یقتتلون بعد ما کانواخواناًثم کفر باستخلاف الخلفاء طوائص الروافض والخواج ویمکن ان یکون قال تعالیٰ ومن کفر بعد ذالک اشارة الی یزید بن معاویه حیث قتل ابن بنتِ رسول اللهﷺ ومن معه من اهل بیت واهان عترته وافتخربه وقال هٰذا یوم بیوم بدروبعث جیشا علیٰ مدینة رسول اللهﷺ وفعل ما فعل فی وقعة الحره بالمدینة و باالمسجد الذی اُسِّسَ علیٰ التقویٰ من اول یوم وهو روضة من ریاض الجنة**

(مظہری ج۶،ص۵۵۴)

کفرانِ نعمت کرنے والے اولین وہ ہیں جنہوں نے سیدنا عثمانؓ کو شہید کیا دوسرے نمبر پر روافض و خوارج اور ممکن ہے اشارہ یزید بن معاویہ کی طرف ہو کیونکہ اس نے ابن بنتِ رسول ﷺ کو اور اہلِ بیت نبوت سے قتال کر کے کفرانِ نعمت کا مظاہرہ کیا۔

..........☆☆☆☆..........



**﴿سوال﴾**

مجھے اشاعت التوحید والسنہ کے ایک عالم کی کتاب پڑھنے کا موقعہ ملا جنہوں نے لکھا ہے کہ واقعہ حرہ میں تمام تر قصور مدینے والوں کا تھا حکومت نے مناسب کاروائی کی۔ وضاحت طلب امر یہ ہے کہ یہ مدینے والے کون تھے اور واقعہ حرہ کی تفصیل کیا ہے؟

**﴿الجواب﴾**

کوئی غلط اور خلافِ حقیقت بات محض اس لیے درست اور صحیح نہیں ہو سکتی کہ لکھنے والے کا تعلق اشاعت التوحید والسنہ سے ہے۔ لکھنے والا کسی بھی طبقے یا تنظیم سے تعلق رکھتا ہو غلطی کے صدور کا امکان موجود ہوتا ہے۔ ہاں البتہ اگر لکھنے والا صاحب علم ہو، خوف خدا رکھتا ہو اور روز حشر کی حاضری اس کے سامنے ہو تو اسے جب غلطی سے آگاہ کیا جائے تو وہ اعتراف و رجوع میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتا۔

**نمونہ ا:**

استاذ الاساتذہ حضرت قاضی شمس الدین صاحبؒ نے الشہاب الثاقب میں لکھا ہے کہ حضرت تھانوی مرحوم نے ایک کتاب لکھی النعلین، حضرت مفتی کفایت اللہؒ (وہ حضرت تھانویؒ سے زیادہ پختہ کار تھے) نے انہیں فرمایا کہ اس سے تو دینی نقصان ہوگا حضرت تھانویؒ نے فرمایا میری نیت تو اچھی ہے۔ حضرت مفتی صاحبؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ نیت تو آپ اپنے ساتھ لے جائیں گے لوگوں نے تو کتاب دیکھنی ہے تو آپؒ نے اس کتاب سے رجوع کر لیا۔

(الشہاب الثاقب ص۸۳)

**نمونہ۲:**

شیخ الحدیث والتفسیر مولانا سید محمد حسین شاہ صاحب نیلویؒ نے ماہنامہ گلستان اسلام بابت ستمبر ۱۹۹۹ میں غیبت کے بارے میں ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے مشکوٰۃ کے حوالے سے سیدنا ابوسعید خدریؓ اور جابر بن عبداللہ سے مروی ایک مرفوع حدیث لکھی مگر غیر ضروری سمجھتے ہوئے اس کی سند سے متعلق کوئی

بحث نہ فرمائی۔ آپؒ کے ایک عزیز نے حضرت نیلویؒ کو آگاہ کیا کہ جو روایت آپ نے مضمون میں لکھی ہے۔ علل الحدیث ج ۲، ص ۳۱۹ پر ابن ابی حاتم کی تحقیق ہے کہ **لیس الھذا الحدیث اصل** نیز اس روایت میں حامد بن آدم المروزی نامی جو راوی ہے ابن معینؒ سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا **ھٰذا کذاب لعنۃُ اللہ .**

(المیزان ج ۱، ص ۴۴۷)

حضرت نیلویؒ نے جواب میں فرمایا!

میرے پاس محولہ بالا کتب میں سے بعض نہیں ہیں اور جو کتب میرے پاس ہیں ان میں دیکھا تو عزیزم سراج الاسلام صاحب کے پیش کردہ حوالہ جات کو درست پایا۔ واقعی زیرِ بحث حدیث بلحاظ سند سے ضعیف ہے۔

(رسائل نیلوی ج ۱۰، ص ۳۰۶)

نمونہ ۳:

استخارہ کے بارے میں روایت ہے **ما خابَ من استخارہ الاندم من استشار**

ترجمہ: استخارہ کرنے وا کا کبھی نامراد نہیں ہوگا اور مشورہ کرنے والا کبھی پشیمان نہ ہوگا۔

یہ حدیث حضرت مولانا محمد تقی عثمانیؒ نے اپنی مطبوعہ کتاب اصلاحی خطبات جلد ۱۰ کے ایک وعظ بعنوان استخارہ کا مسنون طریقہ میں درج کی ہے۔ اس روایت کے حوالے سے نمک منڈی پشاور سے تعلق رکھنے والے ایک نوجوان صاحبِ علم و تحقیق مفتی صداقت علی نے حضرت مفتی محمد تقی عثمانی کے نام خط لکھا۔ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت اقدس عالی مرتبت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب

راقم کا بچپن ہی سے آپ سے یک طرفہ طور پر عقیدت مندانہ اور نیاز مندانہ تعلق رہا ہے اور آپ کے



فتاویٰ مواعظ، مقالات غرض ہر میدان میں آپ کی تصنیفات سے اکتساب فیض کرتا رہتا ہے نیز راقم الحروف کا تعلق تدریس کے ساتھ ساتھ الحمدللہ تبلیغی جماعت سے بھی ہے اور اس سلسلے میں اندرونِ ملک سال کے علاوہ بیرونِ ملک کے بھی کئی اسفار ہو چکے ہیں۔

ان تبلیغی اسفار میں تبلیغی جماعت کے ساتھیوں سے اکثر بہت سی احادیث کے بارے میں پوچھا جاتا ہے جو کہ حدیث کی معروف کتابوں میں نہیں ہوتیں۔ آپ سے بھی اس سلسلے میں ایک حدیث کے بارے میں راہنمائی لینی ہے۔ آپ نے خطاب میں مجمع الزوائد کے حوالے سے حدیث نقل کی ہے۔

**ما خابَ من استخارہ الاندم من استشار**

ابن حجرؒ عسقلانی اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں

**اخرجہ الطبرانی فی الصغیر بسندٍ واہٍ جداً**

(فتح الباری)

علامہ عینی اس حدیث پر بحث کرتے ہیں۔

**لم یروہ عن الحسن الاعبدلقدوس تفرّد بہ ولدَہ' عبدالسلام و عبدالقدوس اجمعو علی ترکہ و کذب الفلاس وقال ابو حاتم عبدالسلام و ابوہ ضعیفان**

(عمدۃ القاری)

خود علامہ ہشیمیؒ لکھتے ہیں

**رواہ الطبرانی فی الاوسط و الصغیر من طریق عبدالسلام بن عبدالقدوس و کلا ھما ضعیف جداً.**

(مجمع الزوائد)

حافظ عجلونیؒ لکھتے ہیں۔ **وفی سندہٖ ضعیف جداً کشف الخفاء**

تقریباً یہی کچھ حافظ ابن الصلاحؒ نے لکھا ہے۔ دیکھیے مقدمہ ابن الصلاح۔

اس خط سے مقصود نہ تو اپنی حدیث دانی کا دعویٰ یا اظہار ہے اور نہ ہی خاکم بدہن حضرت اقدس کی تغلیط یا

تصویب۔ مقصود صرف اور صرف اپنی اصلاح اور اپنی ناقص فہم کی تصحیح ہے کہ اس قسم کے الفاظ جرح کے بعد اس حدیث کی روایت کی اصولی کیفیت کیا ہو سکتی ہے۔ امید ہے کہ حضرت اقدس اپنے بیش قیمت لمحات میں سے چند گھڑیاں نکال کر اس کا جواب عنایت فرما کر بندہ پر احسانِ عظیم فرمائیں گے۔

(نیاز مند صداقت علی)

برادرانِ گرامی! یہ مکتوب نگار جامعہ فریدیہ اسلام آباد کے فاضل اور شیخ الاسلام حضرت مولانا تقی عثمانی صاحب کے شاگردوں کے شاگرد ہوں گے۔ علم، عمر، تجربہ، مطالعہ اصابت رائے اور مقبولیت و محبوبیت کے حوالے سے مکتوب الیہ مکتوب نگار سے بہت بلند ترین مقام و مرتبہ کے حامل ہیں۔ مگر بقول سعدیؒ

**نهد شاخ پُر میوه سر بر زمین**

کے مصداق حضرت مولانا محمد تقی عثمانیؒ کا ردِ عمل کا جواب دیکھئے۔ فرماتے ہیں

گرامی نامہ باعث مسرت ہوا

واقعۃً جب یہ روایت بیان کی اس وقت اس کی اسنادی حیثیت بندہ کے علم میں نہیں تھی۔ بغیر علم کے بیان کرنے پر استغفار کرتا ہوں اور آپ کے لیے دعائے خیر کہ آپ نے اس پر بندہ کو متوجہ فرمایا اب بندہ نے متعلقہ عبارت کی تصحیح کر دی۔

جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا

محمد تقی

(دیکھئے کتاب غیر مستند احادیث ص ۱۳۰)

یہ تین مثالیں یہ بتا رہی ہیں کہ تحریر و تقریر میں غلطی کے صدور کا امکان ہوتا ہے اور ہو جاتی ہے مگر علماء ربانیین اپنی غلطی کے اعتراف و رجوع میں ذرا جھجک محسوس نہیں کرتے۔

**وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللَّهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلَىٰ مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ**

**أُولَٰئِكَ جَزَاؤُهُمْ مَغْفِرَةٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا وَنِعْمَ**



**أَجْرُ الْعَامِلِينَ**

اور وہ لوگ کہ جب کر بیٹھیں کھلا گناہ یا برا کام کریں اپنے حق میں تو یاد کریں اللہ کو اور بخشش مانگیں اپنے گناہوں کی اور کون ہے گناہ بخشنے والا سوا اللہ کے اور اڑتے نہیں اپنے کیے پر اور وہ جانتے ہیں۔ انہی کی جزا ہے بخشش اپنے رب کی اور باغ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں۔ ہمیشہ رہیں گے وہ لوگ ان باغوں میں اور کیا خوب مزدوری ہے کام کرنے والوں کی۔ ترجمہ حضرت شیخ الہندؒ

**ومن يَّعمَلُ سوءاً او يَظلم نفسهٗ ثم يَستَغفِر الله يجدالله غفورًا رَّحِيماً ٥**

جو کوئی کرے گناہ یا اپنا برا کرے پھر اللہ سے بخشوا دے تو پاوے اللہ کو بخشنے والا مہربان

اب آتے ہیں آپ کے سوال کی طرف مظاہر حق جلد ۴ ص ۹۳۱ پر علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلویؒ لکھتے ہیں۔

احجار الزیت نواح مدینہ میں بجانب غرب ایک جگہ کا نام ہے وہاں کی زمین نہایت پتھریلی تھی اور وہ پتھر ہی اس قدر سیاہ و چمکدار تھے کہ جیسے کسی نے ان پر زیتون کا تیل مل دیا ہو۔ اسی مناسبت سے اس جگہ کو احجار الزیت کہا جاتا تھا۔ حضور پاک ﷺ نے اس ارشاد گرامی ابوذرؓ اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ میں قتل عام ہوگا کے ذریعے بطور پیش گوئی اس خونچکاں واقعے کی طرف اشارہ کیا۔ جو مسلمانوں کے قتل عام کی صورت میں مدینہ منورہ میں پیش آیا اور واقعہ حرہ کے نام سے مشہور ہوا۔ مستند کتابوں میں اس واقعے کی جو تفصیل مذکور ہے وہ اتنی لرزہ خیز، دردناک، بھیانک ہے کہ نہ تو اسکو بیان کرنے کا زبان و قلم کو یارا ہے اور نہ کوئی آسانی کے ساتھ اس کو پڑھنے سننے کی تاب لا سکتا ہے۔ تاہم اجمالی طور پر اتنا بتا دینا ضروری ہے کہ جب بد بخت یزید بن معاویہ کی فوج میں میدان کربلا میں حضرت امام حسینؓ کو نہایت بیدردی کے ساتھ شہید کر دیا تو پورے عالم اسلام میں تہلکہ مچ گیا اور یزید کے خلاف عام مسلمانوں میں نہایت نفرت کے جذبات پیدا ہو گئے۔ ادھر اس کی بدکاریوں، بے اعتدالیوں اور بد مست زندگی کے واقعات نے اس کی طرف سے لوگوں کو پہلے ہی بدزن کر رکھا تھا۔ چنانچہ اہلِ مدینہ نے متفقہ طور پر اس کی خلافت و حکومت سے بیزاری کا اظہار اور اس کے خلاف جہاد کا اعلان کر دیا۔

جب یزید کو یہ معلوم ہوا تو اس نے مسلم بن عقبہ کی کمان میں ایک بہت بڑا لشکر اہل مدینہ کو کچلنے کے لیے روانہ کیا چنانچہ مسلم نے مدینہ پہنچ کر مغرب حرہ کی جانب سے شہر پر دھاوہ بول دیا۔

گو اہل مدینہ نے بڑی بہادری اور بے جگری کے ساتھ یزید کی فوج کا مقابلہ کیا لیکن اول تو تربیت یافتہ فوج اور دیگر وسائل و ذرائع کی کمی کی وجہ سے اور دوسرے مسلم بن عقبہ جیسے ہوشیار اور تجربہ کار کمانڈر کا مقابلہ نہ کر سکنے کی وجہ سے شکست کھا گئے۔

پھر تو مسلم بن عقبہ اور اس کی فوج نے شہر میں گھس کر قتل عام خونریزی کا بازار گرم کر دیا اور قتل عام اور لوٹ مار کا یہ سلسلہ کئی دن تک جاری رہا۔ ہزاروں مسلمان نہایت سفاکی اور بے دردی کے ساتھ قتل کر دیئے گئے جن میں صحابۂ کرامؓ اور تابعین کی بھی بہت بڑی تعداد تھی۔

شہر مقدّس اور مسجد نبوی ﷺ کی حرمت کو پامال کیا گیا اور دیگر نا قابل بیان تباہیوں اور بربادیوں کا بازار گرم کیا گیا۔ صرف مدینہ ہی کی پامالی پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ اس کے بعد یزید کی وہ فوج مکہ کی طرف روانہ ہوئی جہاں کے لوگوں نے بہت پہلے سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ تسلیم کر رکھا تھا یزیدی لشکر نے مکہ مکرمہ میں بھی بے پناہ تباہی مچائی اور خانہ کعبہ کو بہت زیادہ نقصان پہنچایا اسی سال یزید کی موت ہوئی۔

(مظاہر حق ج ۴، ص ۹۳۱)

مظاہر حق کی عبارت سے آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مدینے والے صحابہ کرام، تابعین اور تبع تابعین تھے۔

حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں

**انّ اهل المدينة لما خلعو يزيد بن معاويه وَوَلّو علىٰ قريش عبدالله بن مطيعؓ وعلى الانصار عبداللهؓ بن حنظلةؓ**

(البدایہ والنہار ج ۸، ص ۳۰۷)

واقعہ حرہ کے دوران قریش کے امیر حضرت عبداللہ بن مطیعؓ اور انصار کے امیر عبداللہ بن حنظلہؓ (ابن غسیل ملائکہ) تھے۔ جن لوگوں کی قیادت دو صحابی کر رہے تھے ان کو اتنے وثوق سے قصور وار ٹھہرانا اور



ظالم حکومت کی ظالمانہ کاروائی کو مناسب کاروائی قرار دینا ظلم عظیم ہے۔

اب ذرا دیکھیں کہ اسلافِ امت میں اس حکومتی کاروائی پر کیا تبصرہ کیا ہے۔ حافظ ابن کثیرؒ فرماتے ہیں

**وقداخطأ يزيدخطأً فاحشاً سه قوله لمسلم بن عقبه ان يبيح المدينة ثلاثة ايام مع انضم ابى ذالک من قتل خلق من الصحابه و ابنائهم وقد تقدم الهقتل الحسين و اصحابه على يدى عبيدالله بن زياد وقد وقع هذه الثلاثة ايام من المقاسده العظيم فى المدينة النّبوة مالا يحد ولا يوصف ممالا يعلم الاالله عزوجل وقد أراد بارسال مسلم بن عقبه توليد سلطانه و ملكه و دوام ايامه من غير منازع فعاقبهٔ الله بنقيض قصده وحال بينهٔ وبين ما يشتهم فقمهٔ قاصم الجبابره واخذهٔ اخذ عزيز مقتدر وكذالک اخزُ ربِکَ اذا اخذا لقُرىٰ وَهِىَ ظالمةٌ انّ اخذهٔ اليم شديد. (هود ۱۰۲)**

(البدایہ والنہایہ ج ۸، ص ۳۱۳)

یزید نے مسلم بن عقبہ کو مدینے والون پر حملہ کا حکم دے کر واضح غلطی کی کیونکہ اس حملے میں کئی صحابہ کرام اور ان کے بیٹے شہید ہوئے ان تین دنوں میں مدینۃ النبی ﷺ میں ایسے مفاسد و مظالم ہوئے جن کی گنتی اور احاطہ ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی ان کی تعداد نہیں جانتا۔ یزید کی اس اقدام سے خواہش اور نیت یہ تھی کہ اس کی حکومت کی جڑیں پکی ہو جائیں۔ حکومت کے معاملات میں آئندہ کوئی کسی قسم کا مسئلہ کھڑا نہ کر سکے مگر اللہ تعالیٰ کی ذات اس کے اور اس کے ارادوں کے درمیان حائل ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اسی طرح گرفت میں لیا جس طرح وہ ظالموں اور جابروں کو گرفت میں لیتا ہے۔ بے شک اس کی پکڑ بہت سخت ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا۔

اور ایسی ہی ہے پکڑ تیرے رب کی جب پکڑتا ہے بستیوں کو اور وہ ظلم کرتے ہوتے ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک ہے شدت کی۔ حضرت شیخ الہندؒ

اشاعت التوحید والسنہ کے جس عالم کی کتاب میں آپ نے یہ پڑھا ہے کہ تمام تر قصور مدینے والوں کا

تھا اسی عالم نے اسی کتاب میں اختلاف رائے رکھنے والوں کو للکارتے ہوئے لکھا تم یزید اور معاویہؓ کی قسمتوں کا فیصلہ کرنے کے لیے عدالتیں مت سجاؤ۔

ہم بھی ان کے سامنے ان کے یہی الفاظ بطور مشورہ رکھتے ہیں کہ جنابِ عالی مدینے والوں کو قصوروار قرار دینے کے لیے عدالت مت سجائیں۔ مدینے والوں کے ساتھ جو کچھ ہوا اس کی پیشن گوئی نبی کریم ﷺ حیات مبارکہ میں فرما گئے تھے۔ دیکھیے بخاری شریف میں حضرت اسامہ بن زیدؓ کی روایت ہے۔

**أَشْرَفَ عَلَى أُطُمٍ مِن آطَامِ المَدِينَةِ، ثُمَّ قالَ: هلْ تَرَوْنَ ما أَرَى؟ إنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ الفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ، كَمَوَاقِعِ القَطْرِ.**

نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کے ایک اونچے محل پر چڑھے پھر مدینے والوں سے فرمایا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ تم دیکھ رہے ہو۔ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں آنحضرت ﷺ نے فرمایا، میں فتنوں کو دیکھ رہا ہوں وہ بارش کے قطروں کی طرح تمہارے گھروں میں گر رہے ہیں۔

بخاری کی اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے سند المحدثین استاذ العلماء حضرت قاضی شمس الدینؒ فرماتے ہیں۔

**رأی فی عالم المثال ماسَیَقَعُ بعدہٗ ﷺ سی المدینۃ کما وقع یوم الحرہ وغیرہ**

(الہام الباری فی حل مشکلات البخاری ص۱۲۲)

جو کچھ واقعہ حرہ میں مدینے والوں کے ساتھ ہوا یہ سب کچھ عالم مثال میں نبی کریم ﷺ کو دکھایا گیا اور آپ ﷺ نے بطور پیشن گوئی مدینے والوں کو آگاہ بھی فرما دیا تھا اور ساتھ ساتھ یہ فرما گئے کہ

**ولا یُرید احدُ اھل المدینۃ بسُوْءِ الا اَذابہُ اللہ فی النار ذوب الرصاص او ذوب الملح فی الماء**

اس حدیث کی تشریح میں حضرت امام نوویؒ فرماتے ہیں۔

**ویکون ذالک لمن ارادھا فی الدنیا فلا یمھلہ اللہ ولا یمکن لہ سلطان بل یذھبہ**



**عن قرب کما انقضی شان من حاربھاایام بنی امیّہ مثل مسلم بن عقبہ فانہ ھلک فی منصرفہ عنھاثم ھلک یزید بن معویہ مرسلہ علی اثر ذالک**

(مسلم ج۱ ص۴۴۱)

اھل مدینہ سے زیادتی و برائی سے مراد ہے دنیا میں زیادتی و برائی کرنا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو بھی مدینے والوں سے زیادتی وظلم کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہرگز مہلت اور لمبی ڈھیل نہ دیں گے بلکہ بہت جلد اس کا اقتدار اور تسلط نیست و نابود ہو جائے۔ جیسے مسلم بن عقبہ مدینہ پر حملہ کے فوراً بعد ہلاک ہو گیا۔ اور اس کی ہلاکت کے فوراً بعد اس کو حملے کے لیے بھیجنے والا یزید بن معاویہ بھی ہلاکت کے گڑھے میں گر گیا۔ یہ تھے مدینے والے جنگی قیادت عبداللہ بن مطیعؓ اور عبداللہ بن حنظلہؓ کر رہے تھے اور واقعہ حرہ کے وقت حکومت تھی یزید کی اور یزید نے مدینہ پر حملہ کے لیے مسلم بن عقبہ کو بھیجا تھا۔ حضور ﷺ کی پیشن گوئی کے عین مطابق پہلے مسلم بن عقبہ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کیا اس کے بعد اس کو بھیجنے والا یزید ہلاک ہو گیا۔

﴿لطیفہ﴾

یزید نے جب مسلم بن عقبہ کو مدینۃ النبی ﷺ پر حملے کے لیے روانہ کیا تو اس کی خواہش تھی کہ مکہ مکرمہ میں یزیدی حکومت کے خلاف اعلان بغاوت کرنے والے صحابی عبداللہ بن زبیرؓ پر بھی حملہ کیا جائے کیونکہ یزید کے پاس رپوٹیں آرہی تھیں کہ عبداللہ بن زبیرؓ اپنے خطبوں میں یزید کے متعلق کہتے ہیں

**یزید القرود، شارب الخمور تارک الصلوتمنعکف علی القینات**

چنانچہ حافظ کثیرؒ فرماتے ہیں۔

**اقد کان کتب یزید الی عبید اللہ بن زیاد ان یسیر الی ابن الزبیرمیحاصرہ بمکۃ فابی علیہ وقال واللہ لا اجمع لفاسق امرین أقتل ابن بنت رسول اللہ ﷺ واغزوالبیت الحرام.**

یزید نے ابن زیاد کی طرف لکھا کہ مکہ مکرمہ کا محاصرہ کر کے ابن زبیرؓ کی بغاوت کو ختم کیا جائے مگر ابن زیاد انکاری ہوگیا اور اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کی کہنے لگا میں ایک فاسق کی خوشنودی کی خاطر دو جرم نہیں کروں گا۔ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کے بیٹے کو بھی میں قتل کروں گا اور بیت اللہ شریف پر حملہ بھی، یہ نہیں ہوگا۔

(البدایہ ج۸،ص۳۰۹)

یزید کے متعلق جتنا عبیداللہ بن زیاد علم رکھتا تھا یا خوشنودی یزید کی خاطر جہاں تک وہ گیا آج کے محبانِ یزید اس کی آرزو تو کر سکتے ہیں مگر عملاً تو وہ کچھ ان کے لیے ممکن نہیں۔ یہاں آپ نے دیکھا وہ بھی یزید کو فاسق کہہ رہا ہے اس لیے موجودہ یزیدیوں سے ہماری درخواست ہے کہ فاسق کہنے والوں کو نشانے پر رکھنے سے پہلے ذرا سوچ لیا کریں ان جوشیلے فتوؤں کی زد میں آپ کے روحانی بزرگ عبیداللہ بن زیاد بھی آجاتے ہیں۔ عبیداللہ بن زیاد کی روح کہیں گلہ نہ کرے کہ

**شادم که از رقیباں دامن کشاں گذشتی**
**گو مشتِ خاك ماهم برباد رفته باشد**

واقعہ حرہ کی کی تفصیلات کے لیے مظاہر حق کی عبارت آپ کے سامنے رکھی گئی ہے اس لیے مناسب رہے گا۔ صاحب مظاہر حق نواب قطن الدین خان دہلویؒ کا کچھ تعارف عرض کر دیا جائے۔

## تعارف ''نواب قطب الدین دہلوی''

نواب صاحبؒ دہلی کے ایک صاحب حیثیت اور باوجاہت خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ کے اجداد ہمیشہ سے بارگاہِ سلطان کے مقرب رہے اور اپنی خدمات جلیلہ کے صلہ میں بڑے بڑے مناصب اور عہدے حاصل کیے۔ مولاناؒ بھی دربار دہلی میں بڑی عزت وعظمت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے



اور بادشاہ وقت کی نظروں میں آپؒ کی بڑی وقعت تھی۔ آپؒ کی پیدائش ۱۲۱۹ھ کی ہے۔ ابتدائی تربیت کے بعد حصول علم کے لیے حضرت مولانا شاہ محمد اسحاق محدث دہلویؒ کی خدمت میں دیئے گئے اور ان سے اکتساب فیض کیا اور علم حدیث میں کمال حاصل کیا ان کے علاوہ حرمین شریفین کے علماء کے چشمۂ علوم سے بھی مستفیض ہوئے۔ شریعت کا اتباع آپؒ کی زندگی کا امتیازی مقام تھا۔ وضع قطع میں اپنے استاذ کے سچے پیرو تھے اور ان سے اتنے مشابہہ کہ جس نے حضرت شاہ محمد اسحاقؒ کو نہیں دیکھا تھا آپؒ کو دیکھ کر سکون حاصل کرتا تھا۔ علم وفضل کے اعلیٰ مرتبے پر ہونے کے علاوہ تواضع وانکسار زہد وتقویٰ، عبادت وریاضت اور اخلاق وعلم کے اعلیٰ اوصاف کے حامل تھے۔ آپ کی علمی زندگی کا سب سے شاندار کارنامہ مشکوٰۃ کا اردو ترجمہ اور شرح مظاہر حق ہے۔ آخر میں آپؒ مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور وہیں ۱۲۸۹ میں وفات پائی۔

(مظاہر حق ج۱،ص۵۳)

..............☆☆☆☆..............

### ﴿سوال﴾

حامیان یزید بڑے زور سے کہتے ہیں واقعہ کربلا کے بعد دمشق میں سیدنا امام حسینؓ کے فرزند علی زین العابدین یزید کے ساتھ ایک دسترخوان پہ کھانا کھاتے رہے۔ کیا کوئی باپ کے قاتلوں کیساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتا ہے؟

نیز انہوں نے یزید سے یہ بھی کہا کہ **انا لک عبدٌ مکرہ** میں تیرا ہاتھ بندھا غلام ہوں اسی طرح واقعہ حرہ کے دوران یزید کے کمانڈر مسلم بن عقبہ سے دوران ملاقات انہوں نے یزید کے لیے دعائیں کلمات ادا فرمائے۔

### ﴿الجواب﴾

ہر انسان کے ساتھ مخصوص حالات پیش آتے رہتے ہیں حالات کے مطابق باتیں بھی ہوتی ہیں اسی لیے قرآن پاک نے بھی **الامَنْ اُکرِہَ وقلبہٗ مطمئنٌ بالایمان** کی گنجائش رکھی ہے آپ اس سوال کے جواب کو سمجھنے کے لیے ذرا صلح حدیبیہ کی شرائط پڑھیں۔ خصوصاً نبی کریم ﷺ کے نام مبارک محمد کے ساتھ لکھے گئے لفظ رسول اللہ کا کٹوانا اور آپ ﷺ کی جانب سے اس کی اجازت دینا کیا اس سے کوئی عقل کا اندھا استدلال کرسکتا ہے کہ حضور ﷺ نے دعویٰ رسالت سے رجوع کرلیا تھا؟

مخصوص حالات کے مخصوص احکامات و معاملات ہوتے ہیں۔ دوسری مثال حیات الصحابہ میں بحوالہ الاصابہ درج ہے کہ صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو عیسائیوں نے یرغمال بنالیا۔ مذاکرات چلتے رہے آخر کار عیسائیوں نے مطالبہ رکھا کہ تمہارا امیر عبداللہ بن حذافہؓ ہمارے بادشاہ کی پیشانی پر بوسہ دے ہم تمہیں رہا کردیں گے۔ عبداللہ بن حذافہؓ نے بوسہ دیا اور رہائی پائی۔ کیا اس عمل پر کوئی کور چشم حضرت عبداللہ بن حذافہؓ کو بزدلی کا طعنہ دے تو درست ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

وقت کے حالات کو صاحب حال بہتر سمجھتا ہے۔ ہمارے علاقے کے ایک سیاسی راہنما ہیں نامعلوم اغوا کاران کے ایک عزیز کو مکھڈ شریف سے اغوا کر کے درہ آدم خیل کے بلند و بالا پہاڑوں کے دشوار



گزار علاقہ میں اپنے کیمپ میں لے گئے۔ رابطے شروع ہوئے تاوان کی رقم طے پائی۔ یہ لوگ رقم لے کر ایک طے شدہ جگہ پر پہنچے۔ ضامن ہمراہ تھا حکم آیا کہ رقم فلاں پتھر پر رکھ کر دور چلے جاؤ اتنی دیر بعد بندہ آجائے گا۔ وقت مقررہ پر اغوا شدہ بندہ آگیا۔ یہ حضرات اپنا بندہ لے کر آنے لگے تو ضامن کو فون آیا اور ضامن پریشان ہوکر بولا کہ آقا میں کوشش کرتا ہوں تعمیل ہوگی انشاء اللہ۔ فون سے فارغ ہوکر ضامن نے ان حضرات سے کہا کہ یار وہ جو بڑے حاجی صاحب ہیں ناں (سرغنہ) وہ کہہ رہے ہیں کہ مہمانوں کو کیمپ میں لے کر آؤ کھانا تیار ہے کھا کر جائیں۔ ان حضرات نے انکار کیا تو ضامن بولا دیکھو یہ انکار تمہارے لیے کسی نئی مصیبت کا پیش خیمہ بن سکتا ہے ان لوگوں کا خاندانی کلچر ہے یہ اس کو اپنی بے عزتی سمجھتے ہیں کہ مہمان کھانے کے بغیر چلا جائے اور تمہارے لیے تو انہوں نے دنبہ ذبح کیا ہے۔ الغرض یہ مجبوراً گئے دسترخوان لگا اور بھاری دل کے ساتھ چند لقمے لینے پڑے۔ کیا اب کوئی صاحب عقل و خرد طعنہ زنی کرسکتا ہے کہ ڈاکو اگر غلط تھے ظالم و جابر تھے تو تم ان کے ساتھ ایک دسترخوان پر بیٹھ کر دنبے کیوں کھاتے رہے۔ حال کو صاحب حال ہی بہتر سمجھتا ہے۔ استھزاء عذابِ الٰہی کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔

..............................☆☆☆☆..............................

﴿سوال﴾

یزید کے حوالے سے اکثر اکابرین کی عبارات میں سخت ترین الفاظ مثلاً پلید اور بد بخت وغیرہ کے الفاظ دیکھنے، پڑھنے اور سننے کو ملتے ہیں جبکہ حضرت شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد حسین شاہ نیلویؒ نے اپنی کتاب مظلوم کربلا میں اس کے برعکس سماں باندھا ہے۔۔آپ کا اس اختلاف آراء پر کیا تبصرہ ہے؟

﴿جواب﴾

ہماری معلومات کے مطابق رسالہ مظلوم کربلا کی نسبت حضرت نیلویؒ کی طرف مشکوک ہے یہ کسی اور کی کارستانی و مہربانی تھی۔ جو حضرت نیلویؒ کے سر مڑھ دی گئی اور بات بگڑتے بگڑتے مظلوم کربلا سے مظلوم سرگودھا تک پہنچ گئی۔ باقی جہاں تک رسالے میں درج مضمون کی بات ہے اس کو سمجھنے کے لیے اس پر غور کریں کہ مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ نے کتاب لکھی تھی حیات الاموات خصوصاً حیات سید الکائنات بخاری صاحب نے مذکورہ کتاب میں سماعِ موتی اور سماع عند قبر النبی ﷺ جیسے مسائل پر اپنے دلائل لکھے۔ حضرت نیلویؒ نے حیات الاموات کی تردید میں ردِ منکرات کے نام سے ایک معرکۃ الآراء کتاب تحریر فرمائی۔ چونکہ مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ امام المحدثین حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد تھے۔ اس لیے حضرت نیلویؒ نے ردمنکرات میں عنوان قائم فرمایا۔

## حضرت انور شاہ صاحبؒ کے قول کو ٹھکرا دینا

حضرت نیلویؒ اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

حضرت سید محمد انور شاہ صاحبؒ مشکلات القرآن میں فرماتے ہیں۔

**تحقیق آنست کہ در قبر اصلاً تعلق روح بہ بدن نیست**

مگر ان کے تلمیذِ رشید سید نور الحسن شاہ بخاری فرماتے ہیں۔ قبر میں روح کا تعلق بدن کیساتھ قائم کر دیا جاتا ہے۔

(دیکھئے ردِ منکرات)



آپ یقیناً وہ بات سمجھ گئے ہوں گے جو حضرت نیلویؒ، مولانا نور الحسن شاہ بخاریؒ کو سمجھا رہے ہیں۔ ہماری سب اہل علم احباب سے یہی گذارش ہے کہ مسئلہ سماع موتی اور تعلق روح بدن کے حوالے سے مشکلات القرآن میں موجود حضرت کشمیریؒ کی رائے جس طرح واجب الاتباع ہے اسی طرح انہوں نے العرف الشذی شرح ترمذی میں یزید کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ بھی اتنا ہے واجب الاتباع ہے۔ حضرت کشمیریؒ نے صحابی رسول ابو شریحؓ اور یزیدی عامل عمرو بن سعید کے مابین حرمت مکہ کے حوالے سے ہونے والی بحث پر عمرو بن سعید کے قول کے متعلق فرمایا

**لا یتمسّک بقولہ ھذا فانّ قالہ عامل یزید و یزید فاسقٌ بلا ریب**

حضرت کشمیریؒ کے ارشاد گرامی کو ماننا جسطرح مولانا سید نور الحسن شاہ بخاریؒ کے لیے ضروری ہے۔ ہمارے لیے تو اس سے زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ یہ رائے اس ہستی کی ہے جس کے متعلق امام الموحدین حضرت مولانا حسین علیؒ الوانی فرماتے ہیں۔

اوتے علم دا بلدا ہویا چراغ اے اوہ تے نرا علم اے

نیز اس سلسلے میں حضرت نیلویؒ کے استاد گرامی جن کو حضرت نیلوی ثانی امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں یعنی حضرت مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی کی رائے گرامی بھی دیکھی جا سکتی ہے۔

دیکھئے کفایت المفتی ج ۲، ص ۱۴۱

انشاءاللہ حضرت کشمیریؒ اور حضرت مفتی اعظم مفتی کفایت اللہؒ کی آراء باعث شفا ثابت ہوں گی۔ حضرت نیلویؒ کی اس رسالہ مظلوم کربلا سے بری الذمہ ہونے کا ایک اہم ثبوت وہ قرارداد بھی ہے جو اگست ۳۱، ۱۹۹۷ دار العلوم حدیبیہ گوجرانوالہ میں اشاعت التوحید والسنّت کی مجلس شوریٰ نے پاس کی جس میں اس کتاب کو جماعتی مؤقف کی خلاف ورزی قرار دیا گیا۔ قرارداد پر حضرت نیلویؒ نے دستخط فرما کر گویا اس رسالہ پر خط تنسیخ کھینچ دیا۔ اب اس کی اشاعت وغیرہ کرنا ہرگز قرین انصاف نہیں۔ مصنف اس سے بری الذمہ ہیں۔

☆☆☆☆

﴿سوال﴾

یزید کے متعلق جو کچھ حضرت کشمیریؒ، حضرت مجدد الف ثانیؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتیؒ، حافظ ابن جوزیؒ و دیگر اکابر نے لکھا ہے اسے پڑھ کر ایک سوال ذہن میں بار بار اٹھتا ہے کہ اگر یزید ایسا تھا تو پھر صحابی رسول سیدنا امیر معاویہؓ نے اسے خلیفہ کیوں بنوایا؟

کیا یزید کے اعمال وافعال کی ذمہ داری حضرت معاویہؓ پر عائد نہ ہوگی؟

﴿الجواب﴾

جو سوال آپ نے پوچھا ہے اس سے ملتا جلتا سوال کسی سائل نے قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ سے کیا تھا۔ سوال وجواب ملاحظہ فرمائیں۔ آپ کا اشکال رفع ہوجائے گا۔

سوال

حضرت معاویہؓ نے امام حسینؓ سے اقرار نامہ لکھا تھا کہ تا زندگی یزید پلید کو ولی عہد نہ کروں گا۔ پھر حضرت معاویہؓ اپنے قول سے کیوں پھر گئے اور یزید پلید کو کیوں ولی عہد کیا۔ صحابیؓ سے اقرار توڑنا بعید معلوم ہوتا ہے۔ قمار باز اور شراب خور یزید پہلے ہی سے تھا یا ولی عہدی کے وقت نہ تھا۔ مفصل صحیح طور پر کیا ہے۔

جواب

حضرت معاویہؓ نے کوئی وعدہ عہد یزید کو خلیفہ کرنے کا نہیں کیا۔ یہ واہیات وقائع ہیں۔ یزید اول صالح تھا بعد خلافت کے خراب ہوا تھا۔

(تالیفاتِ رشیدیہ ص۲۴۲)

جہاں تک یزید کے اعمال وافعال کی ذمہ داری کی بات ہے مفتی اعظم ہند حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، کفایت المفتی میں فرماتے ہیں.

یزید کے اعمال وافعال کی ذمہ داری ان پر عاید نہ ہوگی۔ کیونکہ اسلام اور قرآن پاک کا اصول ہے لا



تزر وازرۃ وزر اخریٰ اس لیے حضرت معاویہؓ کی شان میں گستاخی اور درشتی نہیں کرنی چاہیے۔

(کفایت المفتی ۔ج ۲۔ص ۱۴۱)

قطب الاقطاب حضرت گنگوہیؒ اور ثانی ابوحنیفہؒ حضرت مفتی کفایت اللہؒ کی آراء کے بعد چنداں ضرورت تو نہیں لیکن اس موقع شیخ الاسلام مولانا مفتی محمد تقی عثمانیؒ زید مجدہ کی تحقیق انیق بھی لائق استفادہ ہے۔

ذرا دیکھئے مولانا عثمانی اپنی زبردست علمی کتاب حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق میں فرماتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت معاویہؓ پوری دیانتداری اور نیک نیتی کے ساتھ یہ سمجھتے تھے کہ یزید خلافت کا اہل ہے۔ متعدد تواریخ میں منقول ہے کہ حضرت عثمانؓ کے صاحب زادے سعید بن عثمان نے آکر حضرت معاویہؓ سے شکایت کی کہ آپؓ نے یزید کو ولی عہد بنا دیا ہے۔ حالانکہ میرا باپ اس کے باپ سے میری ماں اس کی ماں سے اور خود میں اس سے افضل ہوں۔ حضرت معاویہؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم تمھارے والد مجھ سے بہتر اور آنحضرت ﷺ کے زیادہ قریب تھے۔ تمھاری ماں یزید کی ماں سے افضل ہے لیکن جہاں تک یزید کا تعلق ہے اگر سارا غوطہ تم جیسے آدمیوں سے بھر جائے تو بھی یزید تم سے بہتر اور زیادہ محبوب ہوگا۔

حضرت معاویہؓ کے الفاظ صاف بتا رہے ہیں کہ وہ کسی ذاتی برتری کے تصور یا رشتے کی بناء پر یزید کو افضل نہیں سمجھ رہے تھے بلکہ ان کی دیانتدارانہ رائے یہی تھی۔ اس کے علاوہ متعدد تواریخ میں منقول ہے کہ انہوں نے ایک خطبہ میں دعا فرمائی۔

**اللھم اِن کنتَ تعلمُ انی ولیّتہٗ لأنہٗ فیما اراہٗ اھلٌ الذالک فاتمم لہ ما ولیتہ وان و لیسہ لأنی احبہ فلا تتمم ما ولیتہٗ.**

اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں نے اسے اس لیے ولی عہد بنالیا ہے کہ وہ میری رائے میں اس کا اہل ہے

تو اس ولایت کو اس کے لیے پورا فرمادے اور اگر میں نے اس لیے اس کو ولی عہد بنایا ہے کہ مجھے اس سے محبت ہے تو اس ولایت کو پورا نہ فرما۔

حضرت معاویہؓ کی دعا نقل کرنے بعد مولانا مفتی محمد تقی عثمانی لکھتے ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ جس باپ کے دل میں چور ہو کیا وہ جمعہ کے دن مسجد کے ممبر پر کھڑے ہو کر قبولیت کی گھڑی میں اپنے بیٹے کے لیے ایسی دعا کر سکتا ہے؟

حضرت معاویہؓ کی اس پرخلوص دعا کے بعد بھی اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ انہوں نے یزید کو نااہل سمجھنے کے باوجود محض بیٹا ہونے کی وجہ سے خلافت کے لیے نامزد کیا تھا تو یہ اتنا بڑا تحکم ہے جس کے لیے بڑے دل گردے کی ضرورت ہے۔ کسی شخص کی نیت پر حملہ کرنا زندگی میں بھی شریعت نے جائز قرار نہیں دیا جائے کہ اس کی وفات کے ساڑھے تیرہ سو برس بعد اس ظلم کا ارتکاب کیا جائے۔

یزید کی جو مکروہ تصویر عموماً ذہنوں میں بسی ہوئی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ کربلا کا المناک حادثہ ہے۔ ایک مسلمان کے لیے واقعۃً یہ تصور کرنا مشکل ہے کہ جس شخص پر کسی نہ کسی درجے میں رسول اللہ ﷺ کے محبوب نواسے کے قتل کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اسے صالح اور خلافت کا اہل قرار دیا جائے لیکن اگر حقیقت حال کی واقعی تحقیق مقصود ہو تو اس معاملے میں یہ بات فراموش نہیں کرنی چاہیے کہ جس وقت یزید کو ولی عہد بنایا جا رہا تھا۔ اس وقت حادثہ کربلا واقعہ نہیں ہوا تھا اور کوئی شخص یہ تصور بھی نہیں کر سکتا تھا کہ یزید کی حکومت میں حضرت حسینؓ کیساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کیا جائے گا۔ اس وقت یزید کی شہرت جھوٹوں کو بھی اس حیثیت سے نہیں تھی جس حیثیت سے آج ہے۔

اس وقت تو وہ ایک صحابی اور ایک خلیفہ وقت کا صاحبزادہ تھا اس کے ظاہری حالات صوم وصلوٰۃ کی پابندی اس کی دینوی نجابت اور اس کی انظامی صلاحیت کی بنا پر یہ رائے قائم کرنے کی پوری گنجائش تھی کہ وہ خلافت کا اہل ہے اور صرف یہ حضرت معاویہ کی رائے نہیں تھی بلکہ بہت سے دوسرے جلیل القدر صحابہ اور تابعین بھی یہ رائے رکھتے تھے۔

(حضرت معاویہؓ اور تاریخی حقائق ص ۱۲۵)



برادرانِ گرامی۔۔۔۔۔۔۔!

دیکھا آپ نے حضرت مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور مولانا مفتی محمد تقی عثمانی کس طرح حضرت سیدنا معاویہ کے دامن صحابیت کو بے داغ ثابت کر رہے ہیں اور کیوں نہ کرتے جبکہ حضرت امیر معاویہ جلیل القدر صحابی، صاحب مناقب کثیرہ شخصیت، خال المومنین اور کاتب وحی رہے ہیں سیدنا امام حسنؓ جیسی ہستی آپؓ کے حق میں خلافت سے دستبردار ہوئی تھی اور حسنؓ ومعاویہ کے صلح کی پیشن گوئی میں نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے **بین الفیئتین العظمتین من المسلمین** کے الفاظ نکلے تھے۔

یزیدی حکومت کے اقدامات کی نسبت کر کے سیدنا امیر معاویہؓ کے متعلق یا وہ گوئی خسرانِ مبین اور باعثِ غضب رب العالمین ہے

**تلک امة قد خلت لها ما کسبت ولکم ما کسبت ولا تسئلون عما کانوا یعملون.**

جہاں تک یزید کی بداعمالیاں ہیں۔

**پسر نوح کہ بابداں بنشت**
**خاندان نبوتش گم شد**

سعدیؒ

یزید اپنے اعمال وافعال کا خود ذمہ دار ہے اس لیے حافظ ابن حجر الھیتمی المکی نے سیدنا معاویہؓ کی مذکورہ دعا کے ضمن میں لکھا ہے

**وقد بتر عمر یزید لسوء ما فعله واستجابةلدعوة أبیه فانه خطب وقال اللهم ان کنت انما عاهدت لیزید لما رأیت من فبلغه ما أملته واعنهٔ وان کنت انما حملنی حب الوالد لولده وانه لیس لما صنعت اهلا فا قبضه قبل اُن بیلغ ذالک**

اے اللہ اگر یزید اس عہدے کا اہل ہے تو اس کی خلافت کو استحکام عطاء فرمایا اور اس کی مدد ونصرت فرما اور اگر میں نے یہ کام محض پدری محبت کے سبب کیا ہے اور وہ اہل نہیں تو اسکو قبضے میں لے لے۔

**فکان کذالک لأن ولایتهٔ کانت سنة ستین ومات سنة اربع وستین**

اسی دعا کا کرشمہ تھا یزید کی خلافت کو استحکام نصیب نہ ہوا۔ سنہ ۶۰ ھ میں حکومت ملی اور سنہ ۶۴ ہجری میں یزید موت کے منہ میں چلا گیا۔

(صواعق محرقہ ص ۲۲۴)

☆☆☆☆



## ﴿سوال﴾

آپ کی جماعت کے ایک خطیب نے واقعہ کربلا پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد عالم اسلام کے کسی کونے سے صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی اور کسی مسلمان نے بھی اس واقعہ کے بعد یزید کی بیعت نہیں توڑی، یزید دشمنی میں حد سے آگے بڑھنے والو کبھی خلوت میں بیٹھ کر غور کرو اور سوچو کہ اگر یزید واقعی واقعہ کربلا کا ذمہ دار ہوتا تو یہ خیر القرون کے بہترین اور عشق رسول ﷺ سے سرشار لوگ سر بکف میدان میں آتے اور صدائے احتجاج بلند کرتے، یزید کی بیعت توڑ دیتے اور اس کے خلاف نفرت کا اظہار کرتے۔ خطیب مذکور کا یہ دعویٰ کہاں تک درست ہے۔ (ممتاز احمد ہمدانی)

## ﴿الجواب﴾

یزیدی سکول آف تھاٹ کے لوگ ہماری جماعت میں ہوں یا کسی اور جماعت میں ایسے لوگ واقعہ کربلا کی اہمیت اور ہولناکی کم سے کم تر ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہتے ہیں۔ نواصب کی اس طرح کی دلیلیں بالکل روافض کی دلیلوں سے ملتی جلتی ہیں جو وہ مظلوم مدینہ سیدنا عثمان بن عفانؓ کے خلاف پیش کرتے ہیں کہ اتنے دن محاصرہ جاری رہا۔ پانی وغیرہ بند رہا صحابہ کرامؓ کیوں خلیفہ وقت کی امداد اور حمایت میں نہیں نکلے۔ صحابہ کرامؓ کی عدم حمایت سے یہ یہ اور وہ وہ باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ روافض کی طرح نواصب بھی ہر اس روایت اور واقعہ کی قدر و منزلت گھٹاتے ہیں جو سیدنا علی المرتضیٰؓ یا حسنین کریمینؓ کی شان ظاہر کرتا ہو۔

حکیم فیض عالم صدیقی ناصبی کے حوالے پہلے ذکر ہو چکے ہیں۔ جہاں تک آپ نے خطیب مذکور کے دعوے ذکر کیے ہیں کہ عالم اسلام کے کسی کونے میں صدائے احتجاج بلند نہیں ہوئی۔ کسی مسلمان نے واقعہ کربلا کے بعد یزید کی بیعت نہیں توڑی کسی مسلمان نے واقعہ کربلا کے بعد یزید سے نفرت کا اظہار نہیں کیا۔ اس پر یاد آیا کہ ہماری جماعت کے عظیم عالم اور مفسر استاد العلماء مولانا محمد امیر صاحبؒ آف میانوالی بنات اربعہ پر بحث کرتے ہوئے فرماتے تھے جو لوگ حضور ﷺ کی صرف ایک بیٹی مانتے ہیں

تین کا انکار کرتے ہیں ان کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ ان تین میں سے دو حضرت عثمانؓ کی عقد میں تھیں ان کو حضور ﷺ کا بیٹیاں مانا جائے تو سیدنا عثمانؓ کو ذی النورین ماننا پڑتا ہے۔فرماتے تھے میں منکرینِ بنات اربعہ کو مشورہ دیتا ہوں کہ حضور ﷺ کی تین بیٹیوں کا بنات النبی ﷺ ہونے سے انکار کرنے کی بجائے تم اس بات کا انکار کردو کہ دنیا میں عثمان نام کا کوئی آدمی پیدا ہی نہیں ہوا۔خلیفہ ثالث کوئی نہیں گزرا۔عثمانؓ کی پیدائش قبول اسلام اور خلیفہ بننے کی سب روایات جھوٹ کا پلندہ ہیں اگر تم یہ دعویٰ کردو تو کوئی تمہارا کیا بگاڑ لے گا؟

حضرت اقدس مولانا محمد امیر صاحبؒ کے اس ارشاد کی روشنی میں ہم بھی یزیدی گماشتوں کو مشورہ دیں گے کہ بجائے اتنی کذب بیانیوں اور قلابازیوں کی ایک ہی جست لگائیں اور دعویٰ داغ دیں کہ حضرت علیؓ کی اولاد میں حسینؓ نام کا کوئی فرزند نہیں تھا۔سیدنا حسینؓ کی ولادت، بچپن، لڑکپن، جوانی کے حالات وواقعات بیان کرنے والی تمام روایات شیعوں کی وضع کردہ ہیں۔ یہ روایات شیعوں نے اہل سنت کی کتابوں میں داخل کردی ہیں۔اگر آپ لوگ یہ دعویٰ کردیں تو کوئی آپ کا کیا بگاڑ لے گا؟

اب آتے ہیں آپ کس سوال کی طرف

**(ا) صحیح بخاری کتاب الفتن عن نافع لما خلع اھل المدینة یزید بن معٰویة**

جب مدینہ والوں نے یزید بن معاویہ کی بیعت توڑ ڈالی۔ (بخاری ثانی ص۱۰۵۳)

شارحین بخاری نے اس کی شرح میں لکھا ہے

**وکان السبب فی خلعه ما ذکر الطبری ان یزید بن معٰویه امر علی المدینة ابن عمر عثمان بن محمد بن ابی سفیان فاوفد انی یزید جماعته من اھل المدینة منھم عبدالله بن غسیل ملائکه و عبدالله بن ابی عمرو المخزومی فی آخرین. فاکرھم واجازھم فرجعو فاطھرو عیبه و نسبوھالی شرب الخمر وغیر ذالک ثم وثبو علی عثمان فاجرجوہ و خلعو یزید بن معاویه الی آخر القصه**

(حاشیہ بخاری ثانی ص۱۰۵۳)



یزیدی عامل مدینہ نے اہل مدینہ کا ایک وفد جس میں صحابی عبداللہؓ بن حنظلہ غسیل ملائکہ بھی تھے، یزید کے پاس بھیجا یہ وفد یزید سے مل کر جب واپس مدینہ پہنچا تو انہوں نے مدینہ والوں کے سامنے یزید کی شراب نوشی اور دوسرے عیب بیان کیے۔مدینے والوں نے یزیدی عامل کو نکال دیا اور یزید کی بیعت توڑ دی۔

مظاہر حق نے نواب قطب الدین خان دہلوی نے لکھا ہے جب بد بخت یزید بن معاویہ کی فوج نے میدان کربلا میں حضرت امام حسینؓ کو نہایت بیدردی کے ساتھ شہید کیا تو پورے عالم اسلام میں زبردست تہلکہ مچ گیا اور یزید کے خلاف عام مسلمانوں میں نفرت کے جذبات پیدا ہوگئے۔ادھر اس کی بدکاریوں، بے اعتدالیوں اور بدمست زندگی کے واقعات نے اس کی طرف سے لوگوں کو پہلے ہی بد زن کر رکھا تھا۔ چنانچہ اہل مدینہ نت متفقہ طور پر اس کی خلافت وحکومت سے بیزاری کا اظہار اور اس کے خلاف جہاد کا اعلان کردیا۔

(مظاہر حق ج۴،ص۱۹۳)

۳: حضرت مولانا مفتی محمد شفیعؒ ارقام فرماتے ہیں۔۔

شہادت حسینؓ کے بعد یزید کو ایک دن چین نصیب نہ ہوا۔تمام اسلامی ممالک میں خون شہداء کا مطالبہ اور بغاوتیں شروع ہوگئیں۔اس کی زندگی اس کے بعد دو سال آٹھ ماہ اور ایک روایت میں تین سال آٹھ ماہ سے زائد نہیں رہی۔ دنیا میں بھی اس کو اللہ تعالیٰ نے ذلیل کیا اور اسی ذلت کے ساتھ ساتھ ہلاک ہوگیا۔

(واقعہ کربلا مفتی محمد شفیعؒ)

یادرہے یہ وہی مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ لکھ رہے ہیں جن کا مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ کی حمایت میں ایک فتویٰ ہمارے حضرات بڑے اہتمام والتزام سے

شائع کرتے رہتے ہیں اور عنوان ہوتا ہے

مفتی دارالعلوم دیوبند مفتی اعظم پاکستانحضرت مفتی محمد شفیعؒ کا اعلان حق

صحیح بخاری کے حوالے سے حضرت نافع کی روایت مظاہر حق سے نواب قطب الدین خان دہلویؒ کی عبارت اور مفتی اعظم مفتی محمد شفیعؒ کا اعلانِ حق سامنے رکھ کر یزیدی خطیب کی عبارت اور دعاوی کی حقیقت سمجھنا امر مستعبد نہیں۔

**من آنچه شرطِ بلاغ است باتو مے گفتم**
**تو خواه از سخنم پند گیر خواه ملال**
**اگر در خانه کس است**
**یك حرف بس است**

☆☆☆☆



﴿سوال﴾

ماہنامہ توحید وسنت پنج پیر شمارہ ستمبر **2018** میں مولانا سید کفایت بخاری کا ایک مضمون شائع ہوا جس میں بخاری صاحب لکھتے ہیں

حضرت امام حسینؓ صاحب فضائل کثیرہ اور صاحب روایت صحابی ہیں۔ آنجناب رضی اللہ تعالی عنہ نبی کریم ﷺ کے نواسے تھے۔ آپؓ کا سر مبارک کاٹ کر یزیدی گورنر ابن زیاد کے سامنے پیش کرنا یہ ظاہر کرنے کو کافی ہے کہ آنجنابؓ کو یزیدی فوج نے شہید کیا۔

خود یزید کا اپنے گورنر ابن زیاد پر لعنت کرنا اور اسے قتل کا ذمہ دار ٹھہرانا بھی اس کا ثبوت ہے کہ یہ حادثہ فاجعہ ابن زیاد کے حکم سے پیش آیا اور یزید اس حادثہ کی تفصیلات سے کم از کم آگاہ تھا۔

اس حادثے کے بعد یزید کے غمگین ہونے کے روایات جہاں آتی ہیں وہیں یہ روایات بھی موجود ہیں کہ اس نے قتل حسین کا حکم دیا تھا اور اس حادثہ فاجعہ پر خوش ہوا تھا، اس کا ابن زیاد اور اس حادثے کے دیگر ذمہ داروں کے خلاف کوئی کارروائی نہ کرنا بھی اس کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

کربلا کے بعد اس کے حکم پر شہر نبی ﷺ مدینہ منورہ پر حملہ کیا گیا اور وہاں بری طرح تباہی مچائی گئی اسے واقعہ حرہ کہتے ہیں جس میں صحابہ کرامؓ اور ان کی اولاد کی کثیر تعداد شہید ہوئی۔

یزید کے ان کرتوتوں اور دیگر سیاہ کارناموں کی وجہ سے احناف میں سے علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ ،حضرت قاضی ثناء اللہ رحمہ اللہ پانی پتی صاحبِ تفسیر مظہری اور علامہ آلوسی صاحب تفسیر روح المعانی یزید پر لعنت کرنے کو جائز کہتے ہیں۔ جمہور اہل سنت جواز لعن کے قائل نہیں تاہم فسق یزید سے کسی کو انکار نہیں یہ اہل سنت کا مسلمہ اور متفقہ مسئلہ ہے۔ لیکن فتنوں کے اس دور میں ایسے علامہ اور مؤرخِ اسلام بھی تشریف لے آئے جو یزید کو برا بھلا کہنے والے صحابہ کرامؓ کو بھی شریر لوگ کہتے ہیں۔

مجھے ایک صاحب مطالعہ دوست نے کہا ہے کہ مضمون نگار کا اشارہ مولانا عطاء اللہ بندیالوی کی طرف ہے۔ کیا مولانا بندیالوی نے واقعتاً صحابہ کرامؓ کو شریر کہا یا لکھا ہے؟

﴿جواب﴾

آپ کے صاحبِ مطالعہ دوست نے آپ کو جو جواب دیا ہے وہ آدھا درست ہے اور آدھا درست نہیں۔

آدھا درست بایں معنیٰ کہ مولانا کفایت بخاری نے جس مورخ اسلام کی طرف اشارہ کیا ہے ان کی کتاب واقعہ کربلا اوراس کا پس منظر صفحہ 92 پر لکھا ہے

محمد بن حنفیہ (تابعی) نے بھی بخوشی ورضا یزید کی بیعت کی تھی اور کچھ لوگوں نے ان سے مطالبہ کیا کہ آپ یزید کی بیعت توڑ دیں تو انہوں نے سختی سے انکار کیا اور یزید کی حمایت میں ان سے بحث مباحثہ کیا پھر جب اُن شریر لوگوں نے یزید پر الزامات لگائے کہ وہ شراب پیتا ہے۔۔۔۔الخ

اب یہ تو محتاج بیان نہیں کہ محمد بن حنفیہ کے پاس جانے والے دونوں صحابی تھے عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ (ابن غسیل ملائکہ)۔

مذکورہ مورخ اسلام کی مذکورہ کتاب میں یہ بات اوراسطرح کی کئی اور قابل اعتراض باتیں موجود ہونے کے سبب سے ہی ۱۳۱ اگست ۱۹۹۷ء جمعیت اشاعت توحید وسنت پنجاب کی مجلس شوریٰ کے (شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا قاضی عصمت اللہ صاحب کے زیر صدارت ہونے والے) اجلاس میں امام المناظرین حضرت مولانا محمد یونس نعمانی رحمہ اللہ نے اس کتاب کے خلاف آواز بلند کی تھی اسی نعمانی للکار کے نتیجے میں صوبائی مجلس شوریٰ نے اپنے فیصلے میں لکھا تھا کہ آج کا یہ صوبائی اجلاس حضرت مولانا سید محمد حسین نیلوی اور مولانا عطاء اللہ صاحب بندیالوی کہ جن کی کتاب واقعہ کربلا سے جماعتی موقف کی خلاف ورزی سامنے آئی ہے سے درخواست کرتا ہے کہ وہ مقنّنہ کے آئندہ اجلاس میں اس کی وضاحت کریں اور حضرت الامیر ان سے وضاحت طلب کریں۔

(خس کم جہاں پاک صفحہ نمبر 27)

مولانا محمد یونس نعمانی رحمہ اللہ حسرت کرتے تھے کہ کاش حضرت الامیر اس قرارداد کی روشنی میں مذکورہ



کتاب لکھنے والوں کو بلائیں اور مجھے بھی طلب فرمائیں لیکن اس کی نوبت نہ آسکی اور مولانا یونس نعمانی رحمہ اللہ موت کا جام پی کر دنیا سے رخصت ہوگئے۔ انکا یہ احتجاج اور قرارداد ان کے لیے ذخیرہ آخرت بنے گا۔

## تعارف مولانا محمد یونس نعمانیؒ

امام المناظرین حضرت مولانا محمد یونس نعمانی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد جون **2012** پر ضیائے توحید سرگودھا میں مدیر اعلیٰ نے حرف اول کے عنوان سے لکھا تھا۔

مسلک حق اشاعت التوحید وسنت کا ترجمان ،فقہ حنفی کا محافظ ،فن مناظرہ کا شاہ سوار ،مبتدعین اور اہل باطل کی نیندیں حرام کرنے والا آج ہمیشہ کے لئے ابدی نیند سوگیا۔

مولاناؒ نے اپنی تعلیمی زندگی میں اپنے وقت کے نامور علمائے کرام سے استفادہ کیا آپ فنِ تفسیر میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خان رحمہ اللہ اور فخر المفسرین مولانا عبدالغنی جاجروی رحمہ اللہ کے شاگرد تھے درس نظامی کی تعلیم مولانا لعل شاہ صاحب بخاری اور شیخ التفسیر الحدیث مولانا قاضی عصمت اللہ رحمۃ اللہ سے حاصل کی۔

حدیث کا سلسلہ اپنے دور کے نامور محدث امام المحدثین مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ اور مفتی اعظم پاکستان مفتی ولی حسن ٹونکوی رحمہ اللہ سے قائم کیا۔سلسلہ بیعت اپنے ولی کامل رہبر شریعت پیر طریقت مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ سے فیض یافتہ تھے۔

مولانا کو اللہ تعالی نے بے پناہ خوبیوں سے نوازا تھا آپ ایک جید عالم دین ،باصلاحیت مدرس ،علم تفسیر پر خصوصی دسترس ،مذاہب باطلہ پر گہری نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ فن مناظرہ کے بے تاج بادشاہ تھے۔

آپکی پوری زندگی دعوت وتبلیغ اور مسلک حق اہل سنت والجماعت کی ترجمانی میں بسر ہوئی۔ ملک سے کونے کونے میں اہل باطل کا تعاقب کرتے ہوئے انکو ناکوں چنے چبوائے۔

مختلف فرقوں کے ساتھ آپ کے بے شمار مناظرے ہوئے اور ہمیشہ فتح وکامرانی نے آپ کے قدم

چومے۔منڈی بہاولدین کا مناظرہ ہو یا منڈیالا تیگہ کا فیصلہ کن مناظرہ آپ نے مضبوط دلائل،قوت استدلال اور مخالفین کے دلائل کا مسکت جواب دے کر اشاعت توحید وسنہ کا سر فخر سے بلند کر دیا۔

اکابرین اشاعت توحید وسنہ کو آپ پر مکمل اعتماد تھا اور آپ ہمیشہ اس اعتماد پر پورے اترے۔صرف ملک پاکستان میں ہی نہیں بلکہ برطانیہ میں بھی جب کچھ شر پسند علماء نے اکابرین علماء دیوبند کو مطعون کرنے کی کوشش کی تو برطانیہ کے تمام علمائے دیوبند کی نظرِ انتخاب مولانا نعمانیؒ پر پڑی اور آپ کو پاکستان سے بلا کر علمائے دیوبند کا نمائندہ مقرر کر کے ان شر پسند علماء کے مقابلے کیلئے میدان میں لایا گیا اور آپ نے مسلک علمائے دیوبند کا دفاع کرتے ہوئے مخالفین کی تمام سازشوں کو ناکام کر دیا۔

بلاشبہ آپکی شخصیت ایک جامع شخصیت تھی ایسی شخصیات جماعتوں کے لیے سرمایہ افتخار ہوا کرتی ہیں۔

(ضیائے توحید جولائی 2012)

## ضروری نوٹ

قارئین آپ نے نوٹ کیا ہے یا نہیں مولانا محمد یونس نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کے تذکرے میں ضیائے توحید سرگودھا کے مدیر اعلیٰ نے تمام حضرات کے ناموں کے ساتھ رحمہ اللہ رحمہ اللہ کا دعائیہ جملہ لکھا ہے مگر کم ظرفی اور بخل کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت مولانا سید لعل شاہ بخاری رحمہ اللہ کے اسم گرامی کے ساتھ رحمہ اللہ نہیں لکھا۔ہم مدیر اعلیٰ کو وہی جواب عرض کرتے ہیں جو مکہ وطائف والوں کو سورہ زخرف میں دیا گیا۔

**اَهُم يَقسِمُونَ رَحمَتَ رَبِّک** کیا یہ تقسیم کرتے ہیں آپ کے رب کی رحمت۔

آدھا درست نہیں کی تفصیل یہ ہے کہ کتاب کے نئے ایڈیشن سے شریر کا لفظ نکال کر مصنف نے اس کی جگہ پر مخالفین درج کر دیا ہے مگر کوئی وضاحت نہیں کی کہ شریر کیسے لکھا تھا یہ غلطی دانستہ ہوئی تھی یا نادانستہ۔

مصنف مذکور بڑے فخریہ انداز میں کہتے رہتے ہیں کہ میرا مطالعہ بیضاوی اور جلالین تک محدود نہیں میں



نے سبقاً سبقاً قرآن پڑھا ہے،اچھی بات ہے ماشاءاللہ

ہم نے بھی تفسیر قرآن حضرت الاستاذ مولانا قاضی عصمت اللہؒ،مولانا سید بدیع الزمانؒ شاہ بخاری اور استاذ نا و مرشدنا حضرت مولانا شیر محمدؒ صاحب بانی جامعہ اساس العلوم پنڈ سلطانی سے پڑھی ہے۔ہمارے اساتذہ رجوع اور توبہ واصلاح کے حوالے سے بتاتے تھے کہ توبہ کی تین اقسام ہیں۔

**(۱) توبة المنافقين (۲) توبة العوام (۳) توبة العلماء**

توبۃ العلماء کا طریقہ سورۃ بقرہ آیت ۱۶۰ میں بیان کیا گیا ہے۔

**إِلَّا الَّذِينَ تَابُوا وَأَصْلَحُوا وَبَيَّنُوا فَأُولَٰئِكَ أَتُوبُ عَلَيْهِمْ وَأَنَا التَّوَّابُ الرَّحِيمُ.**

یہ تو کوئی طریقہ نہیں کہ آدمی صحابہ کرام کو پہلے حبِ یزید میں اندھا بہرا ہو کر شریر لکھ دے پھر شریر کا لفظ نکال کر مخالفین لکھ دے اور وضاحت بھی نہ کرے الٹا تبدیل شدہ ایڈیشن کے پیش لفظ میں یہ مجذوبانہ دعویٰ بھی کر دے اس ایڈیشن میں کوئی تبدیلی اور ردوبدل نہیں کیا جا رہا ہے اور نہ ہی مخالفین کے بودے کمزور اور لچر اعتراضات کی طرف توجہ دینے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ (واقعہ کربلا ۳۰)

قارئین بودے کمزور اور لچر اعتراضات کے الفاظ دوبارہ پڑھیں اور پھر امام المناظرین حضرت مولانا محمد یونس نعمانی رحمہ اللہ کی قرارداد اور اس پر دستخط کرنے والے حضرات گرامی کے اسمائے مبارکہ دیکھیں چودہ طبق روشن ہو جائیں گے۔۔

رہ گیا معاملہ غلطی کا اس کا امکان ہر کسی سے ہر وقت رہتا ہے۔مگر علماء کرام کے رجوع کا یہ طریقہ تو نہیں جو واقعہ کربلا کے مصنف نے اختیار کیا ہے۔طریقہ کیا ہے ایک ماضی بعید اور ایک ماضی قریب کی مثال ملاحظہ فرمائیں ایمان تازہ ہو جائے گا۔

## رجوع کی دو قابل تقلید مثالیں

ابوشہل محمد بن عمر شیخ بلخ کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب میں بغداد گیا تو وہاں ایک شخص پل پر کھڑا ہو کر تین دن تک یہ منادی کرتا رہا کہ قاضی احمد بن عمر خصافؒ سے فلاں مسئلہ دریافت کیا گیا انہوں نے

یہ جواب دیا یہ جواب غلط ہے اس مسئلہ کا جواب یہ ہے اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے جو مستفتی تک یہ بات پہنچا دے منادی کرنے والے یہ شخص قاضی احمد بن عمر خصافؒ خود تھے۔

(مقدمہ شرح ادب القاضی:۵)

**چنیں کردند یاراں زندگان**
**زکار افتادہ بشنو تابدانی**

(دیکھیئے کلمۃ الہادی از مفتی عیسیٰ خان:۵۳)

## دوسری مثال

حضرت مولانا مفتی رشید احمد رحمہ اللہ قمطراز ہیں

سوال: میت کو دفن کرنے کے بعد قبر پر کچھ دیر ٹھہرنا اور دعا کرنا ثابت ہے مگر اس دعا میں رفع یدین کی تصریح کہیں نظر سے نہیں گزری لہٰذا اس بارے میں تحقیق عالی سے ممنون فرمائیں کہ اس وقت دعا میں رفع یدین ثابت ہے یا نہیں؟ اگر ثابت نہیں ہے تو رفع یدین جائز ہے یا نہیں؟ بینوتوجرو

جواب

بمقتضائے قاعدہ رفع یدین مستحب ہے اور دعا بوقت زیارۃ القبور میں ثبوت رفع یدین سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے مگر اکابر کے تعامل عدم رفع کے پیش نظر رفع یدین کے قول وعمل کی ہمت نہ ہوتی تھی اسی بنا پر احسن الفتاوی جدید جلد اول باب رد البدعات میں عدم رفع یدین کا فتوی تحریر ہے اسکے بعد حدیث میں رفع یدین کی تصریح مل گئی۔

**قال الحافظؒ و فی حدیث ابن مسعودؓ رایت رسول اللہ ﷺ فی قبر عبد اللہ بن ذی البجادین الحدیث وفیہ فلما فرغ من دفنہ استقبل القبلۃ رافعا یدیہ. اخرجہ ابو عوانۃ فی صحیحہ (فتح الباری)**

اب استحباب رفع یدین میں کوئی تامل نہیں رہا اس لئے عدم رفع کے سابقہ فتوی سے رجوع کرتا ہوں

(احسن الفتاوی جلد۴:۲۳۴)



## ﴿سوال﴾

عبدالمنان راسخ نامی ایک غیر مقلد خطیب ہے اس نے اپنی کتاب مصباح الخطیب میں جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے قائدین کے خلاف ہرزہ سرائی کرتے ہوئے کہا اور لکھا ہے

حنفی دیوبندی حضرات صحابہ کران ارضوان اللہ علیہم اجمعین کے مرتبے کو گراتے ہیں اور ان کی تنقیص میں ذرا بھر بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ ماضی قریب کے مشہور حنفی مقلد محمد حسین نیلوی نے جہاں سیدنا حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں گستاخانہ لب ولہجہ اور قلم استعمال کیا ہے اسی طرح سرگودھا ہی کے محمد عطاء اللہ بندیالوی نے اپنی کتاب واقعہ کربلا میں جلیل القدر صحابی حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں حد درجہ گستاخانہ انداز اختیار کیا ہے جو کہ کسی عام مسلمان کے لیے بھی جائز نہیں۔ ہماری بڑے ادب کے ساتھ اکابرین دیوبند کی خدمت میں گزارش ہے کہ وہ اس طرح کی باتوں کا سختی سے نوٹس لیں اور ایسی کتابوں کو آگ لگا کر جلا دیں۔

(مصباح الخطیب ۴۴۶)

سوال یہ ہے کہ اس غیر مقلدانہ ہرزہ سرائی کی کوئی حقیقت بھی ہے یا نہیں؟

## ﴿جواب﴾

قطب الاقطاب شیخ المشائخ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ تعالی علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ آخری عمر میں جب بینائی متاثر ہوگئی اور مطالعہ ممکن نہ رہا تو ایک دن اپنے قریبی احباب میں سے کسی ایک سے فرمایا کہ بھائی بریلی والے مولوی صاحب کی کوئی نئی تحریر اگر ہمارے خلاف آئی ہو تو سناؤ۔ عرض کیا گیا حضرت تحریر تو آئی ہوئی ہے مگر ہمیں سنانے کی ہمت نہیں۔ فرمایا کیوں ہمت نہیں عرض کیا گیا حضرت گالیاں ہی گالیاں ہیں۔۔۔

فرمایا ارے بھائی دور کی گالیوں کا کیا نقصان سناؤ سناؤ ممکن ہے انہوں نے ہماری کسی غلطی پر گرفت کی ہو اور ہم اپنی غلطی کی اصلاح کرلیں۔۔ اللہ اکبر کبیراً

اب آتے ہیں سوال کی طرف عبدالمنان راسخ کی بات پر ردعمل دینے سے پہلے ذرا آپ جمعیت اشاعت توحید وسنت پنجاب کی مجلس شوریٰ کی اگست ۱۹۹۷ والی قرارداد دوبارہ سہ بارہ ملاحظہ فرمالیں جس میں لکھا ہے کہ آج کا یہ صوبائی اجلاس مولانا محمد حسین شاہ نیلوی اور مولانا عطاءاللہ بندیالوی کہ جن کی کتاب واقعہ کربلا سے جماعتی موقف کی خلاف ورزی سامنے آئی ہے درخواست کرتا ہے کہ وہ مقتنّہ کے آئندہ اجلاس میں اس کی وضاحت کریں اور حضرت الامیران سے وضاحت طلب کریں۔

(خس کم جہاں پاک: ۳۷)

مذکورہ قرارداد کے علاوہ امام المناظرین حضرت مولانا محمد یونس نعمانی کی برسرممبر کی گئی تقریر موجود ومحفوظ ہے نعمانی صاحب کے الفاظ ہیں۔۔

جماعت کے اجلاس میں فیصلہ ہوا ہے کہ جس نے جماعتی موقف کے خلاف کیا ہے اس کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔صرف احمد سعید قصور وارنہیں اس میں قاضی عصمت اللہ صاحب بھی آئے ہوئے ہیں، نیلوی صاحب بھی آئے ہوئے ہیں، مولوی عطاءاللہ بھی آیا ہوا ہے۔یہ تو جب یہ صفائی دینے آئے گا ہمارے سامنے اس وقت پتہ چلے گا کہ کس طرح یہ نئے مسئلے لکھتا ہے اور جھوٹ بولتا ہے۔اس نے ایک صحابی حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالی عنہ سب کہو رضی اللہ تعالی عنہ صحابی کا نام لکھ کر آگے لکھتا ہے کہ یہ سبائیوں کا سرغنہ تھا معاذ اللہ معاذ اللہ۔صحابی کے بارے میں لکھتا ہے تعلیم القرآن رسالے میں کہ یہ بدبخت وہ ہے صحابی کے متعلق ایسے الفاظ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

مکمل گفتگو سننے کیلئے اس لنک پر جائیں http://bit.ly/3cO3QJQ

نوٹ: امام المناظرین حضرت مولانا محمد یونس نعمانیؒ کے تعارف کیلئے دیکھئے ماہنامہ ضیائے توحید جون 2012۔۔

اب آپ ذرا مولانا عبدالمنان راسخ کا بیان بھی دیکھیں اور مولانا محمد یونس نعمانی رحمہ اللہ کا انکشاف بھی صرف اتنا تضاد ہے کہ راسخ صاحب نے واقعہ کربلا کا حوالہ دیا ہے جبکہ نعمانی صاحب نے تعلیم القرآن رسالے کا۔باقی صحابی رسول سیدنا سلیمان بن صرد رضی اللہ تعالی عنہ کے بارے میں جارحانہ، بے با



کانہ، جاہلانہ اور گستاخانہ لہجہ پر احتجاج کے حوالے سے تو مقلد اور غیر مقلد ایک پیج پر نظر آرہے ہیں۔

## تعارف صحابی حضرت سلیمان بن صُرَدؓ

حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

**هو صحابی جليل** (البدایه جلد ۸ ص ۲۷۱)

آپ جلیل القدر صحابی تھے

**كان اسمه يسار فغيره النبی ﷺ** (الاصابه جلد ۳ ص ۱۷۲)

آپ کا نام یسار تھا۔نبی ﷺ تبدیل کر کے سلیمان رکھا۔

**فلما قبض رسول ﷺ تحول الی الکوفه فنزلها شهد مع علیؓ الجمل و صفين.**

جب نبی کریم ﷺ کی وفات ہوئی تو کوفہ میں سکونت پذیر ہوگئے۔جنگ جمل وصفین میں حضرت علی المرتضیٰؓ کے شانہ بشانہ تھے۔

(الاعلام جلد۳ص۸۲۱)

**له رواية يسيرة**

آپ سے کچھ روایات بھی مروری ہیں

(اعلام جلد۳ص۳۹۴)

ابن عبدالبر فرماتے ہیں

**كان ممن كاتب الحسينؓ**

(الاصابہ جلد۳ص۱۷۲)

آپ ان افراد میں سے ہیں جنہوں نے حضرت سیدنا حسینؓ کو خطوط لکھے۔

صحیح بخاری کتاب المغازی میں سیدنا سلیمان بن صردؓ کی روایت بایں الفاظ موجود ہے۔

**حدثنا أبو نعيم حدثنا سفيان عن أبی إسحاق عن سليمان بن صرد قال قال النبی**

صلی اللہ علیه وسلم يوم الأحزاب نغزوهم ولا يغزوننا. حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ حَدَّثَنِي عَدِيُّ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ سُلَيْمَانَ بْنَ صُرَدٍ رَجُلًا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَغَضِبَ أَحَدُهُمَا فَاشْتَدَّ غَضَبُهُ حَتَّى انْتَفَخَ وَجْهُهُ وَتَغَيَّرَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ الَّذِي يَجِدُ فَانْطَلَقَ إِلَيْهِ الرَّجُلُ فَأَخْبَرَهُ بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ تَعَوَّذْ بِاللَّهِ مِنْ الشَّيْطَانِ فَقَالَ أَتُرَى بِي بَأْسٌ أَمَجْنُونٌ أَنَا اذْهَبْ (صحيح البخاری)

الھام الباری فی حل مشکلات البخاری میں سند المحدثین حضرت قاضی شمس الدینؒ رقم طراز ہیں

**قولہ سلیمان بن صرد با لاتنوین منصرف لم یعدل من صادر کعمر من عامرو زر من زافر**

(الھام الباری حصہ دوم)

.....☆☆☆☆.....



## ایک مکتوب بمع جواب۔۔

محترم مفتی غلام فرید توحیدی صاحب

السلام علیکم عرض ہے کہ آنجناب کی تصنیف گلدستہ محرم الحرام نظر سے گزری کچھ باتیں توضیح طلب ہیں آپ کے اخلاق عالیہ سے امید ہے وضاحت فرما کر الجھن حل کر دیں گے آپ نے نمبر صفحہ 226 پر لکھا ہے کہ عمر بن سعد نے حضرت حسینؓ کو بڑی ہمدردی اور دلجوئی سے سمجھایا اور کوفیوں کا اصل چہرہ دکھایا اسی صفحہ پر آپ نے انکشاف فرمایا کہ آخر کار مذاکرات کامیاب ہوئے۔ 227 پر جناب نے لکھا ہے کہ کوفی اچانک حضرت حسینؓ کے قافلے پر ٹوٹ پڑے وضاحت طلب امر یہ ہے کہ عمر بن سعد جس کی کمان میں چار ہزار کا لشکر موجود تھا اس نے ظالم کوفیوں کو روکا کیوں نہیں؟ روکنا تو در کنار مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ علیہ کے بقول ابن زیاد شقی کا حکم تھا کہ قتل کے بعد لاش کو گھوڑوں کی ٹاپوں میں روندا جائے۔

عمرو بن سعد نے چند سواروں کو حکم دیا اور انہوں نے یہ بھی کر ڈالا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

(شہید کربلا صفحہ نمبر 85)

مفتی صاحب ہمدردی اور دلجوئی سے سمجھانے والے جن سے مذاکرات بھی کامیاب ہو گئے ہوں کیا آدمی کو یوں بے یارو مددگار چھوڑ رکھتے ہیں اور بعد از شہادت لاش پر گھوڑے چڑھانے اور لاش کو روندتے ہیں؟

اور مفتی غلام فرید صاحب آپ نے اسم گرامی کے ساتھ فاضل دارالعلوم کراچی لکھا ہے اور مذکورہ حوالہ بانی دارالعلوم کراچی کا ہے امید ہے آپ غور فرمائیں گے۔

**من چه گویم و طنبوره من چه مے سرا بد**

دوسری گزارش صفحہ نمبر 344 پر آپ نے یزید پر لعن طعن کو شریعت کے خلاف بتایا ہے اور یزید پر تبرا اور صحابہ کرام کے خلاف زبان درازی کو گڈ مڈ کر دیا ہے آپ اپنی اس عبارت کو سامنے رکھ کر ذرا حضرت مجدد الف ثانیؒ کے مکتوبات دیکھیں اور اپنی اور مجدد صاحب کی رائے گرامی میں موازنہ نہ کریں

مجدد صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کمبخت یزید اصحاب سے نہیں اس کی بدبختی میں کس کو کلام ہے اور جو کام اس بدبخت نے کیا ہے کوئی کافر فرنگ بھی نہیں کرتا۔

(مکتوبات امام ربانی اول صفحہ 128)

مفتی غلام فرید صاحب آپ تبرا اور لعن طعن بر یزید کو سراسر خلاف شریعت بتا رہے ہیں جبکہ حجۃ البالغہ میں امام الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے

**و ہ من قرون الفاضله منافق او فاسق منها الحجاج و یزید.**

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ جن کو آنجناب نے بھی مسئلہ حیات شہداء میں اکابرین امت میں شمار کیا ہے تفسیر مظہری سورہ ابراہیم میں فرماتے ہیں۔

**اسلم ابوسفیان و معاویه و عمر بن العاص وغیرهم ثم کفر یزید ومن معه بما انعم الله علیهم.**

(مظہری جلد 5 صفحہ 271)

محترم مفتی غلام فرید صاحب آپ نے اپنی کتاب میں استاد العلماء مولانا خلیل الرحمٰنؒ کا تذکرہ بڑے بلند الفاظ سے کیا ہے مولانا خلیل الرحمٰنؒ کے استاذ گرامی عظیم محدث قاضی شمس الدین رحمۃ اللہ علیہ پر بات ختم کرتے ہیں بخاری شریف کی روایت ہے ھلکتہ امتی علی ایدغلمۃ من قریش قاضی صاحب نے الھام الباری فی حل مشکلات البخاری میں اسکا مصداق متعین کرتے ہوئے لکھا ہے

**هلکته امتی علی ایدغلمةمن قریش کیزید و امثاله و معاونیهم.**

مفتی صاحب کیا ان آراء کو دیکھ کر آپ اپنی رائے گرامی میں تبدیلی لانا پسند کریں گے

نصیرالدین ضیاء

جوابی لفافہ ارسال خدمت عالیہ ہے

☆☆☆☆



جوابی خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم المقام حضرت مولانا نصیرالدین ضیاء صاحب مدظلہ العالیہ

کافی عرصہ پہلے آپ کا ایک خط ملا ہے جس کو پڑھ کر انتہائی خوشی ہوئی کہ آپ نے ہماری رہنمائی فرمائی سب سے پہلے تو میں آپ سے اس بات کی معذرت کرتا ہوں کہ جواب دینے میں کچھ مجبوریوں کی وجہ سے کافی تاخیر ہوئی۔

باقی آپ نے واقعہ کربلا کے متعلق چند باتیں جو پیش کی ہیں محترم بات یہ ہے کہ واقعہ کربلا ایک تاریخی واقعہ ہے جس میں ہر طرح کی بات موجود ہے لیکن آپ نے میری کتاب گلدستہ محرم میں دیکھا ہوگا کہ اس مسئلہ کو میں نے بالکل مختصر بیان کیا ہے اور یہ اپنے اکابرین کی کتابوں سے اخذ کیا ہے اور نہ میں نے اس مسئلہ کو زیادہ طول دیا ہے اور نہ دینا چاہتا تھا اس لیے اس واقعے کو بالکل مختصراً بیان کیا ہے۔یقیناً آپ علم وعمل اور عمر ہر لحاظ سے ہم سے بڑے ہیں اور ہمارے اکابرین میں شامل ہیں آپ کی جو تحقیق ہے یقیناً وہ قابل قدر ہے اس لیے میں انشاءاللہ مزید اس مسئلے کی تحقیق کی کوشش کروں گا۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو ہو اور ہم سب کو حق بات سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے

طالب دعا

غلام فرید توحیدی

مدرس جامعہ حقانیہ گوجرانوالہ

برادران گرامی۔۔۔!

ہمارے خط اور مفتی غلام فرید توحیدی صاحب کے جواب میں کتنی مطابقت ہے اس کا آپ بخوبی اندازہ کر سکتے ہیں مفتی صاحب کے طویل عرصے کے بعد آنے والے جوابی خط اور اس کے مضمون کو دیکھ کر مجھے استاذ العلماء حضرت مولانا شیر محمد صاحب نوراللہ مرقدہٗ کے استاذ گرامی مولانا سید لعل شاہ بخاری

رحمۃ اللہ علیہ اور کراچی کے ایک ناصبی عزیز احمد صدیقی کے مابین ہونے والی تاریخی خط وکتابت یاد آ گئی قارئین کے تفننِ طبع کے لئے پیشِ خدمت ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مِن سید لعل شاہ بخاری

جناب عزیز احمد صاحب بعد ماھو مسنون۔۔

آنجناب کی دو کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا رمغانِ عجم وسیدہ خدیجہ بعض چیزیں توضیح طلب ہیں۔

نمبر ا۔سیدہ خدیجہ کے زیرِ عنوان لکھا ہے (ناصبی کٹر مسلمان بھائیوں کے لئے) آپ نے ارمغان عجم ورق اول کے اندرونی صفحہ کی پیشانی پر لکھا ہے (ناصبی بھائیوں اور کٹر مسلمانوں کے لئے) نیز ارمغان عجم صفحہ نمبر 51 میں لکھا ہے کہ ہمارے ناصب اول سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں آپ کی اس تحریر سے اتنی بات تو واضح ہوگئی کہ ناصبیت کا آغاز حضرت عمر فاروقؓ سے ہوا مگر آپ نے ناصبیت کی تعریف نہیں کی اور یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ حضرت عمر فاروقؓ ناصب اول کیوں کر قرار پائے؟

نمبر ۲: آپ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے کل چار بیویاں تھیں 11 کی تعداد صحیح نہیں لیکن آپ نے تعین نہیں کیا کہ وہ چار بیویاں کون کون سی تھیں؟ نیز آپ نے متعدد امہات المومنین کا تذکرہ کیا ہے اور لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے خاص مصلحت کے تحت ان سے نکاح کیا تھا جب نکاح ہوگیا تو بیوی بن گئی آپ ﷺ ایک عورت سے نکاح کریں اور وہ زوجہ نہ بنے یہ ایک ایسی منطق ہے جو ہمارے فہم وادراک سے بالاتر ہے کیا آپ اس کی توضیح کی زحمت گوارا فرمائیں گے؟

سید لعل شاہ بخاری

خطیب مدنی مسجد واہ کینٹ



صدیقی صاحب نے جو جواب دیا وہ بلفظہ درج کیا جاتا ہے خود اندازہ کر لیں کہ اس جواب کی سوال کے ساتھ جواب میں کتنی مطابقت ہے۔۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

عزیز احمد صدیقی

محترمی ومحبی بخاری صاحب۔۔۔۔۔۔السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ ایسے زمانے میں آیا جب میں اپنی اہلیہ کی علالت کی وجہ سے پریشان تھا پھر وہ علالت ان کے انتقال کا باعث ہوئی اس لیے جواب نہیں دے سکا۔اب آپ کے سیکرٹری صاحب نے یاد دہانی کرائی خطوط نکالے جو جواب طلب تھے ناصبی کا لفظ ہمارے روافض بھائی عام سنیوں کے لئے استعمال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے علی کے تختِ خلافت پر حضرت ابوبکر کو بٹھا دیا یا نصب کر دیا اس لیے وہ ناصب ہیں اور ان کو اپنا بزرگ امام اور خلیفہ برحق ماننے والے ناصبی ہیں۔

نمبر ۲: ازواج مطہرات کے بارے میں جاھل سنیوں کا اعتقاد ہے کہ وہ نو دس گیارہ بارہ تھیں مگر ہماری کتب تاریخ میں ان کی تعداد تیس سے ادھر ہے میں ان پر سب پر تبصرہ نہ کر سکا اور نہ کر سکتا تھا اس لئے چند نام گنا دیئے کے اور باقی کو مِلک یمین بتا دیا جو حقیقت پر مبنی ہے چنانچہ سیدہ صفیہ کا بیوی لونڈی ہونا صحابہ کرام کو بھی معلوم نہ تھا محض پردہ کروانے سے بیوی تسلیم کر لینا یہ صنعت بخاری ہے۔اب رہا لونڈیوں کا معاملہ تو جب قرآن نے اجازت دی ہے تو اس میں شک کرنے کا اختیار کسے ہے مگر لونڈی وہ نہیں جسے پاکستانی بھائی شرق وسطیٰ میں جا کر بیچ آتے ہیں لونڈی وہ ہے جو جنگ میں بیوہ یا یتیم ہو اور مالِ غنیمت میں ملے۔

والسلام

عزیز

چونکہ اس جواب سے بندہ (مولانا سید لعل شاہ بخاریؒ) کی تسلی نہیں ہوئی اور ظاہر ہے کہ جواب سوال کے مطابق نہیں تھا اس لئے بندہ ایک اور خط لکھتا ہے جو بلفظہ درج ہے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

من لعل شاہ بخاری

ملفوف آنجناب کا موصول ہو کر کاشف احوال ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی پریشانیوں کو دور فرما کر آپ کی تسکین کا سامان پیدا فرمائے۔

امور مسئول عنہا کا جواب تسلی بخش نہیں بلکہ بڑی حد تک مایوسی ہوئی اس لیے کہ

(۱) آنجناب کی محولہ تحریرات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ناصبی ہیں اور ناصبیوں ہی کو کٹر مسلمان کا تصور کرتے ہیں۔ لیکن آپ نے خط میں اس امر کا اظہار کیا ہے کہ رافضی یوں کہتے ہیں اور رافضیوں کی کسی کتاب کا حوالہ آپ نے پیش نہیں کیا۔۔ نیز بقول آنجناب کے جب حضرت عمر فاروقؓ ناصب اول اور صدیق اکبر منصوب ہوئے تو صدیقی حضرات بجائے ناصبی کے منصوبی کہلانے کے زیادہ مستحق ہیں

(۲) ازواج مطہرات کے سلسلہ میں بندہ کا سوال یہ تھا کہ آپ کی تحقیق کے مطابق آنحضرت کی چار بیویاں کون سی تھیں؟ ان کی تعین کر کے بتائیں کہ ان کے اسمائے گرامی کیا کیا ہیں ظاہر ہے آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا امید ہے کہ اولین فرصت میں جواب سے ممنون فرمائیں گے۔

فقط سید لعل شاہ بخاری

اس خط کا صدیقی صاحب نے جو جواب مرحمت فرمایا من و عن قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

محترمی بخاری صاحب

**وعلیکم بعد ماھوا المسنون..**



مجھے افسوس ہے میں اپنے جوابات سے آپ کو مطمئن نہیں کر پایا مگر نادم نہیں ہوں۔ مولوی ملا شیخ اور متولی کو کون سمجھا سکا ہے جو میں سمجھاؤں۔۔ ان کے آگے سر سید، علامہ اقبال، علامہ مشرقی اور قائد اعظم بھی زچ ہو چکے ہیں میں تو ایک نیم خواندہ طالب حق ہوں۔ حقائق کو تلاش کر کے پیش کرتا ہوں جو حق سننا پسند کرتے ہیں وہ خوش ہوتے ہیں اور جنکے دلوں پر قفل لگے ہیں وہ تاویلیں کرتے ہیں اور شکوک پیدا کرتے ہیں مگر ان کے شک و فساد برپا کرنے کا میں ٹھیکے دار نہیں ہوں۔ آپ اپنے بڑے ملا سے رجوع کر کے اپنی تسلی فرمائیں۔

والسلام

عزیز صدیقی

تبصرہ بخاری

بہت حسرتیں تھی جو پوری نہ ہوئیں اور بڑے ارمان تھے جو قلب و جگر کی گہرائیوں میں مدفون ہو گئے عزیر صاحب کی ایک قہر آلود جنبش قلم نے بیسیوں سوالات کو جو سطح دماغ پر ابھر رہے تھے مایوسی کے گھاٹ اتار دیا۔ حیرت ہے مغربی آلات، تحقیق و ریسرچ سے آراستہ محقق دو ضربات کی تاب نہ لا سکا اور مبہوت ہو گیا۔ انکا یہ کہنا بجا ہے کہ میں نادم نہیں ہوں اس سے پہلے بھی ایسے ہو گزرے ہیں جو لا جواب ہو گئے مگر نادم نہ ہوئے قرآن عزیز انہیں کے متعلق کہتا ہے

**فبھتالذی کفر و اللہ لا یھدی القوم الظالمین**

عرقِ ندامت سے آلودہ ہونا اصحاب انابت کی با حیا جبینوں کا خاصہ ہے۔

(استخلاف یزید)

..............................☆☆☆☆..............................

﴿سوال﴾

محبانِ یزید بخاری شریف سے جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عمرؓ کی روایت بڑے جوش وخروش سے بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے یزید کی بیعت نہیں توڑی۔ آخر دم تک اس پر قائم رہے تھے بلکہ اپنے خاندان والوں کو بھی فرمایا تھا کہ جو یزید کی بیعت توڑ دے گا میرا اس سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔ ہم نے بخوشی ورضا یزید کی بیعت ہے۔

﴿الجواب﴾

تین باتیں توجہ طلب ہیں۔۔

پہلی بات یہ دیکھیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیعت کی کیسے حالات میں تھی؟

صحیح بخاری کی روایت ہے

**عن ابن عمر قال دخلت علی حفضه ونوساتها تنطف قلت قد کان من امر الناس ما ترین فلم یجعل لی منالمرشئی فقالت الحق فانهم ینتظرونک واخشیٰ ان یکون فی احتباسک عنهم فرقة فلم تدعه حتیٰ ذهب فَلَمَّا تَفَرَّقَ النَّاسُ خَطَبَ مُعَاوِيَةُ قَالَ: مَنْ كَانَ يُرِيدُ أَنْ يَتَكَلَّمَ فِي هَذَا الأَمْرِ فَلْيُطْلِعْ لَنَا قَرْنَهُ، فَلَنَحْنُ أَحَقُّ بِهِ مِنْهُ وَمِنْ أَبِيهِ، قَالَ حَبِيبُ بْنُ مَسْلَمَةَ: فَهَلَّا أَجَبْتَهُ؟ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: فَحَلَلْتُ حُبْوَتِي، وَهَمَمْتُ أَنْ أَقُولَ: أَحَقُّ بِهَذَا الأَمْرِ مِنْكَ مَنْ قَاتَلَكَ وَأَبَاكَ عَلَى الإِسْلاَمِ، فَخَشِيتُ أَنْ أَقُولَ كَلِمَةً تُفَرِّقُ بَيْنَ الجَمْعِ، وَتَسْفِكُ الدَّمَ، وَيُحْمَلُ عَنِّي غَيْرُ ذَلِكَ، فَذَكَرْتُ مَا أَعَدَّ اللَّهُ فِي الجِنَانِ قال حبیب حفظت و عصمت**

ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ام المؤمنین حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا آپ کی زلفوں میں اس وقت پانی لہکر رہا تھا میں نے عرض کیا آپ لوگوں کا حال دیکھ رہی ہیں کہ میرا اس امر میں کوئی



حصہ نہیں کیا گیا۔ آپ نے فرمایا وہاں جاؤ وہ تمہارا انتظار کر رہے ہوں گے اور میں اندیشہ کرتی ہوں کہ تیرے رک جانے میں انتشار پیدا نہ ہو جائے بس انہوں نے نہ چھوڑا یہاں تک کہ عبداللہ وہاں چلے گئے پسجب لوگ متفرق ہوگئے تو معاویہ نے خطبہ دیا اور فرمایا جو شخص اس امر میں بولنا چاہے تو سر اٹھائے ہم اس سے اور اس کے باپ سے امر خلافت کے زیادہ حقدار ہیں۔ حبیب بن مسلمہ نے کہا پس کیوں جواب نہ دیا آپ نے حضرت عبداللہ نے فرمایا میں نے اپنا حبوہ کھولا اور پختہ ارادہ کیا کہ کہوں اس امر خلافت کا تجھ سے زیادہ حقدار وہ شخص ہے جس نے تجھ سے اور تیرے باپ سے اسلام کے لئے جنگ کی تھی پسمیں نے اندیشہ کیا کہ کہیں ایسی بات نہ کہہ دوں جو مجمع میں انتشار پیدا کر دے اور خونریزی ہو جائے اور میرے مقصد کو نہ پا کر کچھ اور نہ سمجھ لیں پسمیں نے ان نعمتوں کا خیال کیا جو اللہ نے جنت تو میں تیار کی ہیں اور خاموش رہا حبیب بن مسلمہ نے کہا آپ بچ گئے۔

(صحیح بخاری جلد ثانی)

صحیح بخاری جلد ثانی کی اس روایت کو سامنے رکھ کر آپ تقریر الجنجو ہی علی المسلم میں درج امام الموحدین مولانا حسین علیؒ کی عبارت دوبارہ ملاحظہ فرمائیں بات با آسانی سمجھ آ جائے گی۔ حضرت صاحبؒ فرماتے ہیں۔۔

**فان لم یعلم الاستمکان وجب البیعه علی المعروف خوفاً من الفتنه مثل بیعة عبدالله بن عمر**

(تقریر جنجوہی علی الصحیح مسلم ۳۷)

اگر اس بیعت کو کوئی خوشی اور رضا سے بیعت کہتا اور سمجھتا ہے تو بجز اس کے کیا کہا جا سکتا ہے

**عجب است دزدے که بکف چراغ دارد**

دوسری بات حضرت ابن عمرؓ کی روایت پیش کرنے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ اس روایت کی ابتدا میں میں ہے **لما خلع اهل المدینه** ان اہل مدینہ میں صحابہ کرام بھی تھے یا نہیں اگر تھے اور یقیناً تھے تو

ابن عمرؓ نے اس روایت میں ایک وعید بیان کی ہے فرماتے ہیں

**انی سمعت النبی ﷺ یقول ینصب لکل غادر لواء یوم القیامة و انا قد بعینا هذا الرجل علی بیع الله و رسوله وانی لا اعلم غدرا اعظم من ان یبایع رجل علی بیع الله و رسوله ثم یُنصب له القتال.**

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ قیامت کے دن غدر کرنے والے کے لئے ایک جھنڈا نصب کیا جائے گا۔۔

کیا جن صحابہ نے یزید کی بیعت توڑ کر مدینہ میں یزیدی فوج سے مقابلہ کیا تھا جن کی قیادت حضرت عبداللہ بن مطیع رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ بن حنظلہ رضی اللہ عنہ (ابن غسیلملا ئکہ) کے ہاتھوں میں تھی آپ ذرا جرات کریں اور دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ ہاں اُن کے لیے جھنڈا نصب ہوگا۔۔العیاذ باللہ کوئی مسلمان تو صحابہ کرامؓ کے متعلق ایسا تصور کرسکتا ہے نہ گمان **کلاوعداللہ الحسنیٰ** نص قطعی موجود ہے۔اصل بات یہ ہے کہ میں بیشتر صحابہ درجہ اجتہاد پر فائز تھے عبداللہ بن عمرؓ نے حدیث سے جو استنباط فرمایا وہ یہی تھا کہ خروج سے گریز کیا جائے۔جن صحابہ وتابعین نے بیعت توڑی ان کے پاس اپنے دلائل تھے۔۔

تیسری بات صحابہ کرامؓ میں بعض حضرات کے اجتہادات وتفردات بھی ہوتے ہیں مثلاً شیخ الحدیث والتفسیر مولانا مفتی محمد حسین شاہ نیلویؒ لکھتے ہیں

سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا معمول تھا کہ جب وہ سفر سے واپس مدینہ منورہ میں تشریف لاتے تو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر **السلام علیک یا رسول الله** کہتے تھے۔

(موطاامام مالک)

اسی طرح امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ نے اپنے استاذ حضرت نافعؒ کے واسطے سے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کا طریقہ نقل فرمایا ہے کہ آپؓ سفر پر جاتے ہوئے اور واپس تشریف لاکر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر **سلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته** کہا کرتے تھے۔



(مسند امام اعظم صفحہ 126)

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرامؓ کی عظیم جماعت میں سے صرف سیدنا عبداللہ بن عمرؓ ہی ایک ایسی شخصیت ہیں جو مدینہ منورہ سے باہر سفر پر جاتے اور واپس تشریف لاتے وقت مسجد نبوی ﷺ میں آکر پہلے تو دو رکعت نفل پڑھتے اور پھر حضرت نبی کریم صل وسلم کی قبر مبارک پر حاضر ہوکر **السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته یا السلام علیک یا رسول الله**

لیکن امیر المومنین سیدنا امام عمر رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمرؓ کے اس طرز عمل پر نکیر فرماتے تھے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ابن عمرؓ اس معاملے میں متفرد ہیں جیسا کہ جذبہ اتباع رسول کے پیش نظر ان سے بعض دیگر تفردات بھی منقول ہیں جو جمہور صحابہ کرامؓ کے تعامل کے خلاف ہیں مثلاً حضرت ابن عمرؓ بے وضو ہونے کی حالت میں سجدہ تلاوت کرلیا کرتے تھے جیسا کہ بخاری جلد اول صفحہ 146 میں منقول ہے۔اسی طرح سفر پر جاتے ہوئے اور سفر سے واپس تشریف لاکر نبی کریم صل وسلم کی قبر مبارک پر سلام کرنے میں ابن عمرؓ متفرد ہیں جبکہ حالت ہے اقامت میں پانچوں وقت کی نمازیں آپؓ مسجد نبوی ﷺ میں ہی ادا فرماتے تھے تو اس وقت قبر النبی ﷺ پر سلام نہیں کرتے تھے۔ان کے علاوہ کسی صحابی سے یہ عمل ثابت نہیں

(رسائل نیلوی جلد 2 صفحہ 195)

حضرت نیلوی کے پیش کردہ دلائل سے ابن عمرؓ کے تفردات کی بات تو آپ سمجھ گئے ہوں گے۔ان تفردات میں ایک بیعت یزید نہ توڑنا بھی داخل سمجھیں ناصبیت کے جال کے تار پود بکھر جائیں گے۔

..........☆☆☆☆..........

﴿سوال﴾

ایک عالم دین نے لکھا ہے کہ حضرت حسینؓ اور عمر بن سعد کے مابین جو مذاکرات ہوئے آپؓ نے تین شرائط پیش فرمائیں، ہر شرط روز روشن کی طرح واضح کرتی ہے کہ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اس مقام پر ایک مرتبہ نیک نیتی اور پاکیزہ خصلت کی بنا پر اپنے موقف سے رجوع فرما رہے ہیں۔آں موصوف نے اس پر دس شیعہ کتب اور دس اہل سنت کی کتب کے حوالے دیے ہیں۔آپ کی کیا رائے ہے؟

﴿الجواب﴾

سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی اس روایت کا ذکر کتب حدیث میں ہے یا کتب تاریخ میں اگر کتب تاریخ میں ہے تو تاریخ مرتب کرنے والوں کے بارے میں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ تمام مورخین مکھی پر مکھی مارتے رہے۔۔مرضی کی بات ہو تو تاریخ چھوڑیں شیعہ کتب کے حوالے بھی بات کو روز روشن کی طرح واضح کر دیتے ہیں اور مرضی کے خلاف ہو تو مکھی پہ مکھی کا فرمانِ شاہی جاری کر کے بات ردی کی ٹوکری میں ڈال دی جاتی ہے۔۔

جو چاہے آپ کا حسن کرشمہ ساز کرے

تاریخی کتابوں میں جہاں ان شرائط کا ذکر ملتا ہے وہاں ان کی واضح تردید بھی ملتی ہے۔

حافظ ابن اثیرؒ اپنی تاریخ الکامل میں فرماتے ہیں

**وقدروی عن عقبه بن سمعان انه قال صحبت الحسينؓ من المدينة الى مكة ومن مكة الى العراق الم افارقه حتى قتل و سمعت جميع مخاطبة الناس الى يوم مقتله فوالله مااعطاهم ما يتذاكر به الناس من انه يضع يده فى يد يزيد**

**(الكامل لابن اثير جلد ۴ صفحه ٦٦ طبع مصر)**

عقبہ بن سمعان سے مروی ہے کہ حضرت حسینؓ کے ساتھ مدینہ سے مکہ اور مکہ سے عراق تک برابر ساتھ



رہا ان کی شہادت کے وقت تک ان سے جدا نہ ہوا۔میں نے ان کی وہ تمام گفتگوئیں سنیں جو آپؓ نے لوگوں سے فرمائیں۔بخدا یہ بات انہوں نے لوگوں کے سامنے رکھی ہی نہیں جس کا لوگ ذکر کرتے ہیں کہ انہوں نے ان کے سامنے کی بات رکھی کہ یزید کے ہاتھ میں ہاتھ دے دیں گے۔

یہ عقبہ بن سمعان حضرت حسینؓ کی زوجہ رباب کے غلام تھے عمر بن سعد نے غلام ہونے کے باعث انہیں زندہ چھوڑ دیا تھا

(الکامل۔جلد۴ص۳۳)

میدان کربلا میں سیدنا حسینؓ اور عمر بن سعد کے درمیان گفتگو چل رہی تھی اس دوران عمر بن سعد نے کہا اپنے ابن عم نام کی حکومت تسلیم کرنے میں آپ کو کیا عذر مانع ہے؟۔۔فرمایا معاذ اللہ میں اپنے اور تمہارے رب کی پناہ میں آیا اس وقت متکبر سے جو روزِ حساب پر یقین نہیں رکھتا۔

البدایہ والنہایہ کی عبارت ہے

**وما يمنعك ان تنزل على حكم بنى عمك فقال معاذالله ان اعطيهم بيدى اعطاء الذليل او اقر اقرار البعيد عبادالله انى عذتُ بربى و ربكم من كل متكبر لا يومن بيوم الحساب ( غافر ۲۷ ) ثم راحلة وامر عقبه بن سمعان فعقلها**

(البدایہ جلد۶ صفحہ۲۵۴)

سیدنا حسین تو بہت اونچے مرتبے پر فائز تھے میں آپ کو سیدنا حسینؓ کی اولاد در اولاد کی اپنے زمانے کی مثال دکھاتا ہوں آپ کو بات سمجھ آجائے گی انشاءاللہ۔۔

مرشدنا و مرشد المواحدین خطیب اسلام مولانا سید عنایت اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ ایک تقریر میں فرماتے ہیں مجھے راولپنڈی کے اس فیصلے کا علم ہوا تو اس فیصلے کے چند دنوں بعد حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب لاہور تشریف لائے چنانچہ میں بھی گجرات سے لاہور پہنچ گیا۔وہاں تمام علماء کرام اور شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ بھی موجود تھے حضرت قاری صاحب نے راولپنڈی والی تحریر پر دستخط کرنے

کے لئے فرمایا تو میں نے عرض کی کہ یہ تحریر مبہم اور غیر واضح ہے یہاں جتنے علماء کرام موجود ہیں قرآن و سنت کے دلائل کی روشنی میں مجھے مسئلہ سمجھا دیں یا مجھ سے سمجھ لیں۔۔

اس موقع پر میں معمولی ساجذباتی ہوگیا اور میں نے کہا کہ اگر مجھ میں حسینؓ کا خون موجود ہے تو پھر کربلا کا یہ میدان اب گرم رہے گا میں ہر جگہ ان کو مناظرے کا چیلنج کروں گا۔۔اور یہ بھی سن لو کہ جب بھی میرا ان مہربانوں سے مناظرہ ہوگا تو شیخ القرآنؒ میرے ساتھ ہوں گے

(مسلک شیخ القران۔صفحہ۱۳)

ان اگر سیدنا حسین نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا ہوتا تو کیا یوں ان کا نام نامی اسم گرامی غیرت و استقامت کا استعارہ بنتا اور یوں نسل در نسل ان کی اولاد انکے خون پاک کے حوالے دے کر موقف سے پیچھے نہ ہٹنے کے اعلان کرتی حاشا وکلا۔۔۔

نواسہ رسول کا مرتبہ اس سے بہت بلند ہے آپؓ کے شایان شان وہی بات ہے جو آپ نے جو عمر بن سعد کے جواب میں آپ نے فرمائی۔۔

**معاذالله ان اعطیهم بیدی اعطاء الذلیل او اقر اقرار البعید عبادالله انی عذتُ بربی و ربکم من کل متکبر لا یومن بیوم الحساب (البدایه جلد ٦ صفحه ۲۵۴)**

مزید دیکھیے

حضرت پیر بخاری راولپنڈی کے جس فیصلے کا ذکر فرما رہے ہیں اس پر شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ اور عارف باللہ مولانا قاضی نور محمدؒ کے دستخط موجود ہیں۔انہیں دستخطوں کو سامنے رکھ کر جب شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالسلام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ لکھا تو ان کی تردید میں مسلک شیخ القرانؒ نامی جو کتاب منصۂ شہود پر نمودار ہوئی اس کے مصنف نے لکھا ہے

ہمیں دکھ اور افسوس اس بات کا ہے کہ یہ قابل احترام اور بزرگ علماء اتحاد و اتفاق کے نیک جذبے کے لیے اپنے نظریات میں معمولی لچک پیدا کر لیتے مگر شیخ القرآنؒ کو اس کام کے لیے بطور ڈھال اور بطور دلیل استعمال نہ فرماتے تھے ان کی اس کارروائی اور پمفلٹ بازی کا نتیجہ یہ نکلا کہ اشاعت توحید وسنت



کے موجودہ احباب اور جوان طبقہ اس مخمصے اور پریشانی میں مبتلا ہو گیا کہ شیخ القرآنؒ 1962 کے معاہدے پر دستخط کر کے اپنے مسلک سے رجوع کر کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عندالقبر صلاۃ وسلام کے سماع کے قائل ہو گئے تھے حاشا وکلا۔۔مجھے کبھی بھی مسلک شیخ القران لکھنے کا خیال نہ آتا مگر اپنی جماعت کے علماء کرام اور نوجوان اراکین کے ذہنوں کو صاف کرنے کے لئے اور تاریخ درست کرنے کے لیے یہ رسالہ مرتب کرنا پڑا تا کہ یہ تاریخی حقیقت نکھر کر سامنے آجائے کہ حضرت شیخ القرآنؒ تادم زیست اسی مسلک ونظریہ پر قائم رہے جو مسلک اشاعت التوحید وسنت کے دوسرے علماء کرام کا ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعد از وفات حیات برزخی حاصل ہے۔

(مسلک شیخ القران صفحہ 12 )

دیکھا آپ نے مولانا عبدالسلام صاحب کی کتاب میں شائع کردہ تحریری فیصلے پر حضرت شیخ القرآنؒ کے دستخط موجود ہونے کے باوجود مسلک شیخ القرانؒ کے مصنف کی ماننے کو تیار نہیں کہ شیخ القرآنؒ نے اپنے مسلک وموقف سے رجوع کر لیا تھا مگر حضرت حسینؓ کے حوالے سے کیسے لکھتے ہیں کہ روز روشن کی طرح واضح ہے کہ حضرت حسینؓ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا حالانکہ حضرت حسینؓ کے ان شرائط پر دستخط بھی موجود نہیں۔۔دوسری طرف دستخط بھی موجود ہے مگر حضرت جی کو تسلیم نہیں کہ شیخ القرآنؒ نے اپنے موقف سے رجوع کر لیا تھا۔۔شیخ القرآنؒ کے حوالے سے انکار ہے اور سیدنا حسینؓ کے حوالے سے موقف سے رجوع کر لیا تھا کا تکرار ہے کہ حضرت حسینؓ جرات واستقامت میں شیخ القرآن مولانا غلام اللہ خانؒ سے کم تر تھے العیاذ باللہ۔۔۔

سیدنا امام حسینؓ کا اپنا بیان جس میں انہوں نے قرآن کی آیت پڑھی آپ کی زوجہ رباب کے غلام عقبہ بن سمعان کی گواہی اور ہمارے زمانے میں سیدنا حسینؓ کی اولاد میں سے حضرت سیدنا عنایت اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کے الفاظ کہ اگر مجھ میں حسینؓ کا خون ہے تو پھر کربلا کا یہ میدان گرم رہے گا یہ سمجھنے کے لیے کافی ہیں یہ موقف سے رجوع والی کہانی یزید پلید کو بے قصور ثابت کرنے کے لئے سنائی اور دہرائی جاتی ہے۔

سوالات بے چین بابت یزید و حسین